مرتیو اور پرلوک

نارائن سوامی

سرسوتی آشرم گرنتھ مالا ۱۷۵

ओ३म

مرتیو اور پرلوک

یعنی

جسم - انتہ کرن اور سنج کی شکل اور بھید - رُوح اور دُنیا کی پیدائش کا پرکار - موت کی شکل اور بعد کی حالت نجات اور سورگ - نرک وغیرہ لوکوں کی شکل - مسمریزم اور رُوحوں کے بلانے وغیرہ کے طریقے - اور برہمچریہ کے مضمون پر ایک نئے ڈھنگ کی عجیب وغریب کتاب

لیکھک

شری نارائن سوامی جی مہاراج

پرکاشک

راجپال اینڈ سنز ادھیکش آریہ پستکالیہ

و سرسوتی آشرم لاہور

مرکنٹائل پریس لاہور میں باہتمام لالہ ہری چند پرنٹر پبلشر چھپی

پہلی بار ۱۰۰۰ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء قیمت ۱۲ ؍

فہرستِ مضامین

پانچواں حصّہ

ساتواں سنگ

تیسرا ادھیائے

پہلا حصّہ

ثاں سنگ

رُوحوں کا بلانا ۱۴۵

چوتھا حصّہ
دسواں سنگ
روحوں کا بُلانا

پانچواں حصّہ
رُوحوں کا بُلانا

چوتھا باب
پہلا حصّہ
گیارہواں سنگ
انتم کرتویہ (آخری فرض)

نارائن سوامی

بھومکا (دیباچہ)

انیک سجن چرکال (عرصہ مزید) سے آگرہ ہٹھ کرتے چلے آ رہے تھے۔ کہ مجھے کوئی ایسی پستک لکھنی چاہیئے۔ جسے خاص کر ایسے سمے میں پڑھنے والے پڑھکر شانتی پراپت کریں۔ جب خاندان میں بدقسمتی سے موت ہونے یا ایسی ہی کسی دوسری مصیبت کے آنے سے وہ دکھوں میں پھنسے ہوا کریں ؛

دوسری قسم کے کچھ سجنوں نے خواہش ظاہر کی۔ کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اس بارے میں روشنی پڑنا چاہیئے۔ کوئی کہتے ہیں۔ کہ مرنے کے بعد روحیں کسی خاص مقام میں جاکر آباد ہو جاتی ہیں اور وہاں سے بلانے پر آ بھی جایا کرتی ہیں۔ اور اپنے سندیش بھی دیا کرتی ہیں۔ کوئی کہتے ہیں۔ کہ مرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے منش اپنے اعمال کے مطابق سُرگ یا نرک میں چلا جایا کرتا ہے۔ کوئی کہتے ہیں کہ روحوں کو مرنے کے بعد آخری فیصلہ کے لئے عرصہ دراز تک انتظاری کرنی پڑتی ہے۔ اس کے بعد روز حساب آنے پر۔ ان کا انصاف ہوتا ہے۔ اور وہ اسے انصاف کے مطابق دوزخ اور بہشت میں جایا کرتے ہیں۔ اسی پرکار کی انیک باتیں بھی کہی جاتی ہیں لیکن

اصل بات کیا ہے؟ اس کا پتہ نہیں چلتا۔ اسی لئے دوسرے پر کار کے سجنوں نے بھی ایک پستک لکھ دینے کا اصرار کیا۔ دونو پرکار کے آگرہ جاری رہے۔ لیکن اُن کی تکمیل کے لئے بہت دنوں تک کچھ بھی نہ کر سکا۔ اسی دوران میں مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟ اور پر لوک آدمی کے سنبندھ میں انیک پستک دیکھنے کا موقعہ ملا۔ آخر میں متروں کی بات کو زیادہ عرصہ تک ٹالنا مناسب معلوم نہ ہوا۔ اس کے سوائے انیک پستکوں کے دیکھنے سے جو طرح طرح کی باتیں پرلوک کے سمبندھ میں اُن میں لکھی ہوئی ملیں۔ اُن کے لئے کچھ نہ لکھنا بھی اچھا نہیں معلوم ہوا۔ انہیں کارنوں سے ایک پستک کا لکھنا ٹھان کر اسے لکھد ینا شروع کر دیا گیا۔ لیکن میرے جیسے شخص سے جس کے ذمہ کئی قسم کے کاموں کا بوجھ ہو یہ اُمید نہیں کی جا سکتی تھی۔ کہ میں جلدی سے اس کتاب کو ختم کر دونگا۔ ہوا بھی یہی۔ پستک کے سماپت کرنے میں تین برس سے زیادہ وقت لگ گیا۔ اور کسی نہ کسی طرح پستک سماپت ہو کر اب پاٹھکوں کے ہاتھوں میں جا رہی ہے۔ پستک کے متعلق یہ بتا دینا ضروری ہے۔ کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اسے ایشور یا مرنے والے کے سوا دوسرا کوئی نہیں جان سکتا۔ اسی لئے اس کے متعلق اتنے الگ الگ عقیدوں کی بھرمار ہے۔ کہ جن سب کی سماوچنا کرنا تو درکنار اُن کا ذکر کرنا بھی مشکل ہے۔ اس قسم کے کئی خیال ہوں۔ لیکن ان سب میں وہی سدھانت زیادہ قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ پرشوں کا مقبول اور عقل کے مطابق

جان پڑے۔ بس اسی بات کو مدنظر رکھ کر اس کتاب کے پڑھنے سے یقین ہے۔ کہ کسی کو بھی نراش نہ ہونا پڑیگا۔ پُستک دیگر انیک ستھانوں پر پرسنگ وش وچار کیا گیا ہے۔ جن کے مطابق خیال رکھنے سے ہر ایک فرد ہردے میں شانتی کا سنچ کر سکتا ہے ٭

پُستک کے تیار کرنے میں سُبھاوک تھا۔ کہ دیگر کتابوں سے مدد لی جاتی۔ اس کے موافق سہائیتا لی جاتی ہے۔ پُستک اور اُن کے مصنّفوں کے نام فٹ نوٹوں میں دے دیئے گئے ہیں۔ یہاں میں اُن سبھی مہانو بھاووں کو جن کی پُستکوں سے مدد لی گئی ہے۔ دھنیہ باد دیتا ہوں پُستک کے پڑھنے سے اگر کنہیں دُکھت ہردے نرناریوں کو شانتی پراپت ہوئی۔ یا کنہیں متلاشیوں کو تسکین ہوئی۔ تو میں اپنا پریشرم سپھل سمجھوں گا ٭

نارائن آشرم
رام گڑھ
شراون ۱۷-۸
سمت ۱۹۸۵ بکرمی

نارائن سوامی

مرتیو اور پرلوک

پہلا باب

پہلا حصّہ

اِبتدا

گنگا کے کنارے پر ایک سُندر تپو بھُومی ہے۔ درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں اور ہری ہری گھاس ساری زمین پر لہرا رہی ہے۔ ٹھنڈے پانی کے خُوبصورت چشمے جاری ہیں۔ پران پروا یو آکسیجن آہستہ آہستہ بہ رہی ہے رنگ برنگ کے پھُول کھِل رہے ہیں۔ پھل والے درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہیں۔ طرح طرح کے پرندے اِدھر اُدھر چہچہا رہے۔ تدان سارا بن قدرتی نظاروں سے بھرپُور ہو کر بھگتی اور ویراگ کی درس گاہ بنا ہُوا ہے۔ پوتر اور پنیہ بھومی میں رشی جن کا شبھ نام آتم ویتا رشی ہے۔ باس کرتے ہوئے نیو جیون وتیت کرتے ہیں۔ رشی آتم گیانی ہیں۔ آتم رت

ہیں۔ ویدوں کا مرم جانتے ہیں۔ اُپنشدوں کے رہسیوں کی جانکاری رکھتے ہیں۔ اور سدیو آتم چنتا میں نمگن رہتے ہیں۔ اپنا جیون اپنے ہی اُپکار میں لگانے کے ابھیاسی نہیں۔ اب تو پروپکار برتی اُن کے ہردے میں اُچیہ ستھان رکھتی ہے۔ اور اسی عہد کو عملی روپ دینے کے لئے ہفتہ میں ایک بار ست سنگ سے لابھ اُٹھانیکا موقعہ سرو سادھارن کو دیا کرتے ہیں۔ سینکڑوں گرہستی نرناری۔ بان پرستھی اور برہم چاری ست سنگ سے لابھ اُٹھانے کے لئے ہر ہفتے اُن کی سیوا میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ ست سنگ کا کاریہ کرم یہ ہوتا ہے۔ کہ پہلے جنہیں کچھ پوچھنا پچھنا یا دُکھ سُکھ کہنا ہوتا ہے۔ پوچھتے یا کہتے ہیں۔ رشی اُن کا اُچت سما دھان کر دیا کرتے ہیں۔ اور جب ست سنگ میں ایکتر نر پرش کچھ پوچھتے نہیں۔ بلکہ کچھ اُپدیش ہی سننا چاہتے ہیں۔ تب انہیں کچھ نصیحت آمیز وعظ کر دیا کرتے ہیں +

دُوسرا حصّہ

ایک ست سنگ کی کتھا

جانبھی (گنگا) تٹ پر آتم دیتا رشی بیاس گدی پر وراجمان ہیں۔ اور سینکڑوں نرناری اُن کے سنگ سے لابھ اُٹھانے کے لئے اُن کے سامنے بیٹھے ہیں۔ آج کے سنگ میں بد قسمتی سے اکثر نرناری ایسے ہی جمع ہیں۔ جو دُکھوں سے پیڑت ہیں۔ اور اپنی دُکھ کتھا سُنا کر تو به

کی شکشا لینے کی چنتا میں ہیں۔ رشی کی آگیا پا کر انہوں نے اپنے غمگین ہردیہ
کا غبار نکالنے کے لئے اپنی دکھ کتھا سنانی شروع کی۔

رام دت۔ مہاراج میرا ہردیہ پتر شوک سے بیاکل ہو رہا ہے۔ چالیس
برس کی آیو تک ہم استری پرش اولاد کا منہ دیکھنے کی خوش قسمتی حاصل
نہیں کر سکے تھے۔ چالیس برس کی عمر میں ایک پتر ہوا۔ وہی ایک ماتر
سنتان تھی۔ بڑے یتن سے اسے پالا پوسا۔ تعلیم کا انتظام کیا۔ اب اس
کی آیو ۱۸ ورش کی تھی۔ اور بنارس وشو ودیالیہ (یونیورسٹی) میں پڑھتا
تھا۔ ایف اے کی پریکشا پاس کر چکا تھا۔ بی اے کے پہلے ورش میں
آیا ہی تھا۔ کہ اچانک پلیگ نے آ کر گھیر لیا۔ انیک چکتسائیں کیں۔ انیک
اپائے کئے۔ لیکن کچھ بھی کارگر نہ ہوا۔ تیسرے دن ہی طائر روح جسم
عنصری کو چھوڑ کر اڑ گیا۔ مرتیو کے انیائی ہاتھوں نے ہم پر ذرا بھی
دیا نہیں کی۔ اس بڑھاپے میں ہمارے بڑھاپے کی لاٹھی۔ ہمارے سروسو
کا اپہرن (لوٹ) کر کے ہم کو تڑپتا ہی چھوڑ دیا۔ کسی طرح مردہ کا داہ
کرم کیا۔ اب اس کی ماتا اسی دن سے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی ہے
نہ کھاتی ہے۔ نہ پیتی ہے۔ کبھی کبھی بے سدھ بھی ہو جاتی ہے۔ اسی
حالت میں اسے چھوڑ کر آیا ہوں۔ کہ آپ سے یہ آپ بیتی کتھا کہوں۔ آپ
مہربانی کر کے بتلائیں۔ کہ کیا کریں۔ جس سے چت کی ویاکلتا دور ہو۔
اور ہم پھر شانتی کا منہ دیکھ سکیں۔

رام دت کی کتھا سماپت ہی ہوئی تھی۔ کہ ایک دوسری طرف سے

ایک استری کے رونے کی آواز آئی - سب کا دھیان اُدھر ہو گیا - دیالو رشی نے دلاسا دے کر اُس کا حال پُوچھا :-

کرشن دیوی - کسی طرح سے صبر کر کے اس نے اپنا حال سُنانا شروع کیا میری عمر اس وقت صرف ۳۰ برس کی ہے - بارہ برس کی عمر میں بیاہ ہوا تھا - بیس برس کی نہیں ہونے پائی تھی - کہ ساس اور سُسر دونوں کا دیہانت ہو گیا - ایک پُتر ہوا تھا - ۸ ورش کا ہو کر وہ چل بسا - اس کے دُکھ کو ہم بھولے بھی نہیں تھے - کہ تین دن ہوئے - جب سوامی بیمار ہوئے - انہیں ایسا مہلک بخار چڑھا - کہ اُس نے پیچھا ہی نہیں چھوڑا - انہیں سرسام ہوا بہکی بہکی باتیں کرتے - چارپائی چھوڑ کر بھاگتے - ڈاکٹروں نے دیکھا - حکیموں نے دیکھا - سبھی نے کچھ نہ کچھ دوائیں دیں - کچھ نتیجہ نہ نکلا - کل پراتہ کال مجھے روتے اور بیوگی کا جیون دُکھ بھوگنے کے لئے چھوڑ کر چل دیئے - اب میں سارے گھر میں اکیلی رہ گئی - کیا کروں - کہاں جاؤں - چت ٹھیک نہیں - کہیں ٹھکانا نہیں - رہ رہ کر یہی جی میں آتا ہے - کہ کچھ کھا کر سو رہوں - جس سے دُکھ کا جیون سماپت ہو جاوے ؎

کنٹھ بند سے کرشنا اتنا کہنے پائی تھی - کہ پھر آنکھوں سے آنسوؤں کی دھارا پرواہت ہو گئی - اور ہچکیوں نے تانتا باندھ دیا - کسی پر کالوگ اُسے تسلّی دے رہے تھے - کہ ایک طرف سے پھر رونے کا شبد سُنائی دیا - اور سب اُدھر دیکھنے لگے دیکھا - تو معلوم ہوا - کہ دو چھوٹی چھوٹی عمر کے بھائی اور بہن رو رہے ہیں - کچھ سجنوں نے اُن بالکوں کو پریم سے

اُٹھا کر رشی کے سامنے بٹھلایا۔ اور پوچھنے پر اُنھوں نے اپنا حال اِس
طرح سُنایا:-

کرشن کانت اور سبھدرا۔ ابھی ہم دونوں اپنی شالاؤں میں شکشا پاتے
ہیں۔ اور شروع جماعتوں میں ہی ہیں۔ ہمارے ماتا اور پتا جو ہماری
بڑے پریم سے پالنا کرتے تھے۔ کل اچانک ہیضے سے بیمار ہوئے۔
اور دونوں کا ایک ہی دن میں صفایا ہو گیا۔ پڑوسیوں کی سہاتا
سے اُن کی انتیشٹھی کی۔ اب ہم دونو یتیم ہیں۔ کوئی رکشا کرنے والا نہیں
کوئی نہیں۔ جو دُکھ سُکھ میں ہماری سُدھ لے ؛

وہ بالک اتنا کہہ چکے تھے۔ کہ پھر رونے لگے۔ اُنہیں رشی نے
ڈھارس بندھایا۔ اور پیٹھ پر پریم سے تھپکی دی۔ اور وعدہ دیا۔ کہ تمھاری
تعلیم و حفاظت کا انتظام ہو جائے گا۔ گھبراؤ مت۔ اسی بیچ میں ایک
اور شخص آگے بڑھا۔ اور عاجزی سے عرض کیا۔ کہ مجھے بھی کچھ کہنا ہے
اجازت پا کر اُس نے کہنا شروع کیا:-

جے سنگھ۔ میں ایتینت سکھی گرہستھی تھا۔ میرے دو پتر اور ایک
پُتری ہیں۔ تینوں سوشیل آگیا کاری اور شکشا کے پریمی ہیں مختلف
تعلیمگاہوں میں شکشا پاتے ہیں۔ میری دھرم پتنی بڑی ودُشی
(عالمہ) تھی۔ مجھے جب باہر سفر میں یا کہیں اور کچھ کام ہوتا۔ تو میں سدیو
شیگھر سے شیگھر گھر آنے کا یتن کرتا تھا۔ میرا پکّا یقین تھا۔ کہ جونہی گھر
پہنچونگا۔ بیوی کی میٹھی آواز اور اعلیٰ انتظام دیکھنے سے سارے دُکھ

دور ہو جائیں گے - اور واستو میں ایسا ہونا بھی تھا - اس پر کال میں سمجھا کرتا
تھا - مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا سکھی گرہست نہ ہوگا - پر دربھاگیہ سے وہ
دیوی مجھ سے جدا ہو گئی - کچھ دن معمولی بخار آیا تھا - اور اسی بخار نے اتنا
خوف رُوپ اختیار کیا - کہ گرہ لکشمی کے پران لے کر ہی پیچھا چھوڑا - اب
گرہ دیوی کے ویوگ نے مجھے پاگل سا بنا رکھا ہے - جہاں ایک طرف
گرہست جیون مٹی میں ملا دکھائی دیتا ہے - تو دوسری طرف تین مہینے کے
بالک کی رکشا کے وچار سے میں گھلا سا جا رہا ہوں - چت کو بہتیرا سمجھاتا ہوں
کہ سنتان ہے - دھن ہے - بڑا خاندان ہے - زمینداری ہے - علاقہ ہے
سب کچھ ہے - لیکن جیون سے الگ ہوئی دیوی کا خیال آتا ہے - سارے
وچاروں پر پانی پھر جاتا ہے - اور کوئی چیز بھی شانتی نہیں دے سکتی -
اور جب یتن کرتا ہوں - کہ اُس کی یاد ہی نہ آوے - تو اس میں کامیابی نہیں
ہوتی - یاد آتی ہے - اور پھر آتی ہے - روکنے سے یاد اور بھی زیادہ
تیز ہو جاتی ہے - یہ دُکھ سے سنتپت ہوں - اور خیال اُٹھتے بیٹھتے
سوتے جاگتے کھاتے پیتے سبھی وقت مجھے دُکھی بنا دیتا ہے - میں
کیا کروں - جس سے اس دُکھ سے نورتی ہو ۔

سنتوش کمار (اسی بیچ میں بول اُٹھا) بڑی بڑی منتوں کے تو ماننے سے
اس ساٹھ برس کی عمر میں پوتے کا مُنہ دیکھا تھا - لیکن وہ سُکھ تین ماہ بھی
رہنے نہیں پایا تھا - کہ پوتر نے دھوکا دیا - اور سارے کُنبہ کو دُکھی کر کے
چل دیا - یہ دُکھ ہے - کہ دور ہونے میں نہیں آتا - دل میں ایک آگ سی

لگ رہی ہے۔ جس سے میں جل بھن رہا ہوں۔ شانتی کا کوسوں پتہ نہیں
رادھا بائی۔ (بارہ برس کی عمر کی ایک بال بدھوا ردتی ہوئی) نردئی
ماتا پتا نے تین برس ہوئے جبکہ میں بے سمجھ بالکا تھی۔ سمجھدار تو اب
بھی نہیں ہوں۔ میرا بواہ ہتیارے دھن کے لالچ میں پڑکر ایک
۶۰ ورش کے بوڑھے سے کر دیا تھا۔ جسے دیکھ کر سب اسے میرا دادا ہی
سمجھتے تھے۔ دو برس تو وہ چارپائی پر پڑے پڑے کھوں کھوں کرتے
ہوئے کسی طرح جیتا رہا۔ تھوڑی دور بھی چلنا پڑتا۔ تو بھی ٹیک کر چلنے
پر بھی ہانپنے لگتا۔ نہ منہ میں دانت تھے۔ بات کرتا تو صاف بول بھی
نہیں سکتا تھا۔ یہ حالت اس کی پیچھے سے نہیں ہوگئی تھی۔ بلکہ بواہ کے
وقت بھی اس کا یہی حال تھا۔ اب ہفتہ ہوا۔ جب وہ مر گیا۔ اس کے مرنے
کا تو مجھے کچھ بھی دکھ نہیں ہوا تھا۔ لیکن جب ادھر سے ناطہ دار استری
پرش اکٹھے ہوئے اور انہوں نے میری اچھی اچھی چوڑیاں میرے منع کرنے
پر بھی توڑ دیں۔ میرے اچھے بستر اور زیور بھی اتار لئے۔ اور سندر بندھے
ہوئے بالوں کو کھول کر بکھیر دیا۔ اور کہا۔ کہ تو نے آتے ہی اپنے شوہر
کو کھا لیا۔ اور اب تو بیوہ ہے۔ اسی حالت میں تجھ کو ساری عمر ختم کرنا
پڑے گی۔ تب سے میرے دکھ کا پارا وار نہیں۔ بلکہ اور بھی کئی دکھ ہیں۔
کبھی کوئی دشٹ استری آکر میرے دھن جھپٹنے کے لئے طرح طرح کی
چکنی چپڑی باتیں بناتی ہے۔ کبھی کوئی دشٹ پرش آکر مجھے کہتا ہے۔
کہ بدھواؤں کو چاروں دھام میں جا کر تیرتھ کا سیوا پراپت کرنا چاہئے

اگر تو چلے۔ تو میں تیرے ساتھ چل سکتا ہوں۔ کبھی کوئی دُشٹ وویرمی سادھو کے رُوپ میں آکر مجھے پھسلانے کا یتن کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر تو ہندو مت چھوڑ دے۔ تو تیرا نکاح اچھے آدمی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ کبھی دشٹ آکر میری عصمت کے خراب کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اِن اور انہیں پرکار کی انیک آفتوں کا مجھے ہر روز سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اِن مصیبتوں میں پھنس کر میں نہایت دُکھت اور پیڑت ہو رہی ہوں۔ رہ رہ کر اپنی حالت پر رونا آتا ہے۔ رادھا اتنا ہی کہہ چکی تھی۔ کہ پھر رونے لگی۔ بیچ میں ایک اور آدمی آیا۔ اور اپنی کہانی سنانے لگا

سیتلا۔ (ایک دلت جاتی کا پُرش) اب کی بار ہمارے گاؤں میں چیچک بھینکر رُوپ سے پھیلی۔ سینکڑوں بالکوں کے سوائے اچھے اچھے جوان استری پرش بھی اُس کی بھینٹ ہو گئے۔ کسی کسی تو بوڑھے کو بھی چیچک ماتا نے آکر موت کا سندیش سُنایا۔ میرے گھر میں بھی چیچک کا پرکوپ ہوا۔ اور دو پرانی اس کی بھینٹ ہوئے۔ ایک تو چھوٹی لڑکی تھی اور دوسرا جوان لڑکا تھا۔ ان خوفناک موتوں نے گھر میں کہرام مچا دیا کسی کو بھی اپنی سُدھ بُدھ نہیں رہی۔ آس پاس کے لوگوں کے کہنے سننے سمجھانے بجھانے سے میں نے جی کڑا کیا۔ اور اپنے کو سنبھال کر اُن کو شمشان میں لے جا کر انتیشٹی کرنے کی تیاری کرنے لگا۔ اپنے چھوٹے بھائی کو بازار بھیجا۔ کہ جا کر ارتھی اور کفن کے لئے بانس اور کپڑا وغیرہ لے آوے۔ اس پر جو کچھ بیتا۔ وہ آپ کو سُناتا ہوں ؛

ساونتا۔ (سیلا کا چھوٹا بھائی بازار جاتے ہوئے بولا) میں بازار جاتا
ہوں تم ایندھن کو شمشان میں بھجوانے کا پربندھ کرو۔ (یہہ کہکر ساونتا
چل دیا۔ ابھی راستہ چلنا شروع ہی کیا تھا۔ کہ ایک آدمی آکر ڈپٹ کر بولا)
سوبرہمن امیر۔ (ایک اونچی جاتی کا برہمن۔ زور سے) ارے تو تو
پنچم ہے۔ تو اس براہمنوں کے راستے پر کیسے آیا؟
ساونتا۔ میرے گھر میں دو موتیں ہو گئی ہیں۔ مجھے کفن کے لئے
کپڑا لے جانے کی جلدی ہے۔ اس لئے آپ کرپا کر کے ادھر ہی سے
جانے دیں ؛
سوبراہمن امیر۔ دو موتیں کیا۔ تیرا سارا خاندان مرجاوے۔ تب بھی تو
اس راستہ سے نہیں جا سکتا۔ کیا تیرے مُردوں کے کارن ہم سب اپنا
پرائشچت کریں گے ؛
ساونتا۔ آپ میرے مُردوں کے کارن کیوں پرائشچت کریں گے ؛
سوبرہمن امیر۔ تیرے اس راستے پر چلنے سے یہ مارگ ناپاک ہو جاویگا۔
اور اس پر جتنے بھی اُوچیہ جاتی کے لوگ چلیں گے۔ انہیں سبھی کو شاستر
کی ریتی سے تیرا پرائشچت کرنا پڑے گا۔ ساونتا اسی مارگ سے کچھ آگے
بڑھا ہی تھا۔ کہ امیر نے کھینچکر ایک لاٹھی اس کے سر پر ماری۔ جس سے
اس کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ ساونتا اسی حالت میں کچھ ایک
راہگیروں کی سہائتا سے بنا کپڑا لئے لوٹ آیا۔ اور اسے اس حالت
میں دیکھکر تعجب سے لوگوں نے سب حال پوچھا اور اس کے دکھکی کہانی

سن کر وہاں جمع ہوئے سبھی پنچ اپنے ہندو ہونے سے نفرت کرنے لگے

سیتلا- اوپر لکھی مصیبت کی داستان سنا کر سیتلا نے کہا مہاراج ایک دکھ تو گھر میں دو مرے ہوؤں کا تھا ہی۔ وہی ہمارے رونے کے لئے کم نہ تھا۔ اب یہ دوسری مصیبت بھائی کے زخمی ہونے سے ہمارے سر پر اور آگئی۔ اس کا مرہم پٹی کرانے کے لئے جب کوئی ڈاکٹر (اچھیہ جاتی کا ہونے کے کارن) نہیں آیا۔ تب ہمیں سب نے اپنی سمجھ کے مطابق مرہم پٹی کردی۔ اور اسے اسی سسکتی ہوئی حالت میں چھوڑ کر شمشان کی طرف چلے گئے۔ اور داہ کرم کر کے لوٹنے بھی نہ پائے تھے۔ کہ راستے میں دوڑتی اور ہانپتی ہوئی استری نے آکر خبر دی۔ کہ اس زخمی بھائی کی موت ہوگئی ہم ابھاگے اب اسی اپنے پیارے اور ایک ماتر بھائی کا داہ کرم کر کے آرہے ہیں۔ گھر میں گھسنے کو جی نہیں چاہتا۔ گھر کاٹنے کو دوڑتا دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے مہاراج گھر نہ جا کر آپ کی شرن میں آیا ہوں۔

آتم دیا رشی نے اس کی دکھت اوستھا اور اچھیہ جاتی کے ہندوؤں کے دلتوں کے ساتھ برے برتاوے کی یاد کرتے اور دکھت ہوتے ہوئے سیتلا کو دھیرج دیتے ہوئے پریم سے بٹھلایا۔

اس کے بعد بھی ست سنگ میں ایکترت پرش استریوں میں سے کسی نے اپنی سمپتی کھو جانے کی کتھا سنائی۔ کسی نے مقدمے میں ہار جانے کی چرچا کی۔ جس کے سبب اپنا بے زر ہو جانا بیان کیا۔ کسی نے دوستوں اور رشتہ داروں کے دربیوہار کی شکایت کی۔ بس اسی طرح کے یکے بعد

ویگرے حالات کے بیان کرنے بیں سنگ کا سارا وقت ختم ہو گیا رشی کے بچن سننے کا کسی کو موقعہ نہ ملا۔ اور عملی رُوپ سے آج کا سنگ فرشبہ خوانی کی مجلس ہی بنا رہا۔ آتم دیتا رشی نے اگلے سنگ بیں اُپدیش دینے کا بچن دے کر آج کے سنگ کا کام ختم کرتے ہوئے سنگ بیں حاضر نرناریوں کو اس قسم کا آدیش دیا:

آتم دیپتا۔ بڑے بڑے دُکھ بڑی سے بڑی مصیبت کے کشٹ۔ کرونا ندھان۔ کرونا کر۔ کرونا مے۔ پربھو کے سمرن سے کم ہوتے ہیں۔ اور جاتے رہتے ہیں۔ وہی اسہائیوں کا سہائی۔ نرآشرؤں کا آشر انرآلنبوں کا آلنبن ہے۔ دُنیا کے بڑے بڑے ویدیہ۔ ڈاکٹر۔ راجے۔ مہاراجے۔ اور رسا ہو کار پرسن ہو کر صرف جسمانی کلیان کا سبب بن سکتے ہیں لیکن ولی بیماری سے غمگین نرناری کے شانتی کا کارن تو وہی پربھو ہے۔ جو اس ہر شے کے متدریں براجمان ہے۔ اور دُنیا کے لوگوں کی طرح اس کا سمبندھ مشتوں سے صرف جسمانی نہیں۔ بلکہ مانسک اور آتمانی بھی ہے۔ وہی ہے۔ جو گربھ میں جیووں کی رکشا کرتا ہے۔ جہاں منشوں کی بدھی بھی نہیں پہنچ سکتی۔ ایک پہاڑ کا حصہ سرنگ سے اُڑایا جاتا ہے۔ پہاڑ کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک ٹکڑے کے بھیتر دیکھتے ہیں۔ کہ ایک حقیر کیڑا ہے۔ جس کے پاس کچھ دانے اناج کے بھی پڑے ہیں۔ عقل حیران ہو جاتی ہے دلیل کام نہیں دیتی۔ من کے سنکلپ وکلپ تھک جاتے ہیں۔ یہ کیسا چمتکار ہے۔ ہم خواب تو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ بھلا اس کٹھور ہردے

پھر کے بھیتر یہ کیڑا پہنچا۔ تو کیسے پہنچا۔ اور اس کو وہاں دانے ملے تو کیسے ملے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ منش کے جب انتھکرن تھک جاتے ہیں اور کام نہیں کرتے۔ تو وہ تعجب کے سمندر میں غوطے لینے لگتا ہے۔ انت میں تزک اور بدھی کا ہتھیار ڈال کر منش بے سدھ سا ہو جاتا ہے۔ انایاس اس کا ہردیہ شردھا اور پریم سے پورت ہو جاتا ہے۔ ابھشر کی اس مہمان کے سامنے سر جھک پڑا۔ اور ہردے سے ایک ساتھ نکل پڑا۔ کہ پربھو آپ وچتر ہو۔ آپ کے کاریہ بھی وچتر ہیں۔ آپ کی مہماں سمجھنے میں بدھی نکمی اور من نکما بن رہا ہے۔ آپ ہی اتم دھیہ اور آشرے ہو۔ آپ کے ہی آشرے ہونے سے دکھ دکھ نہیں رہتے۔ کشٹ کشٹ نہیں پرتیت ہوتے۔ آپ کے ہی آشرے میں آنے سے سنگ کے ان نرناریوں کے کشٹ دور ہو گئے ۔

آتم ودیا اتنا ہی کہنے پائے تھے۔ کہ سنگ میں سے ایک بھگت کا ہردے گد گد ہو گیا۔ آنکھوں سے پریم کے آنسو بہنے لگے۔ پریم میں مگن ہو کر اتینت مدھر سوُر سے ہردے کی بھیتری تہ میں پوشیدہ بھاو دل کو گا کر پرکٹ کرنے لگا۔ اور سنگ میں جو اپستھت سمست نرناری اس طرح سے مگن ہو گئے کہ پرتیک کو اپنا دکھ کم ہوتا دکھائی دینے لگا ۔

ایک بھگت۔ اشلوک

تومیو ماتا چہ پتا تومیو۔ تومیو بندھو شچہ سکھا تومیو۔ تومیو ودّیا درونم تومیو۔ تومیو سروم مم دیو دیو۔ تومیکم شرنیم۔ تومیکم ورنیم۔ تومیکم

جگت پالکم سوپرکاشم - تو میکم جگت کرتری پالتری پرہرتری - تو میکم پرم نشچلم نروکلپم "

بھجن

ہتو مات سہانک سوامی سکھا - تم ہی اِک ناتھ ہمارے ہو
جن کے کچھ اور آدھار نہیں رتن کے تم ہی رکھوارے ہو
پرتپال کرو سگرے جگ کو ات سے کرونا اُردھارے ہو
بھولیں ہم ہیں تم کو - تم تو ہمری سُدھ نا ہیں بسارے ہو
اُپکارن کو کچھ انت نہیں - چھن ہی چھن جو بستارے ہو
مہاراج مہامہاں تمری - سمجھیں ورلے بدھ وارے ہو
شبھ شانتی نکیتن پریم ندھے - من مندر کے اُجیارے ہو
یہ جیون کے تم جیون ہو - ان پرانن کے تم پیارے ہو
تم سو پربھو پائے پرتاپ ہری کیہ کے اب اور سہارے ہو!

تیسرا حصہ

دُوسرا سنگ

سنگ کے سنگٹھن (تنظیم) ہو جانے پر بھی نرناری رشی وچن سُننے

---

۱ پالن ۲ سارا جہان ۳ نہایت رحیم ۴ ہردے ۵ اخیر
۶ بھنڈار ۷ خزانہ *

کے جگیا سو ہوئے۔ تب آتم ویتا رشی نے حسب انزار اُپدیش آرنبھ کیا
آتم ویتا رشی۔ جگت میں پرانیوں کے جدا ہونے پر جو دُکھ

جگت سوارتھ مے ہے خود غرض ہے۔

پس ماندگان کو ہوا کرتا ہے۔ اس کا سبب یہ نہیں ہوتا۔ کہ وکینت (رشتہ) پرانی انہیں عزیز تھا۔ بلکہ اصلی کارن یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بکت پرانیوں کے ساتھ پسماندگان کے سوارتھ سدّھی میں مخل ہوتا ہے۔ یہی اصلی دُکھ اتنا ہی ہوتا ہے کہ سوارتھ ہانی ہوئی۔ جیسے پتر کا شوک ہے۔ وہ صرف اس لئے۔ کہ اس نے پتر کو بڑھاپے کی لاٹھی سمجھ رکھا تھا۔ پتر کیا مرا۔ مانو اس کی بڑھاپے کی لاٹھی ٹوٹ گئی۔ اب چنتا صرف اس بات کی ہے۔ کہ بڑھاپے میں سہارا کون دیگا۔ جیسے ماتا پتا کا دُکھ ہے۔ وہ بھی اپنے ہی سوارتھ کے لئے کہ اب اس کا پالن پوشن کون کرے گا۔ جیسے استری کا دُکھ ہے۔ وہ بھی اپنے ہی سوارتھ کے لئے کہ جو سُکھ استری سے ملا کرتا تھا۔ اب وہ نہیں ملے گا۔ اس لئے یہ صاف ہے۔ کہ جسے مرتیہ کا شوک کہتے ہیں۔ وہ شوک اصل میں بندھو یا بندھوں کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنے ہی سوارتھ میں بادھا پہنچنے سے کیا جاتا ہے۔

یاگولکیہ نے اپنی پتنی میتری کو یہی اُپدیش کتنے سُندر شبدوں میں دیا تھا؛

یاگولکیہ اُپدیش

نوا ارے پتیو اکاما ئے پتی پریو بھوت
آتمنستو کاما ہے پتی پریو بھوت
نوا ارے جایا یے کاما ئے جایا پریا بھوت

اُمنستو کا ماتے جایا پریہ بھوت ۲

نوااُرے پُتر انام کا ماتے پتراہ پریا بھونت

آمنستو کا ماتے تپراہ پریا بھونت ۳

نوااُرے بتسیہ کا ماتے بتم پریم بھوت

اُمنستو کا ماتے بتم پریم بھوت ۴

نوااُرے برہمنہ کا ماتے برہم پریم بھوت

اُمنستو کا ماتے برہم پریم بھوت ۵

نوااُرے چھترسیہ کا ماتے چھترم پریم بھوت

اُمنستو کا ماتے چھترم پریم بھوت ۶

نوااُرے لوکانام کا ماتے لوکاہ پریا بھونت

اُمنستو کا ماتے لوکاہ پریا بھونت ۷

نوااُرے دیوانام کا ماتے دیواہ پریا بھونت

اُمنستو کا ماتے دیواہ پریاہ بھونت ۸

نوااُرے بھوتانام کا ماتے بھوتان پریان بھونت

آمنستو کا ماتے بھوتان پریان بھونت ۹

نوااُرے سروسیہ کا ماتے سروم پریم بھوت

اُمنستو کا ماتے سروم پریم بھوت ۱۰

برہدارنیک اُپنشد ۴ - ۵ - ۶

ارتھ۔ ۱۔ اے میتری! نشچے پتی کی کامنا کے لئے پتنی کو پتی پریہ نہیں

ہوتا۔ کِنتو اپنی کامنا کے لئے پتنی پریہ ہوتا ہے ۱؎

نشچے بھاریا کی کامنا کے لئے پتی کو بھاریا پریہ نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنی
کامنا کے لئے بھاریا پریہ ہوتی ہے ۲؎

نشچے پُتروں کی کامنا کے لئے (ماتا پتا کو) پُتر پریہ نہیں
ہوتے۔ کِنتو اپنی کامنا کے لئے ہی پُتر پریہ ہوتے ہیں ۳؎

نشچے دھن کی کامنا کے لئے (منُش) کو دھن پریہ نہیں ہوتا۔
کِنتو اپنی کامنا کے لئے دھن پریہ ہوتا ہے ۴؎

نشچے براہمن کی کامنا کے لئے منُش کو براہمن پریہ نہیں ہوتا کِنتو
اپنی کامنا کے لئے براہمن پریہ ہوتا ہے ۵؎

نشچے چھتری کی کامنا کے لئے (منُش کو) چھتری پریہ نہیں ہوتا
کِنتو اپنی کامنا کے لئے چھتری پریہ ہوتا ہے ۶؎

نشچے لوکوں کی کامنا کے لئے منُش کو لوک پریہ نہیں ہوتے
کِنتو اپنی کامنا کے لئے لوک پریہ ہوتے ہیں ۷؎

نشچے دیوؤں کی کامنا کے لئے (منُش کو) دیو پریہ نہیں ہوتے
کِنتو اپنی کامنا کے لئے دیو (وِدوان) پریہ ہوتے ہیں ۸؎

نشچے بھوتوں (پرانی اپرانی) کی کامنا کے لئے منُش کو بھوت
پریہ نہیں ہوتے۔ کِنتو اپنی کامنا کے لئے ہی پریہ ہوتے ہیں ۹؎

نشچے سب کی کامنا کے لئے منُش کو سب پریہ نہیں ہوتے۔
کِنتو اپنی کامنا کے لئے ہی سب کچھ پریہ ہوتے ہیں ۱۰؎

مرتیو کا دُکھ

آتم وِدّیا اس سمپورن اُپدیش کا سار بھی ہے۔ کہ سمست پرانی اور اپرانی کیول اپنی ہی کامنا کے لیئے منش کو پریہ ہوتے ہیں۔ اگر منش میں کسی طرح سے یہ یوگیتا آجائے۔ کہ وہ اپنے رشتہ داروں استری پتر وغیرہ کے ساتھ جو اُس نے کامنا جوڑی ہوئی ہے اُسے جدا کر لیوے۔ تو کیا اس سمے بھی منش کو کسی مرتیو کا دُکھ ہو سکتا ہے اس کا جواب یقیناً یہ ہے۔ کہ پھر دُکھ کیسا۔ دُکھ تو سارا سوارتھ ہانی ہی کا ہوتا ہے۔ اگر زندہ اور مُردہ دونوں کے درمیان سوارتھ کا تعلق نہ ہو۔ تو پھر کسی کو موت دُکھی نہیں کر سکتی۔ جگت میں ہر روز ہزاروں منش پیدا ہوتے اور مرتے ہیں۔ لیکن ہمیں اُن کے پیدا ہونے کی نہ خوشی ہوتی ہے۔ نہ اُن کے مرنے کا غم۔ کیوں خوشی اور غم نہیں ہوتا۔ سبب صاف ہے۔ کہ اُن کی پیدائش کے ساتھ ہم سوارتھ کا تعلق نہیں جوڑتے اس لیئے ان کے جنم کی ہمیں کچھ بھی خوشی نہیں ہوتی۔ اور چونکہ اُن کے جیونوں کے ساتھ ہمارا سوارتھ جڑا ہوا نہیں ہوتا۔ اس لیئے اُن کے جیونوں کی مرتیو کا بھی ہمیں کچھ غم نہیں ہوتا۔ نیویارک۔ لنڈن۔ پیرس۔ وغیرہ نگروں میں ہر روز منش مرا کرتے ہیں۔ کیوں ہم اُن کا ماتم نہیں کرتے کیول اسی لیئے کہ اُن سے ہمارے سوارتھ کا کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا لیکن نیویارک وغیرہ نگروں میں سینکڑوں منش ہونگے۔ جو اُن کے مرنے کا غم کرتے ہونگے۔ کیوں غم کرتے ہیں؟ اس لیئے کہ اُن کا سوارتھ اُن مرنے والوں کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ مرتیو کے شوک کا کارن

سوارتھ اور ایک ماتر سوارتھ ہے۔ اس لئے سوارتھ کیا ہے۔ اس پر تھوڑا
سا وچار کرنا ہوگا +

چوتھا حصّہ

خود غرضی پر وچار

آتم ویتا۔ سوارتھ کا مقصد ہے۔ (سو۔ ارتھ) اپنی کامنا۔ اپنی
غرض سو۔ (SELF) اور آتما پریائے واچک (مرادف) ہے دونوں کا
ایک ہی ارتھ ہے۔ اس لئے اپنا ارتھ یا اپنی آتما کا ارتھ ان میں کچھ انتر
نہیں ہے۔ بلکہ یہ دونوں سمانارتھک پد ہیں +

سوارتھ تین قسم کا ہے (۱) اعلیٰ (۲) درمیانہ (۳) ادنےٰ +

اعلیٰ سوارتھ وہ ہے۔ جس میں آتما صاف شکل میں رہ کر اپنے

سوارتھ کے بھید

ارتھ کی طرف مشغول ہوتی ہے۔ (۲) درمیانہ سوارتھ
وہ ہے۔ جس میں آتما من اور حواس سے یکجا ہو کر ملے ارتھ کی سدھی کرتا
ہے۔ (۳) ادنیٰ سوارتھ وہ ہے۔ جس میں آتما من اور اندری سے یکت
ہو کر ممتا کے بس میں ہو کر سملت ارتھ کی سدھی کرتا ہے۔ نکرشٹ سوارتھ
وہ ہے۔ جس سے منش کو مرتیو کے دکھ سے دکھی ہوتا پڑتا ہے۔ پر تینک
پرکار کا سوارتھ ٹھیک ٹھیک سمجھا جا سکے۔ اس لئے اس کا کچھ ورنن
یہاں دیا جاتا ہے۔ آتما کی دو پرکار کی ورتی ہوتی ہے۔ ایک کا نام ہے
اندرونی ورتی۔ اور دوسری بیرونی ورتی +

کہتے ہیں۔ اندرونی ورتی کا بھاؤ یہ ہے۔ کہ آتما کیول آتما + پرماتما

ان بھید ونکی ویاکھیا

الو بھو میں مصروف ہو۔ اسی کو سدھی ادھیاسن کہتے ہیں (Intention or realization) اسی کا نام شرے یا نورتی مارگ ہے

لیکن جب آتما اپنے بھیتر نہیں لیکن باہر کام کرتا ہے۔ تب بیرونی ورتی والا کہلاتا ہے۔ اس کا کرم یہ ہے۔ کہ آتما بدھی کو تحریک کرتا ہے۔ بدھی من کو۔ من گیان اندریوں کو گتی دیتا ہے۔ اندریاں وشے ہیں پرورت ہو جاتی ہیں۔ اسی کو شروان اور منن کہتے ہیں۔ اسی کا نام پریے یا پرنوورتی مارگ ہے۔ منش کے لئے ان دو نو مارگوں کی اپیوگتا ہے۔ اگر یہ دو نو

پرورتی اور نورتی

مارگ ٹھیک ریتی سے کام میں لائے جاویں۔ تو پرورتی مارگ نورتی مارگ کا وسیلہ (معاون) ہوتا ہے۔ اُپنشدوں میں جہاں پرورتی مارگ کی نندا کی گئی ہے۔ اس کا بھاو صرف یہ ہے۔ کہ جو منش صرف پرورتی مارگ کو ہی اپنا ادیش بنا کر نورتی مارگ کی تحقیر کرتے ہیں۔ وہ ہی اُپنشدوں کی شکشا انوسار ترسکار کے یوگیہ ہوتے ہیں۔ اس بات کو اُپنشدوں نے (آسن دگدھ شدوں میں کہا ہے دیکھو

نہ سامپرایہ برت بھاتی بالم پرماو نیتم بت موہن موڑھم۔ ایم لوکو

ناستی پراتِ مانی پنہ پنہ روشما پدیتے مے۔ کٹھ اُپنشد ۲-۶+

ارتھات اگیانی پرشوں کو جو پرماد گرست اور دھن کے موہ سے موڑھ ہو رہے ہیں۔ پرلوک کی بات پسند نہیں آتی۔ ایسے پُرش جو صرف اس لوک کو ماننے والے (پرورتی مارگ گامی) ہیں۔ اور پرلوک (نورتی)

مارگ) کو نہیں مانتے۔ انہیں بار بار سر نیو کا گراس بنتا پڑتا ہے۔ پرلوک کا وچار چھوڑ کر جو صرف اسی لوک کو اپنا سب کچھ سمجھنے لگتے ہیں۔ انہیں سنسارک موہ جکڑ لیتا ہے۔ اور موہ گرہست ہو کر انہیں اپنے ادیش سے بھی گرا ہوا ہو جانا پڑتا ہے۔ اس وشے میں ایک بڑی نصیحت آموز کہانی نارد کی ہے ؏

نارد کی کہانی

ایک بار نارد نے کرشن مہاراج جی کی سیوا میں اپسنفت ہو کر ان سے آتم گیان پراپت کرنا چاہا۔ مہاراج نے انہیں ادھیکاری نہیں سمجھا۔ اور اسی لئے انہیں آتم اپدیش نہیں کیا۔ دوسرے موقعہ پر آکر نارد نے پھر وہی پرشن کیا۔ مہاراج نے اُتر نہ دے کر نارد سے کہا۔ چلو کہیں سیر کر آدیں۔ نارد خوشی سے رضامند ہو گیا۔ اور اس پر کار دونوں چل دیئے۔ کچھ دور پہنچ کر ایک گاؤں دکھائی دیا۔ کرشن نے نارد سے کہا۔ کہ جاؤ اس گرام سے پینے کو پانی لے آؤ۔ نارد چلے گئے ایک کنوئیں پر پہنچے۔ جہاں کچھ استریاں پانی بھر رہی تھیں۔ ان میں ایک نہائت خوبصورت۔ نیک چلن کنیا بھی تھی۔ نارد نے اس سے پانی مانگا۔ اس نے بڑی پرسنتا سے نارد کو پانی دیا۔ لیکن نارد جل لے کر وہاں سے چلے نہیں۔ اور جب وہ کنیا جل لے کر اپنے گھر کی طرف چلی۔ تو اس کے پیچھے ہو لئے۔ کنیا نے گھر پہنچ کر اپنے پیچھے نارد کو آتا دیکھ کر سمجھا۔ کہ یہ برہمچاری بھوکا پریت ہوتا ہے۔ اس نے آدر سے نارد کو بٹھلا کر بھوجن کرکے بھی وہاں سے نہیں ٹلے۔ اسی بیچ میں کنیا کا پتا جو کہیں

باہر گیا ہوا تھا۔ لوٹ کر گھر آیا۔ اور اُس کی نارد سے ملاقات ہوئی۔ جب باتیں ڈھنگ کی ہونے لگیں۔ تب نارد نے اچھا موقع دیکھکر کنیا کے پتا سے کہا۔ کہ اس کنیا کا بواہ میرے ساتھ کر دو۔ کنیا کے پتا نے یوگیہ ور سمجھ کر بواہ کر دیا۔ اس کنیا کے سوا گھر میں کوئی بالک یا استری نہیں تھی۔ اس لئے کنیا کے پتا نے نارد سے کہا یہیں رہو۔ نارد اسی گھر میں پرسنتا سے رہنے لگے۔ کچھ کال کے بعد پتا کا دیہانت ہو گیا۔ اب وہ جوڑی اس گھر میں مالک کی طرح رہنے لگے۔ گرہست دھرم کا پالن کرتے ہوئے نارد کے ہوتے ہوتے تین پُتر ہو گئے۔ اس بیچ میں ورشا ادھک ہونے سے باڑھ آ گئی۔ اور پانی گاؤں میں بھی آ گیا۔ اور گرام لوگ اسی اپنے اپنے گھر چھوڑ کر جدھر تدھر جانے لگے۔ نارد کو بھی کہیں چلنے کی چنتا ہوئی۔ اور اُنھوں نے اپنے دو چھوٹے بچوں کو کندہوں پر بٹھلا کر ایک بڑے پُتر کو ایک ہاتھ سے پکڑا۔ اور دُوسرے ہاتھ سے استری کا ہاتھ پکڑ کر پار ہونے کے لئے چل دئیے۔ پانی زور کا تھا پُتر اپنے کو سمبھال نہیں سکا۔ اُس کا ہاتھ نارد کے ہاتھ سے چھُوٹ گیا۔ نارد اپنی دوستا دیکھ کر کسی پرکار سنتوش کر کے آگے چل دئیے کہ پانی نے پھر دھکیلا۔ اور نارد گرنے کو تھے۔ لیکن کسی طرح اُنھوں نے اپنے کو تو سنبھالا۔ لیکن اس سنگھرشن (رگڑے) میں اُن کے کندہوں سے باقی کے دو پُتر بھی پانی میں گر کر بہ گئے ؛

اب اُن کے ساتھ صرف اُن کی عورت رہ گئی۔ نارد کو اُن پُترو

کے بہہ جانے کا دکھ تو بہت ہوا۔ لیکن کسی پرکار اپنی استری اور اپنے جی کو سمجھا کر آگے چل دیئے۔ کہ استری تو موجود ہی ہے۔ اور پُتر ہو جاوینگے جب وہ دونوں اس طرح جا رہے تھے۔ تب اچانک پانی کی ایک پربل جھپیٹ نے استری کو بھی بہا دیا۔ نارد بہت ہاتھ پاؤں مار کر کسی پرکار پانی سے نکل کر اسی استھان پر پہنچے۔ جہاں سے کرشن مہاراج کے لئے پانی لینے گرام کو چلے تھے۔ تب اُن کا مایا موہ چھوٹا اور وہیں پشچاتاپ کرنے لگے۔ کہ میں گرام میں کس کام کے لئے گیا تھا اور وہاں جا کر کس جگڑدوآل (جھگڑے) میں پھنس گیا۔ لیکن اب پچھتائے کیا ہوت ہے۔ جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔

کہانی کتنی اچھی شکشا دیتی ہے۔ کہ منش جب ادیش کو بھلا کر سنسار کے مایا موہ میں پھنس جاتا ہے۔ تب اس کی ایسی ہی بُری حالت ہوتی ہے۔ جیسی نارد کی ہوئی اس لئے اُپنشد نے شکشا یہ دی ہے۔ کہ منش شرے مارگ کو بھلا کر کیول پرورتی مارگ کو اپنا اُدیش نہیں بنا لینا چاہئے۔ کنتو پرورتی اور نورتی دونوں کو اُچت سھان دینا چاہئے تبھی منش کا کلیان ہو سکتا ہے۔

اِس پر کوئی کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ رشدوں نے جس پرکار پرورتی کی نندا کی ہے۔ اسی پرکار کیول نورتی کی نندا کیوں نہیں کی۔ اس کا سمادھان یہ ہے۔ کہ منش پرورتی میں تو اتین ہی ہوتا ہے۔ وہ آپی نایاس (بلا خواہش) اسدھ ہوتی ہے۔ لیکن نورتی مارگ بلا کوشش سے پراپت

ہی نہیں ہو سکتا۔ کوئی منش سیدھا نورتی میں نہیں جا سکتا۔ اُسے ہمیشہ
پرورتی سے ہی نورتی میں جانا پڑتا ہے۔ جب کوئی شروع سے نورت
پنتھ گامی ہو ہی نہیں سکتا۔ تو پھر کیول نورتی پنتھ کے لئے اُپدیشوں کو
کچھ کہنے کی آوشکتا ہی کیا ہو سکتی تھی۔

سنتوش کمار۔ پھر کیوں یم نے نچکیتا سے کہا۔ کہ "ودیا بھیپسنم نچکیتم
منّیے"، ارتھات میں نچکیتا کو شریے (نورتی) پنتھ گامی مانتا ہوں۔

آتم ونیتا۔ اس کا بھاو یہ ہے۔ کہ یم نے نچکیتا کو سمجھا کہ وہ شریے
مارگ کی بیقدری نہیں کرتا۔ بلکہ اُسے مکھیہ سمجھکر پرورتی مارگ سے
جس میں نچکیتا تھا ہی نورتی مارگ میں جانے کا خواہشمند ہے:

آتم ونیتا رشی۔ (پھر وہ بیکھیان آرمبھ کرکے بولے) نورتی اور پرورتی
مارگ کو ٹھیک سمجھانے کے لئے اوستھاؤں (حالتوں) کا گیان ہونا
آوشیک ہے۔ اس کا بہت استھول ورنن یہاں دیا جاتا ہے۔
اوستھائیں تین ہیں۔ (۱) بیداری (۲) خواب (۳) خوابِ غفلت
ان میں سے جب من اور اندری دونوں اپنے اپنے کرم سے اپنا اپنا
کام کرتے ہیں۔ تب اُسے جاگرت اوستھا کہتے ہیں۔ لیکن جب اندریوں
کا کام بند ہو کر کیول من کا کام جاری رہتا ہے۔ تب اسے سوپن اوستھا
کہتے ہیں۔ اور جب کیول آتما اپنے ہی بھیتر کام کرتا ہے۔ اور من کا کام
بھی بند ہو جاتا ہے۔ تب اُس کو خوابِ غفلت کہتے ہیں۔ نورتی پرورتی
مارگوں اور اس کے ساتھ ہی جاگرت سوپن آدی اوستھاؤں پر وچار کرنے

کرنے سے سوارتھ کے بھیدوں کا کچھ سروپ سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ جب جاگرت
میں سشپتی اوستھا کیسی حالت ہو جاوے۔ تب وہ سوارتھ کا اُتکرش رُوپ ہوتا
ہے۔ لیکن جب من اور اندری دونو یا کیول من کام کرے۔ لیکن پریم کے وش
میں نہ ہو۔ تو وہ سوارتھ کا مدھیم رُوپ ہوتا ہے۔ سوارتھ کا نکرشٹ رُوپ
سمجھنے کے لئے ممتا کا گیان ہونا چاہیے ؛

ویدا ور اُپنشد کی شکشا یہ ہے۔ کہ منش سنسار کی پرتیک وستو کو ایشور
پردت سمجھ کر استعمال میں لاوے (تین تیکتین بھونجیتھا) یجر وید ادھیائے
۴۰ منتر ا۔ اس کا پھل یہ ہوتا ہے۔ کہ سنسار کی پرتیک وستو کیلئے منش کی
بھاؤنا یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اس کی نہیں ہے۔ بلکہ ایشر کی ہے۔ اور پریوگ کیول
پریوگ کے لئے اُسے ملی ہوئی ہے۔ اور اس اوستھا میں سوامی کا ادھیکار

ممتا کیا ہے ؟

ہے۔ کہ اپنی وستو جب چاہے لے لے۔ استعمال کرنے والے
کو اُس کے دینے میں چون و چرا کرنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ اُداہرن کے
لئے کلپنا کرو۔ کہ رام دت کا ایک پُستک ہے۔ اور اُسے پڑھنے کے لئے
سنتوش کمار نے لیا ہے۔ سنتوش کمار اس پُستک کو پڑھتا ہے۔ یہ
پُستک اُسے بہت رُچکر معلوم دیتی ہے۔ اور اس کا جی نہیں چاہتا کہ سماپت
کرنے سے پہلے چھوڑے۔ لیکن پُستک کے سماپت ہونے سے پہلے پستک
کے سوامی رام دت کو اس کی ضرورت پڑی۔ اور رام دت نے پُستک
سنتوش کمار سے مانگی۔ اب بتلاؤ۔ کہ سنتوش کمار کا کیا کرتویہ ہے۔ اسے
وہ پُستک رام دت کو دے دینی چاہیے۔ یا نہیں ؟

جے سنگھ - آدرشیہ دے دینی چاہیئے ؛

کرشنا دیوی - اُسے دے ہی نہیں دینی چاہیئے - بلکہ پریسنتا اور شکریہ کے ساتھ پُستک کو لوٹا دینا چاہیئے ؛

آتم ونیتا - ٹھیک ہے - آپ لوگوں کا اُتر ٹھیک ہے - لیکن ایک بات بتلاؤ کہ یہ سنتوش کمار یہ بُھلا کر کہ پُستک کا سوامی رام دت ہے - یہ کہنے اور سمجھنے لگے - کہ یہ پُستک میرا ہے - اور پُستک رام دت کو نہ لوٹا دے - تو اس کا پھل کیا ہوگا ؛

کرشنا دیوی - اس کا پھل یہ ہوگا - کہ پُستک کو تو رام دت بل پُوروک چھین کر ہی لیگا - کیونکہ پُستک اُس کا ہے - اور سنتوش کمار کو پُستک کے چھین جانے سے نضول میں دُکھ اُٹھانا پڑے گا ؛

آتم ونیتا - اچھا کوئی ودھی ہے - جس سے سنتوش کمار اس دُکھ اُٹھانے سے بچ جاوے ؛

جے سنگھ - ایک مانتر اُپائے یہ ہے - کہ سنتوش کمار پرسنتا سے پُستک کو پُستک کے مالک کو لوٹا دیوے ؛

آتم ونیتا - ٹھیک ہے - سنتوش کمار کو اس اداہرن میں دُکھ کیوں اُٹھانا پڑا

کرشنا دیوی - کیول اس لئے کہ اُس نے پُستک کے سنبندھ میں یہہ بھاونا پیدا کر لی تھی - کہ پُستک میری ہے ؛

آتم ونیتا - ٹھیک ہے - اسی بھاونا کا نام ممتا ہے - پُستک کی مانند سنسار کی

ہر ایک چیز جس میں دھن - سمپتی - زمینداری - راجیہ	مرتیو کے دُکھ کا کارن

پتر۔ پوتر۔ بندھو باندھو سبھی شامل ہیں۔ ایشر کے ہیں۔ اور منش صرف پریوگ کے لئے ہیں۔ انہیں ایشر جب بھی لینا چاہے۔ استعمال کرنیوالے کو پرسنتا سے لوٹا دینے چاہئے۔ اگر پریوگتا اس میں ممتا کا تعلق جوڑ لیتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے۔ کہ یہ دھن میرا ہے۔ سمپتی میری ہے۔ راجیہ میرا ہے۔ پتر میرا ہے۔ پوترا میرا ہے وغیرہ اُنہیں نہ دینا چاہے گا۔ تو بھی پستک کے سوامی کی مانند ان چیزوں کا سوامی ایشر انہیں بل پورک کر کے لے لیگا۔ اور اُس سمے سنتوش کمار کی طرح پریوگتا کو دُکھ بھوگنا پڑے گا۔ یہ ٹھیک ہے۔

رام دت وغیرہ سبھی حاضرین جلسہ ایک آواز سے بولے۔ کہ ہاں ٹھیک ہے۔

آتم وِنیتا۔ تو کیا ہی کلیش آپ لوگ نہیں بھوگ رہے ہے؟

اُپستھت گن۔ نیچے گردن کر کے پرشن چُپ ہو گئے۔ پھر آتم وِنیتا کے دوبارہ پُوچھنے پر بہت دھیمے سُر سے بولے۔ ٹھیک ہے۔ یہی کلیش ہم بھی بھوگ رہے ہیں۔

آتم وِنیتا۔ پھر جب آپ سمجھ گئے۔ کہ آپ انوچت ریتی سے ممتا کے وش ہو کر کلیش بھوگ رہے ہیں۔ تو پرسنتا کے ساتھ اس کلیش کو دور کر دینا چاہئے۔ منش ممتا ہی کے وش میں ہو کر تو اس پرکار کے کاریہ کرتا ہے۔ جس سے اُسے دُکھی ہونا پڑتا ہے۔ اسی ممتا کے وش میں ہونے کا نام نکرشٹ سوارتھ ہے۔ یہی نکرشٹ سوارتھ ہے۔ جس سے منش کو دھن سمپتی کے چلے جانے یا بندھو باندھوؤں کی مرتیو سے دُکھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس کے سوا ایک

بات اور بھی ہے - اگر کچھ ایک لوگوں کے کتھن انوسار اس پرکار دُکھت اور کلیشت ہونے کو کسی وستو کی پُنہ پراپتی کا بتن مانا جاوے - تو بھی یہ تین بڑھتا ہے - یہ بات پتا پُتر وغیرہ کے سنبندھ کی اصلیت کا گیان ہونے سے سپشٹ ہو گی ؛

پانچواں حصّہ

تعلّق کا اصلی رُوپ

پتا پُتر - بندھو - باندھووں کے سمبندھ کا واستوک رُوپ کیا ہے ؟ یہ بات جاننے کے لئے تعلّق کی سچائی پر وچار کرنا چاہئے - کیا پتا پُتر کا سمبندھ دونوں کی آتماؤں بیں ہے - اُتر یہ ہے کہ نہیں - کیونکہ پتا پُتر کے سنبندھ کے لئے آیو کا بھید لازمی ہے - لیکن آتمائیں سب ایک مانند وامی ہیں - دولت کا نہ آغاز ہے - نہ انجام - اس لئے یہ تعلّق آتماؤں میں عمر کا بھید نہ ہونے سے نہیں ہو سکتا - پھر کیا تعلّق شریر اور شریر بیں ہے - نہیں - یہ بھی نہیں ہو سکتا - کیونکہ مرنے کے بعد بھی شریر باقی رہتا ہے - لیکن کوئی اسے پتا یا پُتر سمجھ کر گھر میں نہیں رکھتا - لیکن شریر سے آتما کے نکلتے ہی جبکہ اُس کی سنگیا نعش ہو جاتی ہے - حتی الامکان جلد جلانے کی ہر ایک خواہش کرتا ہے اگر جسم ہی پتا یا پُتر ہو تو اس کے داہ کرنے سے پتا یا پُتر کے گھات کا پاپ

داہ کرنے والوں کو ہونا چاہئے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ لاش کا جلانا
فرض[1] اور ثواب[2] بتلایا گیا ہے۔ اس لئے یہ ظاہر ہے۔ کہ پتا پُتر وغیرہ کا
سمبندھ نہ تو کیول آتما آتما کا ہی ہے۔ اور نہ کیول شریر شریر بہیں۔
پھر یہ سمبندھ کس ہیں ہے۔ اس کا اُتر یہ ہے۔ کہ یہ سمبندھ شریر اور آتما
کے اتصال ہونے پر ستھاپت ہوتا ہے۔ اور دیوگ ہونے پر ٹوٹ جاتا ہے
آتما اور شریر کے سنیوگ کا نام ہی پتا پُتر آدی ہُوا کرتا ہے۔ ایک گرہستھ
کے گھر میں پتر کا جنم ہوتا ہے۔ اِس جنم ہونے کا ارتھ کیا ہے۔ شریر
اور آتما کا سنیوگ۔ اسی سنیوگ دربیہ کا نام ہی پُتر ہونا ہے۔ اس پرکار
جب شریر اور آتما کے سنیوگ کا نام ہی پتا پُتر آدی ہُوا کرتا ہے۔ اِس
تو اس سمبندھ کے ٹوٹ جانے پر اس سنبندھ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہ نتیجہ
نکالنا انوار یہ ہے۔ اس پرکار جب مرتیو دشریر اور آتما کا ویوگ ہونے
پر سنبندھ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور پتا پُتر وغیرہ کی کوئی ہستی باقی نہیں رہتی۔
تو پھر دُکھت اور کلیشت ہونا روپ بتن کس نمِنیہ پراپتی کے لئے کیا جا

---

[1] بھسمانتم شریرم۔ یجر وید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۷۔ ارتھات شریر کے لئے انتم
کرتیہ بھسم کرنا ہے۔ اسی لئے اس سنسکار کا نام انتیشٹی ارتھات انتم یگیہ رکھا گیا
ہے۔ اسی کو نرمیدھ بھی کہتے ہیں ؛

[2] ایتروئی پرمم تپو یت پریت مرتیم ہرنت۔ ایتروئی پرمن تپو یت
پریت مگنا وبھیا دوھیت۔ برہدارنیک اپنشد ادھیائے ۵ براہمن ۱۱ کانڈا۔ ارتھا
شب کا شمشان میں لیجانا اور اس کا داہ کرنا سادھارن تپ نہیں بلکہ پرم تپ ہے ؛

سکتا ہے :-

ایک فارسی کوی عُرفی نے بہت اچھی طرح سے اِس سدھانت کے پردرشت کرنے کا یتن کیا ہے۔ اُس نے لکھا ہے۔ کہ اگر رونے سے عزیز مل جاتا۔ تو سو برس تک اسی اُمید میں رویا جا سکتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ مرنے پر مرنے والے کے لئے رونا پیٹنا دُکھت اور رنجیدہ ہونا فضول اور بالکل غیر ضروری ہے۔ بلکہ اس کے خلاف باقیماندہ خاندان کو یہ سوچتے ہوئے کہ یہ وستو ایشور کی تھی۔ اُس نے اُسے جب چاہا لے لیا۔ اور اُس کے اس طرح اس چیز کے لے لینے سے ہم پر جو اُس سے متعلق جوابدہی کا بوجھ تھا۔ کم ہو گیا۔ اور نتیجہ میں ہمیں کچھ آزادی پراپت ہوئی۔ اس سبکدوشی کے حاصل ہونے کے لئے خوشی کرنی چاہئے۔ نہ کہ ماتم۔

آکم وبتا۔ رشی نے یہاں پر اپنا اُپدیش ختم کیا۔ اُپدیش کے خاتمہ پر سامعین کے چہروں سے ایک قسم کی گمبھیرتا ظاہر ہو رہی تھی۔ جتنے وہ دُکھت تھے۔ اس کا بہت سا حصّہ دور ہو چکا تھا۔ اور باقی سے دُکھ کی بھی بے وجودی سمجھتے ہوئے اس کے دُور کرنے کے لئے کوشاں معلوم ہوتے تھے۔ اور جو کچھ اُنہوں نے اُپدیش سُنا تھا۔ اس پر وچار کرتے ہوئے اور بھی کچھ اُپدیش سننکاؤں کے سمادھان رُوپ میں سُننا چاہتے تھے۔ اسی اُدیش (پریوجن) سے شروتاؤں میں سے ایک بول اُٹھا:-

لہ فارسی شعر اس طرح ہے :-

عُرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال — صد سال میتواں بہ تمنا گریستن

پریم تیرتھ - اس اپدیش کے لئے مشکور ہوتے ہوئے ایک سوال کرتا ہے۔ آپ نے جو ویدکی یہ شکشا بتائی ہے۔ کہ مرتیو کا دُکھ صرف ممتا کا نتیجہ ہے۔ اُس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مرتیو دُکھ دینے والی نہیں ہے۔ اور مرنے سے مرنے والے کو کچھ کلیش نہیں ہوتا ؎

آتم وِینا - ہاں یہ ٹھیک ہے۔ کہ خود مرتیو رنجدہ نہیں ہے - اور اگامی سنگ میں اس شکشا کے سمبندھ میں کچھ کہا جاوے گا ؎

چھٹا حصّہ

تیسرا سنگ

مرتیو کا اصلی رُوپ

سُندر اور سوہاونی تپو بھُومی میں جہاں سُکھ اور شانتی کی وایو چل رہی ہے۔ آتم وینا رشی ویاس آسن پر براجمان ہیں۔ اکثر نر ناری جمع ہیں۔ ہر ایک کے دل میں ایک عجیب قسم کا جوش اور لگن ہے۔ کہ آج وہ پرشنوں کے پرش جگت کے اعلیٰ ترین پرش مرتیو کے سوال پر ایک ایسے مہا پُرش سے کچھ سُننے کی خوش نصیبی پراپت کرنے والے جو سوال کے متعلق کچھ کہنے کے ادھکاری ہیں۔ اس لئے ہر ایک نر ناری ٹکٹکی باندھے ہوئے رشی کی طرف دیکھ رہا ہے۔ کہ کب زبانِ مبارک سے اُپدیش شروع ہوتا ہے ؎

آتم ودیا۔ رشی نے اپنی خاموشی کو توڑا۔ اور ستسنگ میں نرناریوں کی
اُپدیشامرت سُننے کی خواہش کو محسوس کر کے اس پرکار کہنا شروع کیا۔
مرتیو کیا ہے؟ اس کے سنبندھ میں انیک پرکار کی باتیں انیک
سمپردائیوں میں پرچلت ہیں۔ لیکن جیون اور مرتیو کا واستوک روپ یہ
ہے۔ کہ ایک ناڑی اور نسوں کے بنے ہوئے شریر اور آتما کے سنیوگ
کا نام جیون ہے اور انہیں کے ویوگ کا نام مرتیو ہے۔ اپنے اپنے سروپ سے
جیون اور مرتیو کوئی ایسی وستو نہیں ہے۔ جن میں جوابدہی سب فعلوں کا
آروپ کیا جا سکے۔ وہ ایک پرکار کی کریائیں ہیں۔ اور اسی نے ان کے
پرینام پروہیان دے کر انہیں دُکھ یا سکھ پرد کہا جاتا ہے۔ اسی
مرتیو کے سمبندھ میں اب کچھ کہا جاتا ہے۔

مرتیو سُکھ پرد ہے

سب سے پہلی بات جو مرتیو کے سنبندھ میں سمجھ لینے کی ہے
وہ یہ ہے کہ نتیجہ کی نگاہ سے مرتیو دُکھ پرد نہیں۔ بلکہ راحت
رساں ہے۔ مرتیو کس طرح سُکھ پرد ہے؟ یہ سدھانت کچھ تشریح چاہتا ہے
اور وہ تشریح اس پرکار ہے۔ جیون اور مرتیو دن اور رات کی مانند کہا
جاتا ہے۔ یہ سبھی جانتے ہیں۔ کہ دن کام اور رات آرام کرنے کے لئے
ہے۔ منش دن میں کام کرتا ہے۔ کام کرنے سے اس کے من، بدھی آدی اور
داہیہ کرن ارتھات آنکھ۔ ناک۔ ہاتھ پاؤں وغیرہ سبھی تھک کر کام کرنے
کے ناقابل ہو جاتے ہیں۔ اور تب وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اسی پرکار شکتی
کی کمی ہوتے پر راتری آتی ہے۔ دن میں جہاں منش کے شریر کے اندر

اور باہر کی سبھی اندریاں اپنا کام مُستعدی سے کرتی تھیں۔ اب رات آنے پر منش گہری نیند میں سو جاتا ہے۔ اور اندرونی و بیرونی حواس سبھی شانت اور پُرشار تھ رہت ہو جاتے ہیں۔ کام کرنے سے جہاں شکتی خرچ ہو کر کم ہوتی ہے۔ کام نہ کرنے سے خرچ بند ہو جانے سے شکتی دوبارہ جمع ہونے لگتی ہے۔ اسی پرکار خرچ ہوئی شکتی کو پُنہ منش پرشارتھ سے ہو کر اس جمع شدہ شکتی کو خرچ کر ڈالتا ہے۔ پھر رات آتی ہے اور دوبارہ شکتی کا خزانہ بھر دیتی ہے۔ یہ سلسلہ انادی کال سے چلا آتا ہے۔ اور اننت کال تک چلتا رہتا ہے ؞

گایتری۔ (سنگ یم اُپسخت ایک دیوی) راتری میں کام نہ کرنے سے شکتی کس پرکار جمع ہو جاتی ہے ؟

آتم ویتا۔ شکتی خون میں رہتی ہے۔ اور نیا خون پرت سمے آہار کے روپانترت ہونے سے (از متعلقات غذا کے تغیر سے بنا رہتا ہے۔ اور راتری میں شکتی کا خرچ بند ہونے سے اُس شکتی کی ماترا بڑھتی رہتی ہے۔ یہ اصول جاندار اور بیجان سبھی میں کام کرتا ہے۔ جب کسی زمین کی پیداوار کم ہو جاتی ہے تو کسان اُسے کچھ وقت کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ اور اس میں کچھ نہیں بوتا۔ اس طرح کچھ عرصہ تک زمین کے خالی پڑی رہنے سے اس میں پھر غلّہ پیدا کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ تب کسان پھر اس میں بونا شروع کر دیتا ہے

یہ جواب دینے کے بعد آتم ویتا رشی پھر اپنا ویاکھیان جاری کرتے ہیں

آتم ویتا۔ جس پرکار دن اور رات کام کرنے اور آرام کرنے کے لئے

ہیں منش جیون روپی دن ہیں کام کرتا ہے۔ یہ کام صغر سنی سے شروع ہوکر جوانی میں کمال تک پہنچ جاتا ہے۔ بڑھاپا اس جیون روپی دن کا آخری پہرہ ہوتا ہے۔ اس لئے جس طرح شام ہونے سے پہلے منش کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔ زیادہ مشقت کے لائق نہیں رہتا۔ اسی طرح بڑھاپا آنے پر بھی منش کام کرنے کے ناقابل ہو جاتا ہے۔ دماغ کام نہیں دیتا۔ قوتِ حافظہ جواب دے جاتی ہے۔ ہاتھ پاؤں ہلانا دوبھر ہو جاتا ہے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ سبھی جانتے ہیں۔ کہ بڑھاپے کی آخری منزل میں منش نکما ہو جاتا ہے۔ چارپائی پر پڑے ہوئے کھوں کھوں کرنے کے سوائے اور کسی کام کا نہیں رہتا۔ وہ ساری طاقت جو آوائیل عمر جوانی میں تھی۔ بڑھاپے میں خواب کی سی بات ہو جاتی ہے۔ اس طرح جب جیون روپی دن ہیں منش کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔ اور زیادہ کام کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ تب موت کی رات نکما پن دور کرنے کے لئے آتی ہے جس طرح انسان رات بھر آرام کر کے صبح سویرے نئے جوش اور نئی اُمنگ کے ساتھ اُٹھتا ہے۔ اسی طرح مرتیو روپی رات ہی ہیں آرام پا کر منش جیون روپی دن کے پراتہ کال روپی بچپن ہیں نئے جوش۔ نئی اُمنگ۔ نئی طاقت اور نئی جرأت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ جہاں بڑھاپے میں ہاتھ پاؤں ہلانا مشکل تھا۔ وہاں زمانہ بچپن سراسر اس کے الٹ ہے۔ یہاں بچپن میں ہمت اس قدر زیادہ ہوتی ہے۔ کہ بچے کو ہاتھ پاؤں ٹھہرانا مشکل ہوتا ہے۔ اگر اس کے ہلتے ہوئے ہاتھوں

کو پکڑ لو۔ تو وہ پاؤں ہلانے لگیگا۔ پاؤں بھی پکڑ لو۔ تو رونے لگیگا۔
غرضیکہ جب تک وہ اپنے ہاتھ پاؤں ہلانے میں مخل اسباب کو دُور نہ
کرلیگا۔ چین نہ لیگا۔ اتنی تبدیلی کیوں ہوگئی۔ اس کا ایک ہی جواب ہے
اور وہ یہ کہ مرتیو رُوپی راتری نے آرام دے کر بڑھاپے کی ناقابلیت
کو بچپن کی اس نئی قابلیت میں بدل دیا۔ اس طرح ہم نے دیکھ لیا۔ کہ
موت دُکھ دینے کے لئے نہیں۔ بلکہ آرام اور سُکھ دینے کے لئے ہی
آتی ہے۔ اسی لئے کرشن مہاراج نے گیتا میں ارجن کو مخاطب کیا ہے
شریر کپڑے کی مانند ہے:

वा सांसि जीर्णानि यथा विहाय नवानि गृ-
हणाति नरोऽपराणि। तथा शरीराणि विहा-
य जीर्णान्यन्यनि संयाति नवानि देही ॥
गीत २-२२॥

یعنی جس طرح منش پھٹے پرانے کپڑے اُتار کر نئے کپڑوں کو
پہن لیا کرتا ہے۔ اُسی طرح آتما پُرانے اور نکمے شریر کو چھوڑ کر نیا
شریر گرہن کرتا ہے:

بھلا کبھی کسی کو دیکھا اور سُنا ہے۔ کہ پُرانی پوشاک کو چھوڑ کر نئی
پوشاک زیب تن میں کسی کو رنج یا افسوس ہوا ہو۔ بلکہ برخلاف اس کے
یہ تو دیکھا جاتا ہے۔ کہ نئے کپڑے پہن کر سبھی خوش ہوتے ہیں۔ پھر بھلا
آتما نکمے اور خستہ شریر کو چھوڑ کر نیا اور مضبوط جسم حاصل کرنے سے

ناخوش اور رنجیدہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اس لئے یہ اصول کہ موت دُکھ دینے والی نہیں۔ بلکہ سُکھ دینے والی ہے۔ درست اور قابل تسلیم ہے؟

وِیر بھدر ۔ (سنگ کا ایک ممبر آتم دیتا کا اُپدیش سُنکر بولا)

> موت رنجیدہ کیوں معلوم ہوتی ہے؟

آپ کا اُپدیش تو یقیناً لاجواب ہے اور قابل تسلیم ہے۔ مگر اصول کی حدود کا تجاوز کر جس وقت سدھانتا کی سیما الّنگھن کر عملی دُنیا پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو بات اس کے بالکل برعکس معلوم ہوتی ہے۔ ایک کوڑھ کے عارضہ میں مبتلا آدمی جیلخانہ میں قید ہے۔ بیماری خوفناک صُورت اختیار کئے ہوئے ہے۔ مریض کے جسم سے خُون اور پیپ بہہ رہی ہے۔ قیدی ہونے کی اذیّتیں بھی ساتھ ہی ساتھ برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ کسی طرح کی اُسے خوشی نہیں ہے۔ بلکہ زندگی دُوبھر ہے۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ اگر وہ مر جائے۔ تو ان سارے دُکھوں سے چھُوٹ جائے۔ اسی لئے اگر اُسے پُوچھتے ہیں۔ کہ ان تمام دُکھوں سے چھُوٹنے کے لئے کیا تم مرنا چاہتے ہو۔ تو مرنے کا نام سُن کر وہ بھی کانوں پر ہاتھ دھرتا ہے۔ یہ حالت تو ایک معمولی شخص کی ہوئی کہ موت کا نام سُن کر کانپنے لگتا ہے۔ اب ایک عالم فلاسفر کا حال سنئے:۔

> لاپلاس کی زندگی کا ایک واقعہ

ملک فرانس کا ایک مشہور فلاسفر لاپلاس تھا جس نے موجودہ مغربی اصول نے بولر تھیوری (NEBULER THEORY) کا حوالہ دیتے ہوئے ایک کتاب

میں پیدائش دُنیا کے بارے میں لکھا تھا۔ جس میں سُورج اور چندر یا نکھشتروں کی پیدائش کا ذکر کیا گیا تھا۔ کتاب مکمل ہو جانے پر اُس کی ایک کاپی اُس نے شہنشاہ نپولین کی نذر کی۔ نپولین نے کتاب کو پڑھا۔ اور لاپلاس سے پھر ملاقات ہونے پر ایک سوال کیا۔ سوال یہ تھا۔ کہ تم نے کتاب میں دُنیا کے بنانے والے ایشور کا کیوں ذکر نہیں کیا؟ لاپلاس ناستک تھا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ مجھے پیدائش دُنیا پر غور و خوض کرتے ہوئے ایشور کے تصوّر کی ضرورت ہی لاحق نہیں ہوئی۔ نپولین اس کا جواب سُنکر خاموش ہوگیا۔ مگر جب لاپلاس کی موت کا وقت قریب آیا۔ اور اُسے یقین ہوگیا۔ کہ اب چند ہی لمحوں میں موت آکر اُس کی رُوح پر قبضہ کرنا چاہتی ہے تو وہ اس قدر خوف زدہ ہؤا۔ کہ ڈر کے مارے اُسے کچھ بھی سدّھ بدّھ نہ رہی اور بے اختیار اُس کی زبان سے یہ لفظ نکل پڑے:-

LOVE IS GREATER THAN THOUSAND OF MY MATHEMATICS.

یعنی ایشور کی محبت میرے ہزاروں گنوں سے افضل ہے۔ اس وقت ایشور کا پریم اُسے بہت یاد آیا۔ جب اس نے سمجھ لیا۔ کہ اب موت گلا گھونٹنا چاہتی ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر معمولی درجے کے آدمی ایک طرف موت سے خوف زدہ ہوتے ہیں۔ تو دوسری طرف لاپلاس جیسے خلا سفر دل کو بھی موت کم ڈراونی نہیں ہے۔ عملی طور پر جب موت اس قدر خوف ناک ہے۔ تو کس طرح اُسے سکھ پرد کہا جاسکتا ہے۔ سکھ ایک راحت آمیز

کہا جا سکتا ہے ؟

آتم ویتا۔ یہ سچ ہے۔ کہ عملی دنیا میں موت رنجدہ معلوم دیتی ہے۔ مگر سوچنے کی بات تو یہ ہے۔ کہ مرتے وقت جو دُکھ ہوتا ہے۔ اس کا باعث بذات خود موت ہے۔ یا کوئی وجہ ہے۔ جسے مرنے والے نے خود پیدا کر لیا ہے ؟

ویر بھدر۔ اور کونسی وجہ ہو سکتی ہے ؟

آتم ویتا۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کا ذکر اشارتاً اوپر ہو چکا ہے۔ مفصّل طور پر اب کہا جاتا ہے۔ یہ کہا جا چکا ہے۔ کہ دنیا کی ہر ایک چیز ایشور کی ہے۔ اور انسان کے استعمال کے لئے ملی ہے انسان کو دنیا کی تمام اشیاء کے محض استعمال کا حق ہے

> ممتا سے دُکھ ہوتا ہے۔ موت سے نہیں!

ممتا کے زیر اثر ہو کر جب آدمی اُنھیں اپنا سمجھنے لگتا ہے۔ تبھی اُسے کشٹ بھوگنا پڑتا ہے ؟

ویر بھدر۔ اپنا سمجھنے سے دکھ کیوں ہونا چاہئے ؟

آتم ویتا۔ دُنیا میں موت کی عملی صورت یہ ہے۔ کہ وہ انسانوں کو حاصل شدہ اشیاء سے محروم کر دیا کرتی ہے۔ فرض کرو کہ جے چند ایک گرہستی ہے۔ کئی دیہات اُس کے زیر کاشت ہیں۔ روپیہ پیسہ بھی کافی ہے۔ بیٹے پوتے بھی ہیں۔ غرضیکہ ہر طرح سے خوشحال اور شاداں ہے۔ مقررہ عمر گذارنے کے بعد اب جے چند بستر مرگ پر پڑا ہے۔ اور جلد ہی دُنیا سے کُوچ کرنے والا ہے۔ اچھا بتلاؤ کہ جے چند یہاں سے جب جائیگا۔ تو وہ اپنے ساتھ کیا کیا لے جائے گا ؟

ستیہ شیل - جے چندر یہاں سے اپنے افعال کے سوائے جن کا نام دھرم ہے۔ اور کچھ نہ لے جائے گا۔

> انسان کے ساتھ صرف پاپ اور پُنیہ

آتم وِدیا - کیا زمینداری - دھن دولت - بیٹوں اور پوتوں میں سے کسی کو بھی ساتھ نہیں لے جائیگا؟

ستیہ شیل - نہیں -

آتم ودیا - کیوں ساتھ نہ لے جائیگا؟ اپنی مرضی سے ساتھ نہ لیجائیگا - یا کسی مجبوری سے؟ اگر کسی مجبوری سے تو وہ مجبوری کیا ہے؟

ستیہ شیل - اپنی مرضی سے کون اپنی چیزوں کو چھوڑا کرتا ہے - یقیناً کوئی مجبوری ہی ہونی چاہئے - اور وہ مجبوری موت کے سوا اور کچھ معلوم بھی نہیں ہوتی

آتم ودیا - ٹھیک ہے - وہ مجبوری موت ہی کی شکل میں ہے - موت کا کام ہی یہ ہے - کہ وہ مرے ہوئے آدمی سے زندگی میں میسر شدہ چیزوں کو الگ کر دیا کرتی ہے - اگر جے چندر محض اِن چیزوں کے استعمال تک ہی میں اپنا حق تصوّر کرتا ہے - تو وہ اس سکول ماسٹر کی طرح ہے - جو سکول کی آخری گھنٹی بجتے ہی سکول کی استعمالی کتابوں اور بلیک بورڈ وغیرہ کو - جو اُسے سکول کے گھنٹوں میں سکول کا کام چلانے کے لئے ملے تھے - سکول میں ہی چھوڑ کر خوشی خوشی سکول سے چل دیتا ہے - تمام میسّر شدہ اشیاء کو خود بخود ہیں چھوڑ کر یہ سمجھتا ہوا کہ جیون رُوپی سکول کے بند ہونے پر ان کے استعمال کا وقت بھی ختم ہو گیا ہے - وہ خوشی خوشی دُنیا سے چل دیگا - اِس حالت میں اُسے موت سے کچھ بھی دُکھ نہ ہو گا۔

> ہمیں دُنیاوی اشیاء کے صرف استعمال کا حق ہے

شری ہرش۔ جے چندر کی اس حالت میں کچھ تو دُکھی ہونا ہی پڑے گا۔
کیونکہ اُسے اپنی پیاری چیزیں تو چھوڑنی ہی پڑینگی ؛

آتم وِدیا۔ ہرگز نہیں۔ کیا اس سکول ماسٹر کو سکول کی اشیاء سکول ہی
میں چھوڑ کر چھٹی ہونے پر گھر چلتے وقت کچھ دُکھ ہُوا تھا ؛

شری ہرش۔ سکول ماسٹر تو چھٹی ہو جانے
پر بخوشی گھر جایا کرتے ہیں۔ تو انہیں
تو کبھی دُکھ نہیں ہوتا ؛

آتم ودیا۔ تب جے چندر کو کیوں دُکھ ہونا چاہئے؟ وہ بھی تو ساری
جائیداد کو اپنی نہیں بلکہ ایشور کی سمجھ کر استعمال کی میعاد ختم ہونے پر جا
رہا ہے۔ ہاں جے چندر کو اُس حالت میں دُکھ ہو سکتا ہے۔ اگر وہ اِن
تمام اشیاء میں ممتا جوڑ کر یہ سمجھنے لگے۔ کہ یہ اشیاء میری ہیں ؛

ہرش وردھن۔ ممتا جوڑنے سے کیوں دُکھ ہوگا؟

آتم ودیا۔ اس لیئے کہ وہ تو اِن اشیاء کو اپنی سمجھ کر چھوڑنا نہ چاہیگا
کیونکہ کون اپنی اشیاء کو چھوڑا کرتا ہے۔ لیکن موت اس سے اِن چیزوں
کو زبردستی چھوڑائیگی۔ بس زبردستی، مرضی کے خلاف چیزوں کے چھڑانے
ہی سے تو کشٹ ہُوا کرتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ موت بذات
خود رنجدہ نہیں۔ بلکہ منش دُنیا کی چیزوں میں ممتا جوڑ مرتے وقت موت کو دُکھ
دائیک بنا لیا کرتا ہے ؛

ایک مثال

یعنی ایک طرح کے ہنسانیوالے LAUGHING GLASS

آئینہ میں منش کی اچھی سے اچھی صورت اتنی بھدّی اور خراب دکھائی دیتی ہے کہ دیکھنے والا خود اپنی صورت دیکھ کر ہنسنے لگتا ہے۔ کیا اس میں صورت کا قصور ہے؟ صورت کا کچھ قصور نہیں۔ صورت تو اچھی بھلی ہے۔ پھر خراب کیوں دکھائی دیتی ہے؟ اس کی وجہ آئینے کی خرابی ہے۔ کیونکہ معمولی آئینہ میں صورت اچھی اور جیسی ہے۔ ویسی ہی دکھائی دینے لگتی ہے۔ اسی طرح موت بذات خود اچھی ہے۔ جو خوش آمدید کہنے لائق ہے۔ لیکن جب اس کی خوشنما شکل کو ممتا کا شیشہ لگا کر دیکھتے ہیں۔ تو شیشے کے نقص کے باعث موت کی خوب صورتی بھی خوفناک اور ڈراونی دکھائی دینے لگتی ہے ؛

ایک دوسری مثال

فرض کرو۔ کہ اس ست سنگ میں موجود سجنوں میں رام دت نامی ایک شخص نے کچھ خلاف ورزی کی اور ستسنگ کے منتظموں نے اُسے چلے جانے کا حکم دیا۔ رام دت سنگ چھوڑ کر جاتا ہے۔ بتلاؤ اس کو کچھ کشٹ ہوگا یا نہیں؟

شیل بھدر۔ ضرور کشٹ ہوگا ؛

آتم ویتا۔ مگر جب رام دت کسی غرض سے خود بخود اس سنگ سے اُٹھ کر چلا جائے۔ تو کیا تب بھی اُسے دُکھ ہوگا؟

شیل بھدر۔ تب اُسے کچھ بھی دُکھ نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ تو اپنی خوشی سے خود بخود اُٹھ کر گیا ہے ؛

آتم وِدیا۔ تو سوچنا یہ ہے۔ کہ دونو صُورتوں میں رام دت کو سنگ چھوڑنا پڑتا ہے۔ لیکن جب وہ خود بخود چھوڑتا ہے۔ تب وہ دُکھی کبھی نہیں ہوتا۔ اور جب دوسرا کوئی اُسے مجبور کر کے سنگ چھوڑاتا ہے۔ تب اُسے دُکھی ہونا پڑتا ہے اِن دونو صُورتوں میں جو دو طرح کی ایک دوسری سے مختلف حالتیں ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب منش اپنی مرضی سے کوئی کام کرتا ہے۔ تب اُسے دُکھ نہیں ہوتا۔ مگر وہی کام جب مجبوری کی حالت میں کرتا ہے۔ تب اُسے دُکھی ہونا پڑتا ہے۔ اسی مثال کے مُطابق جب منش دُنیاوی اشیاء میں ممتا کا ناطہ نہ جوڑ کر خود بخود چھوڑتا ہے۔ تب اُسے موت کے وقت دُکھی نہیں ہونا پڑتا۔ لیکن جب ممتا کے بس ہو کر اِنسان دُنیا کو خود نہیں چھوڑتا۔ اور موت زبردستی اس کی مرضی کے خلاف اُس سے دُنیا چھڑا دیتی ہے۔ تب اُسے دُکھی ہونا پڑتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہے۔ کہ مرتے وقت اِنسان کے دُکھ کا باعث دُنیا کو نہ چھوڑنے کی خواہش ہے۔ نہ کہ موت۔ اس سنسار کے نہ چھوڑنے کی خواہش منش کو کیوں پیدا ہوتی ہے؟ اس کی وجہ وہی ممتا ہے۔ جس کے پھیر میں پڑ کر منش یہ سمجھنے لگتا ہے۔ کہ دُنیا میں میری زمینداری ہے۔ میرا دھن ہے۔ میری جائیداد ہے۔ میرے پُتر پوترے ہیں مکان ہے۔ غرضیکہ جو کچھ ہے سب یہاں ہی تو ہے۔ اِس لئے سنسار نہیں چھوڑنا چاہئے۔

آتم وِدیا رشی نے اس طرح اپنا اُپدیش ختم کیا۔ سنگ کے ممبران اُپدیش رُوپی امرت کو پان کر کے اپنے کو خوش قسمت خیال کرتے تھے۔ لیکن مضمون کے گہرے ہونے سے شنکاؤں کا اُٹھنا بند نہیں ہوا تھا۔ اِس لئے

اُن میں سے ایک شخص یُوں کہنے لگا ؛

شیل بھدّر - یہ بات تو صاف ہوگئی - کہ موت بذات خود دُکھدائیک نہیں اس واقفیت سے بہرہ ور ہونے کے لئے اس علم کی زیادتی کے لئے ہم سبھی حاضرین شکرگزاری اظہار شکریہ کرتے ہیں - اِس اُپدیش سے یہ بھی ظاہر ہوگیا - کہ اگر مرنے والا اپنے کو ممتا کے چکر سے آزاد رکھ سکے - تو بنا کسی پرکار کا دکھ اٹھائے بخوشی تمام اس جگت سے کُوچ کر سکتا ہے - اور یہ بھی اُپدیش سے معلوم ہو چکا ہے - کہ پتا اور پُتر کے تعلّقات شریر اور آتما کے ملاپ کے ہی نام ہیں - اِن کے ویوگ ہونے پر پھر سمبندھ کی کوئی ہستی بھی باقی نہیں رہتی - اور اس طرح جب سمبندھ ہی نہ رہا - تو پھر مرحوم رشتہ دار کے لئے رونا پیٹنا یا اسی طرح کی کوئی اور بات کرنا بالکل فضول ہے - لیکن مرنے والا مر کر کہاں جاتا ہے - پرلوک کس کا نام ہے ؟ اِس بات کے جاننے کے لئے ہم سب بڑے خواہشمند ہیں - کرپا کر کے آئندہ ست سنگ میں اس مضمون کا اُپدیش کریں ؛

آتم وِیتا - بہت اچھّا ؛

(اِس کے بعد آج کا سنگ سماپت ہوگیا)
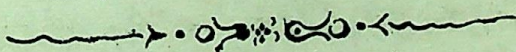
دوسرا باب

پہلا حصّہ   چوتھا سنگ

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟

خوبصورت اور سُہاونے درختوں کے خوشگوار سایہ میں ست سنگ لگا ہوا ہے۔ بیشمار نرناری پرلوک کا حال جاننے کے لئے بڑے خواہش مند دکھائی دیتے ہیں۔ آتم ودیا اپنی مقررہ جگہ بیاس آسن پر رونق افروز ہیں سنگ کی کارروائی شروع ہوتی ہیں۔ ابھی پانچ منٹ کی دیر ہے۔ اس لئے سنگ کو سنگھٹت دیکھ کر بھی آتم ودیا اپنا اُپدیش شروع نہیں کرتے ہیں۔

شویت کیتو۔ مہاراج سنگ میں شامل ہونیوالے نرناری آ تو گئے ہیں۔ پانچ منٹ کی کیا بات ہے۔ پانچ منٹ پہلے ہی اُپدیش شروع کر دیجئے۔

آتم۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ وقت کے پابند ہیں۔ عین وقت پر آوینگے وقت مقررہ سے کام شروع کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ اِن اُپدیشوں سے لابھ نہ اُٹھا سکیں گے۔ جو وقت سے پیشتر دی جا چکی ہونگی۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اُنہیں وقت کا پابند ہونے کے لئے بجائے انعام کے اُلٹی سزا بھوگنی پڑے گی۔ جو شخص وقت کی پابندی کرتا ہے۔ اس کے لئے ۵ منٹ بڑے

قیمتی ہیں۔ نپولین نے آسٹریا کو فتح کر لینے پر کہا تھا۔ کہ اُس نے آسٹریا کو اِس لیے فتح کر لیا۔ کہ آسٹریا والے پانچ منٹ کی قیمت نہیں جانتے تھے۔ لہٰذا سنگ کی کارروائی وقت سے پہلے شروع ہو گی۔ نہ وقت کے بعد۔ بلکہ ٹھیک وقت پر ہی ہمیشہ شروع ہوتی رہی ہے۔ اور آئندہ بھی ایسا ہی ہو گا۔ رشی کی آ گیا ہے سنگ میں موجود ایک پریمی نے مگن ہو کر ایک بھجن گایا ے

اشرن شرن۔ شرن ہم تیری

بھولے ہیں مارگ بہن سگھن ہے چھائی گہن اندھیری (۱) اشرن

سوارتھ سمیر چلی ایسی۔ سب ہمن ہمن بکھرائے

ہا سدبھاو سگندھی چرائی۔ پریم پردیپ بجھائے۔ (۲) اشرن شرن

کلہہ کنٹکوں سے چھدوایا۔ سکھ رس سبھی سکھا

بھر اتری بھاو کے ناطے توڑے اپنا کیا پرایا۔ (۳) اشرن شرن

لکھ دُردشا ہماری نیہہ نے اُس بوند چھلکائی

وہ بھی ہم پر گر کر پھوٹی ادھر اُدھر کترائی۔ (۴) اشرن شرن

کرونا سندہو سہارا تیرا تو ہی ہے۔ رکھوالا

دین اناتھ ہوئے ہم ہا۔ تو دُکھ ہرنے والا (۵) اشرن شرن

ایسی کرپا پرکاش دکھا دے اپنی وشا سُدھاریں

آتم تیاگ کا مارگ پکڑ لیں وشو پریم اُر دھاریں (۶)

اشرن شرن شرن ہم تیری

بھجن ختم ہوا ہی تھا۔ اور وقت پورا ہونے میں جب صرف ایک منٹ باقی

تھا۔ تب کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ۱۰-۱۲-۱۰ نئے تعلیم یافتہ علم ہو جن میں کئی ودیشی علماء بھی تھے۔ سنگ میں شامل ہوئے۔ اور آتم ودیّا رشی کی مناسب تعظیم بجالانے کے بعد اُچت موزوں جگہوں پر بیٹھ گئے۔ سنگ کی کارروائی شروع ہونے کا وقت بھی ہو چکا تھا۔ اس لئے رشی نے اپنا اُپدیش شروع کیا؛

آتم ودیا۔ یہ بات کہی جا چکی ہے۔ کہ اِنسان اور ہر جان دار جسم اور رُوح کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ وید میں کہا گیا ہے۔ کہ جسم میں آنے جانے والی رُوح ابدی ہے۔ مگر یہ جسم صرف بھسم ہونے تک رہتا ہے۔ اُس کے بعد نشٹ ہو جاتا ہے:-

वायुरनिलममृतमथेदं भस्मान्तᳪ शरीरम् ॥ यजु० अ०, ४० ॥

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آتما تو ہمیشہ ایک ہی بنا رہتا ہے۔ مگر جسم برابر ہر پیدائش میں بدلتا رہتا ہے۔ اسی سے لئے آتما کو امر (غیر فانی) اور جسم کو فانی کہا گیا ہے۔؛

شری ہرش۔ کیا آتما کبھی پیدا ہی نہیں ہوتا؟ دُنیا کے آغاز میں تو ایشور اُس کی بھی رچنا کرتا ہی ہوگا؟

آتم ودیا۔ نہیں۔ آتما کی رچنا کبھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے ست شاستروں میں اس کے لئے کہا گیا ہے: "آتما نہ تو پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے۔ نہ اس کی پیدائش کا کوئی ذریعہ (MATERIAL CAUSE) ہے۔ اور نہ وہ کسی کی پیدائش کا ذریعہ ہے۔ یعنی نہ وہ کسی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور نہ اُس سے کوئی پیدا ہوتا ہے۔ وہ (آتما) ابدی غیر فانی، قدیم اور پُرانا ہے۔ جسم کے ناش

ہونے سے اُس کا ناش نہیں ہوتا۔ دکھو کٹھ اپنشد ۲-۱۸) ؛

یہ جواب دینے کے بعد آتم وِتا نے اپنا اپدیش شروع کیا ؛

آتم وِتا۔ آتما کے اس طرح مختلف جسم تبدیل کرتے رہنے کے سلسلے کا نام پنر جنم یا آواگمن (مسئلہ تناسخ) ہے۔ جب پرانی ایک جسم (مراد انسانی جسم سے ہے) چھوڑتا ہے۔ تو اس طرح شریر چھوڑنے یا مرنے کے بعد اُس کی تین حالتیں ہوتی ہیں ؛

دُوسرا حصّہ

مرنے کے بعد کی پہلی حالت

آتم وِتا۔ انسان کی پہلی حالت وہ ہے۔ جس میں اس کے پن اور پاپ دونو قسم کے افعال اکٹھے ہوتے ہیں۔ "نچکیتا" نے ایک یم سے یہی سوال کیا تھا۔ کہ مرنے کے بعد پرانی کی کیا حالت ہوتی ہے۔

آواگمن

یم نے اس کے جواب میں کہا تھا۔ کہ مرنے کے بعد ایک طرح کے پرانی جاندار (انسان۔ چرند۔ پرند۔ چلنے پھرنے والے پرانیوں) کو پراپت ہوتے ہیں۔ مگر دوسری قسم کے پرانی بے جان (نہ چلنے والے درخت وغیرہ) جسموں میں جاتے ہیں۔ یہ دو حالتیں جانداروں کی کیوں ہوتی ہیں۔ یم آچاریہ نے اس کا جواب یہی دیا تھا۔ کہ اُن جانداروں کے علم اور افعال کے مطابق ہی یہ تفریق ہوتی ہے ؛

جب انسان کے پن اور پاپ مساوی یا پُن زیادہ ہوتے ہیں۔ تب اُسے

انسانی جنم نصیب ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کے برعکس ہوتی ہے۔ یعنی اچھے افعال کم یا کچھ بھی نہیں۔ ہاں پاپ زیادہ یا سب پاپ ہی پاپ ہوتے ہیں۔ تو اُسے انسان سے ادنےٰ درجہ کے متحرک اور غیر متحرک قالبوں میں جانا پڑتا ہے ؛

بسنتی دیوی۔ کیا رُوح انسانی قالب تک پہنچ کر پھر اپنے سے مختلف قسم کے قالب میں بھی جا سکتی ہے ؟

آتم ویتا۔ ہاں جا سکتی ہے۔ اگر اس کے افعال بہت بُرے ہیں۔ تو یقیناً اسے نیچے جانا پڑتا ہے ؛

> انسان کو ادنیٰ قالبوں میں جانا پڑتا ہے

بسنتی دیوی۔ مگر یہ تو وکاس کے اصولوں کے خلاف ہے کہ انسان ترقی کرتے پھر نیچے لوٹے ؛

آتم ویتا۔ دُنیا میں ایک پہیے کی گاڑی کبھی نہیں چلتی۔ تنزّل سے خالی عروج کا تصور نہ صرف مشکل ہی ہے۔ بلکہ مشاہدہ کے بھی برخلاف ہے۔ دُنیا میں کوئی چیز نہیں دیکھی جاتی۔ جس میں عروج کے ساتھ تنزل وابستہ نہ ہو۔ انسان پیدا ہوتا ہے۔ مگر آخر کار اُسے مرنا بھی پڑتا ہے۔ سُورج نمودار ہوتا ہے۔ بڑھتا ہے اور بڑھنے کے بعد ڈھلنا شروع ہو جاتا ہے ؛

> عروج کے ساتھ تنزّل لازمی

ایک وقت آتا ہے۔ اور آئیگا۔ جب سُورج حرارت سے خالی ہو جائیگا چندرماں بڑھتا ہے۔ لیکن بڑھنے کے بعد اُسے گھٹنا بھی پڑتا ہے ایک وقت چندرماں میں پانی وغیرہ کا ہونا بتلایا جاتا تھا۔ مگر اب کہتے ہیں۔ کہ پانی کا تنزل ہو کر چندرماں بے آب ہو گیا ہے وغیرہ۔ اس طرح جب دُنیا کا عام

قاعدہ یہ ہے۔ کہ ترقی کے ساتھ تنزل بھی ہوتا ہے۔ تب انسان اس اصول سے کیوں کر سبکدوش ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ہم اعمال کی دنیا میں داخل ہوتے ہیں تو وہاں تو نیک افعال کے ساتھ افعال بد موجود ہیں ہی۔ اور نیک کام کر کے اگر انسان اچھا پھل حاصل کیا کرتا ہے۔ تو برے کام کر کے اس کے پھل سے کیونکر بچ سکتا ہے۔ انسان کام کرنے میں آزاد ہے۔ آزادی اس کا پیدائشی حق ہے مگر چوری اور اسی طرح کے برے کام کر کے اسے جیلخانے جانا پڑتا ہے۔ جہاں اس کی آزادی چھن جاتی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ ایک آزاد پرانی برے افعال کی لپیٹ میں آکر آزادی کھو بیٹھتا ہے ؛

بسنتی دیوی - یہ تو دیکھا ہی جاتا ہے ؛

آتم دیتا - تو پھر اگر تنزل سے خالی عروج کا اصول ہی دنیا میں کام کر رہا ہو تو آزاد انسان غلام کیسے ہو جاتا۔ غلطی یہ ہے۔ کہ تم مسئلہ کرم کو بھول کر محض عروج کی مرگ ترشنا (ریت) سے پیاس بجھانے کی خواہش مند ہو۔ پرانی کرم پھل ہی سے بندش بنتا ہے۔ اور کرم پھل سے ہی حاصل شدہ انسانیت کو بھی کھو دیتا ہے ؛

بسنتی دیوی - قیدی ہونا تو ایک طرح کی مستقل غلامی ہوتی ہے لیکن مذکورہ بالا قالبوں میں جانا تو اس سے مختلف بات ہے ؛

آتم دیتا - قیدی ہو کر قید خانہ میں جانا اور مذکورہ بالا قالبوں میں جانا ان میں برائے نام تفاوت ہے۔ انسانی قالب ہی ایک قالب ہے جس میں بھوگ کے ساتھ پرانی آزادانہ طور پر کام کر سکتا ہے۔ باقی جتنے قالب ہیں۔ وہ

تمام قالب جیلخانہ کی مانند ہیں۔ انسان جس قدر میعاد کے لئے ان قالبوں میں جاتا ہے۔ اس کے اختتام پر پھر جیلخانہ سے واپس ہونے کی مانند انسانی قالب میں لوٹ آتا ہے ؀

دیو پریہ - پرانی ان قالبوں میں آخر جانا کیوں ہے ؟

آتم دیتا - پرانی خود بخود حسب مرضی ان نیچے کے قالبوں میں نہیں جاتا - بلکہ قیدی ہو کر قید خانہ میں بھیجے جانے کی مانند ہی ان مذکورہ بالا قالبوں کے جیلخانوں میں بھی اعلےٰ منصف کے حکم کے مطابق سزا بھگتنے کے لئے بلکہ سدھار کے ارادہ سے بھیجا جاتا ہے ؀

تناسخ انسان کی بہتری کیلئے ہے

دیو پریہ - وہاں سدھار کس طرح ہوتا ہے ؟

آتم دیتا - منش کا پاپ یہی ہے - کہ وہ اپنی اندریوں کو پاپ کرم کرنے کا ابھیاسی بنا کر خود بخود اُن کے جال میں پھنس جاتا ہے - نیز رحم دل منصف اپنے فیصلہ میں رحمدلی کا ثبوت دے کر اُسے کسی ایسے قالب میں بھیج دیتا ہے - جہاں اُس کی وہی اندریاں چھن جاتی ہیں - فرض کرو کہ ایک منش نے آنکھوں کو گنہگار بنا لیا ہے - تو وہ کسی ایسے قالب میں بھیج دیا جاویگا - جو آنکھوں سے محروم ہوگا - کرنے سے کرنے کی - اور نہ کرنے سے نہ کرنے کی مشق ہوا کرتی ہے - اس لئے آنکھوں کے نہ ہونے سے آنکھوں کا کام بند ہوگیا - اور کام بند ہو جانے سے آنکھوں کی بُری اور پاپ کرنے کی عادت چھوٹ جائے گی - جونہی یہ عادت چھوٹ جاتی ہے - وہ انسانی قالب میں بھیج دیا جاتا ہے - جہاں اب آنکھوں کی پابندی سے آزاد ہے - اسی طرح

تناسخ کے ذریعہ پرانیوں کا سُدھار ہُوا کرتا ہے۔ جب کوئی ادنےٰ پرانی ساری
اندریوں سے پاپ کر کے اُنہیں گناہ آلودہ بنالیتا ہے۔ تب وہ غیر متحرک
قالبوں میں بھیج دیا جاتا ہے۔ قالب اعضاء سے خالی ہیں۔ اُن میں جانے
سے تمام اعضا کا مذکورہ بالا طریق سے سُدھار ہُوا کرتا ہے ؛

رحم اور انصاف

ترک پرنیہ۔ آپ نے ایشور کو منصف کہکر مخاطب کیا ہے۔ بھلا انصاف اور
رحم دو متضاد صفات کیوں کر ایک شخص میں یکجا رہ سکتی ہیں ؟

آتم وِدیا۔ رحم اور انصاف دو متضاد خصّیتیں نہیں ہیں۔ اُن کے
سمجھنے میں معمولی انسان ہی نہیں۔ کبھی کبھی اعلےٰ درجہ کے عالم بھی غلطی کیا کرتے
ہیں۔ ہربرٹ سپنسر نے بھی اسی طرح کی غلطی کی ہے۔ اُس نے ایشور کو اگیہ
(UNKNOWNABLE) ثابت کرنے کے لئے ایک دلیل یہ بھی دی ہے
کہ انصاف اور رحم دو متضاد خصّیتیں کیونکر ایک ہی شخص میں اکٹھی ہو سکتی
ہیں۔ اس طرح کے دعویٰ کی تائید کرنے والے ایک غلطی کیا کرتے ہیں۔ اور
وہ غلطی یہ ہے۔ کہ وہ رحم دلی سے مُراد ملزم کو معاف کرنا سمجھ لیا کرتے ہیں۔
گناہوں کا معاف کرنا رحمدلی نہیں۔ بلکہ بے انصافی ہے۔ اور رحم اور انصاف
ایک بھاؤ کے بتلانے والے شبد نہیں ہیں۔ بلکہ ایک دُوسرے سے بالکل
مختلف ہیں ؛

ترک پرنیہ۔ تو پھر رحم اور انصاف میں فرق کیا ہے ؟

آتم دیتا۔ رحم اور انصاف میں فرق یہ ہے۔ کہ انصاف کرم پر انحصار رکھتا ہے۔ جب کوئی شخص کرم نہ کرے۔ تو کوئی منصف انصاف نہیں کر سکتا۔ انصاف کرم کی سزا اور جزا دینے کا نام ہے۔ مگر رحم رحمدل اپنی طرف سے کرتا ہے رحم کے لئے کرم کی ضرورت نہیں۔ دونوں میں جو فرق ہے۔ وہ صاف ہو گیا۔ کہ انصاف کے لئے کرم کی ضرورت ہے۔ مگر رحم کے لئے کرم ضروری نہیں +

تزک پریہ۔ اگر ایشور کے لئے یہ تصوّر کیا جائے۔ کہ وہ غلطیوں کو جائز سمجھنے پر معاف بھی کر سکتا ہے۔ تو اس میں نقصان کیا ہے؟ اس سے انسانوں میں ایشور کے تئیں پریم اور شردھا کے بھاو ہی اُتپن ہونگے +

آتم دیتا۔ گناہوں کی سزا نہ ملنے اور معاف کر دینے کا پھل یہ ہوتا ہے۔ کہ انسانوں کی رغبت جرم کرنے کی طرف بڑھا کرتی ہے۔ جرم کرنے سے جو بُرا اثر انسان کی ضمیر پر پڑا کرتا ہے۔ جسے کرم کی ریکھا کہتے ہیں۔ یہہ ریکھا پھل بھوگ کے بغیر مٹتی نہیں۔ اس لئے مُنش کا مستقبل سُدھارنے کے لئے بھی گناہوں کی سزا لازمی ہے۔ مگر وہ سزا سب کے لئے ایک ہی نہیں ہو سکتی۔ ایک شرمیلے ودیارتھی کے لئے ایک قصور کے لئے اِتنی ہی سزا کافی ہو سکتی ہے۔ کہ اُسے صرف تنبیہ کر دی جائے۔ لیکن بیشرم ودّیارتھی کو اُسی قصور کے بدلے میں بیدوں کی سزا دینا بھی مُشکل سے کافی سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے سزا کی مقدار اُتنی ہی کافی ہو سکتی ہے۔ جتنی سے اپرادھی کا سُدھار ہو سکے۔ اور وہ ہر شخص کے لئے اُس کی حالت کے مُطابق جُدا جُدا ہی ہو سکتی اور ہُوا کرتی ہے

آتم دیتا۔ یہ جوابات دینے کے بعد رشی نے پھر اپنا دیاکھیان شروع

کیا۔ جس وقت انسان بسترِ مرگ پر ہوتا ہے۔ اور آخری سانس لینے کی تیاری کرتا ہے۔ تب اُس کی اوستھا یہ ہوتی ہے :۔

پران چھوڑنے کے وقت پرانی کی کیا حالت ہوتی ہے

جس طرح کوئی راجہ جب کہیں جاتا ہے۔ تب اُسے وداع کرنے کیلئے اُس کے پاس سردار و امرا آتے ہیں۔ اسیطرح جیو آتما جب اُلٹا سانس لینا شروع کرتا ہے۔ تب اُس کے چاروں طرف سب اندریاں اور پران حاضر ہو جاتے ہیں۔ جیو اُس وقت اپنے تیجس انشوں کو۔ جو تمام شریر میں پھیلے رہتے ہیں سمیٹتا ہوا کلیجے کی طرف جاتا ہے۔ جب وہ آنکھ کے تیج کو کھینچ لیتا ہے۔ تب وہ باہر کی چیزوں کو نہیں دیکھتا۔ اور اُس وقت بیٹھے ہوئے رشتہ دار کہتے ہیں۔ کہ اب یہ نہیں دیکھتا۔ اسی طرح جب وہ پران ناک کان۔ دل۔ ہاتھ وغیرہ تمام بیرونی اعضاء اور انتہکرن سے اپنے تیج کو کھینچ لیتا ہے۔ تب وہی رشتہ دار کہنے لگتے ہیں۔ کہ اب یہ نہیں سُونگھتا۔ نہیں بولتا۔ نہیں سُنتا۔ نہیں چھوتا۔ نہیں جانتا۔ وغیرہ :۔ اُس وقت اُس کے دل کا اگلا حصہ نمودار ہونے لگتا ہے۔ اور نمودار ہونے کے ساتھ شریر سے نکلتا ہے۔ آنکھ یا جسم کے کسی دُوسرے حصے سے نکلتا ہے۔ نکلنے کے راستے کا فیصلہ اُس کی آخری حرکات کے مطابق ہوتا ہے :۔

جب رُوح جسم سے خارج ہوتی ہے۔ تو اُس کے ساتھ ہی پران اور سمپورن سُوکشم اندریاں بھی استھول شریر کو چھوڑتی ہیں۔ اس طرح جسم سے

نکلنے والے جیو کے ساتھ اس کا گیان یا کرم اور پہلے جنم کی حاصل شدہ بدھی بھی ہوتی ہے[1] اس طرح پن اور پاپ کرم دونو کے ماتحت جیو ایک شریر کو چھوڑکر دوسرے نئے شریر کو حاصل کر لیتا ہے ؎

ایک قالب سے دوسرے قالب تک پہنچنے میں کتنا وقت لگتا ہے؟

شیل بھدر۔ ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرا جسم حاصل کرنے میں جیو کو کتنے دن لگتے ہیں۔ اور ان دنوں میں وہ جیو کہاں رہتا ہے؟

آتم ویتا۔ یاگیہ ولکیہ نے جنک کو اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ جیسے "ترن جلاپوکا" ایک خاص کیڑا ایک تنکے کے آخری حصہ پر پہنچکر دوسرے تنکے پر اپنے اگلے پاؤں جماکر تب پہلے تنکے کو چھوڑتا ہے۔ اسیطرح جیوآتما ایک شریر کو اسی وقت چھوڑتا ہے۔ جب دوسرے نئے جسم کا آشرا گرہن کر لیتا ہے؎[2]

شیل بھدر۔ آخر اس میں کچھ وقت تو لگتا ہی ہوگا۔ وقت کے بغیر تو یہ کام

---

[1] دیکھو برہدارنیک اپنشد ادھیائے ۴ برہمن ۴۔ کنڈکا ۱۔ ۲ ؎

کٹھ اپنشد میں لکھا ہے۔ کہ جب جیو مکتی کا ادھیکاری ہو جاتا ہے۔ تب شریر سے مُوردھا میں نکلنے والی ناڑی سشمنا کے ذریعہ نکلتا ہے۔ مگر جب مکتی سے مختلف حالت ہوتی ہے۔ تب دوسرے راستہ سے نکلا کرتا ہے ؎

[2] دیکھو برہدارنیک اپنشد ۴۔ ۴۔ ۳ ؎

" " " ۴۔ ۴۔ ۳ ؎

نہیں ہو سکتا ؛

آتم وِدیا - یقیناً کچھ نہ کچھ وقت ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے جسم کے حاصل کرنے میں خرچ ہوتا ہے - لیکن وہ وقت اِتنا تھوڑا ہوتا ہے کہ منش نے جو وقت کی تقسیم دن - گھڑی مہورت وغیرہ مقرر کی ہے - اُس شمار میں نہیں آتا

اِندر دیو - یہ جیو دوسرے جسم میں جاتا کیوں ہے ؟ جب ایک جسم سے نکلنا اُس کے اختیار میں ہے - تو دوسرے میں جانا بھی اُس کے اختیار میں ہونا چاہیئے ؛

جیو دُوسرے جسم میں کیوں جاتا ہے ؟

آتم وِدیا - ایک جسم کو چھوڑنا اور دوسرے کا حاصل کرنا اِن دونوں میں ایک بھی جیو کے اختیار میں نہیں ہے - جسم میں ٹھیرے ہوئے جیو کے متعلق ایک جگہ جنک کے سوال کا جواب دیتے ہوئے یاگیہ ولکیہ نے بتلایا تھا کہ وہ وگیان مَے - آن مے - پران مَے - چکشو مَے - شروتر مے - پرتھوی مَے آپو مے - وایو مَے - اکاش مَے - تیجو مَے - اتیجو مے - کاریہ مے - اکاریہ مَے - کرودھ مے - اکرودھ مَے - دھرم مَے - ادھرم مَے ایوم سروِ مے ہے یہ جیو اِدم مے اور ادو مے ہے - اِس لئے اِس کو سروِ مے کہتے ہیں جس طرح کا کام اور عمل کرتا ہے - جیو ویسا ہی ہو جاتا ہے - سادھو (اچھے) کرم والا سادھو اور پاپ کرم کرنیوالا پاپی ہوتا ہے - یہ جیو اچھا والا ہے جیسی اُس کی کامنا ہوتی ہے - ویسا ہی کرم کرتا ہے - اور جیسا کرم کرتا ہے - ویسا ہی پھل پاتا ہے - + ایک اور رِشی نے کہا ہے - کہ جو منش دل میں اُس کی

+ برہدارنیک اُپنشد ۴ - ۴ - ۵ -

خواہش رکھتا ہُوا جن جن باتوں کی خواہش کرتا ہے۔ وہ اُن اُن کاماؤں کے ساتھ جہاں جہاں وہ اُسے کھینچ کر لیجاتی ہیں۔ وہاں وہاں پیدا ہوتا ہے[+]۔ اِن بیانات سے عیاں ہے۔ کہ جیو اپنے کرم کے مُطابق ایک شریر چھوڑنے اور دوسرے کے گرہن میں مجبور ہوتا ہے۔ یعنی کرم کے مطابق اُسے جہاں پیدا ہونا چاہئے۔ وہیں پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے ؛

وِلے کمار ۔ آپ نے ابھی کہا تھا۔ کہ جیو سُوکشم شریر اور اندریوں کے ساتھ جسم سے نکلتا ہے۔ کیا اس کی مرتیو نہیں ہوتی ؛

آتم ودیا ۔ لطیف جسم کی موت نہیں ہوتی۔ موت صرف کثیف جسم کی ہوتی ہے

شریر کے بھید اور اُن کی تشریح

ان دو کے سوائے تیسرا کارن شریر اور بھی ہے ۔ اس کی بھی موت نہیں ہوتی۔ سُوکشم اور کارن یہ دونو جسم آتما سے اُس وقت علیحدہ ہوتے ہیں۔ جب وہ پُوری آزادی کیساتھ نجات حاصل کر لیتا ہے

ولے کمار ۔ یہ تین جسم رُوح کو کیوں دئیے گئے ہیں۔ کیا ایک جسم سے رُوح کا کام نہیں چل سکتا تھا ؛

آتم ودیا ۔ ایک جسم سے چاہے وہ کثیف ہو یا لطیف تینوں اجسام کا کام نہیں چل سکتا تھا۔ تینوں کے کام علیحدہ علیحدہ اس قسم کے ہیں :-

(۱) کثیف جسم ۔ یہ دس اندریوں کا مجموعہ ہے۔ جسم کے وہ حصّے بھی اس میں شامل ہیں۔ جن کا کام بلا خواہش طریقہ سے قدرتی اصول کے مطابق ہوتا ہے جیسے دل اور پھیپھڑے وغیرہ۔ اس جسم کے پھیلنے اور مضبوط ہونے سے

+ منڈک اُپنشد ۳۔ ۲۔ ۲

انسان کی جسمانی ترقی ہوتی ہے۔ یہ جسم پانچ کثیف عناصر کا نتیجہ ہوتا ہے ؛

(۲) لطیف جسم ۔ لطیف عناصر سے اس طرح بنتا ہے ؛

لطیف عناصروں کا سبب	لطیف جسم کا کام
۱۔ مہتو	۱۔ بدّھی (عقل)
۲۔ اہنکار ‡	۲۔ اہنکار (تکبّر)
۳۔ ۷۔ پنچ تن ماترا	۳۔ ۷۔ شبد اسپرس روپ رس گندھ گیان اندریوں کے وشئے
۸۔ ۱۷۔ دس اندریاں	۸۔ ۱۷۔ ۵ پران ۵ گیان اندریاں
۱۸۔ من	۱۸۔ من

یہ لطیف جسم شکتی سموادائے روپ میں رہتا ہے۔ اس کے وکاش اور مضبوط ہونے سے جسمانی ترقی ہوتی ہے ؛

۳۔ کارن شریر۔ کارن روپ پرکرتی ارتھات سنو۔ رجس۔ اور تمس۔ کی سامیہ اوستھا ؛

اس جسم کے مضبوط ہونے سے انسان یوگی اور ایشور بھگت بنا کرتا ہے۔

ان تین شریروں کا وبھاگ ایک دوسرے پرکار سے بھی کیا گیا ہے اس تقسیم کا نام کوش وبھاگ ہے۔ تین جسم اور پانچ کوشوں کا تعلق اس طرح ہے :-

‡ اہنکار کو سوکھشم شریر حصو نکی گرڈنا سے پرایہ علیحدہ کرکے لطیف جسم ۱۷ چیزوں کا ہی مجموعہ مانا جاتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اہنکار کا کام شریر کے پرتھک نرت ہو جانے سے پورا سا ہو جاتا ہے

تین شریر اور پانچ کوش

(۱) استھول شریر۔ (۱) آنّ مے کوش
(۲) سوکھشم شریر۔ (۲) پران مے کوش
(۳) منو مے کوش
(۴) وگیان مے کوش
(۳) کارن شریر (۵) آنند مے کوش

کیا سوکھشم شریر دھاریوں کا علیحدہ لوک ہے؟

لبنتی دیوی۔ کیا لطیف جسم۔ کثیف جسم کا لطیف روپ سوکشم پتلے کی طرح ہوتا؟ کہا تو یہ جاتا ہے۔ کہ لطیف جسم (Astral body) دھاریوں کا ایک جدا لوک ہے۔ اور وہ اُس لوک میں بنا کثیف جسم کے ہی رہتے ہیں اور اپنا کام اُسی اپنے لطیف جسم سے چلا لیتے ہیں۔ اپنی خواہش کے مطابق انسانوں کی مدد بھی کرتے ہیں۔ اِنسانوں کی دُعا کا قبول یا نامنظور کرنا انہیں لطیف جسم رکھنے والوں کے ہی اختیار میں ہے وغیرہ ؛

آتم دیتا۔ یہ سب ایک غلط خیال ہے۔ لطیف جسم کے حصّے۔ لطیف اندری کچھ بھی کام نہیں دے سکتے۔ پر اُن کے کاریہ کا سادھن کثیف اندریاں ہیں ایک آدمی لطیف آنکھ اور لطیف کان رکھتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے گولک نہ ہوں۔ یا کام دینے کے ناقابل ہوں۔ تو وہ نہ دیکھ سکتا ہے۔ نہ سن سکتا ہے۔ پھر

وہ بات کس طرح قبول ہوسکتی ہے۔کہ لطیف جسم سے کوئی اپنا کام چلا سکتے ہیں۔ اور یہ کہ اُن کا ایک جدا لوک ہے ؟

بسنتی دیوی۔ یہ بھوت پریت پھر کیا ہے ؟ یہ کس قسم کا جسم رکھتے ہیں آنکھوں سے تو ان کا جسم نہیں دکھائی دیتا ؟

بھوت پریت کیا ہیں ؟

آتم دیبنا۔ جب آدمی مر جاتا ہے۔ تو اُس کی لاش کا نام پریت ہے۔ جب تک اُس کو بھسم نہیں کر دیا جاتا۔ تب تک اس کا نام پریت ہی رہتا ہے۔ بھسم ہو جانے کے بعد پریت کا نام ختم ہو گیا۔ اور اب اس مرے ہوئے آدمی کو بھوت (بیتا ہوا) کہنے لگتے ہیں۔ کیونکہ حال میں اُس کی کوئی ہستی باقی نہیں رہتی۔ اس کے سوا بھوت پریت یونی وغیرہ کے خیال مشکوک ہیں۔

اس طرح سوالوں کا جواب دینے کے بعد رشی نے اپنا ویاکھیان ختم کرنے کے لئے آخری الفاظ کہنے شروع کئے۔

آتم دیبنا۔ مرنے کے بعد جو تین حالتیں ہوتی ہیں۔ اُن میں سے پہلی حالت آواگمن کے چکر میں رہنا۔ یعنی مر کر کسی نہ کسی یونی کو اپنے اعمال کے مطابق حاصل کرنا ہے۔ جاندار ایک جسم کو چھوڑ کر فوراً دوسرے قالب میں چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ؟

آئندہ سنگ (بیٹھک) میں باقی حالتوں کی تشریح کی جائے گی آج کا سنگ ختم کیا جاتا ہے ؟

تیسرا حصہ

پانچواں سنگ

مرنے کے بعد کی دُوسری حالت

اُجل پِتھو بھومی پِتو ندھی آتم وِدیا کے تپ کے سبب خوشی اور شانتی
کے داتا ورن (کرہ ہوائی) سے بھرپور ہے ॥

سُندر سنگ جما ہوا ہے۔ سب نر ناری موت کے بعد دُوسری حالت
کیا ہوتی ہے؟ اس کے جاننے کی خواہش سے جمع ہیں۔ اور کان لگائے ہوئے
بیٹھے ہیں۔ کہ رشی کب اپنا منوہر ویاکھیان شروع کرتے ہیں۔ نر ناریوں کی
اس خواہش کو محسوس کرتے ہوئے رشی نے اپنا ویاکھیان شروع کیا ॥

آتم وِدیا۔ جب پرانی ایسے کرم کرتے ہیں۔ جو نیکی و بدی ملے ہوئے
ہوتے ہیں۔ مرنے پر وہ اُس حالت کو پہنچتے ہیں۔ جس کی بات کہی جا چکی ہے
اور جس کا نام پہلی حالت رکھا گیا ہے۔ لیکن جو پرانی صرف ایسے کرم کرتے ہیں
جن میں گناہ کی آمیزش نہیں ہوتی۔ اور جنہیں نیک کرم ہی کہتے ہیں۔ وہ دو
قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو سُکام کرم کرتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو نشکام
کرم کرتے ہیں۔ سکام کرم کرنے والے مر کر جس حالت کو پراپت ہوتے ہیں
اسی حالت کا نام دُوسری حالت ہے ॥

دُوسری گتی

جو پرانی اشٹ پھل کی پراپتی کے لئے بڑے بڑے یگیہ کرتے ہیں۔ یا اپنی خواہشات کے حصول کے لئے جو کنواں† باؤلی۔ تالاب دھرم شالہ وغیرہ تعمیر کرتے ہیں۔ ایسے آدمی مرنے کے بعد مندرجہ ذیل حالتوں کو حاصل کرتے ہیں ؛ ✻

اس حالت کے حاصل ہونے کا کرم

۱۔ دُھوم (دھواں کیسی) حالت کو حاصل کرتے ہیں ؛
۲۔ دُھوم دشا سے راتری ونت دشا ہوتی ہے ؛
۳۔ راتری سے اپر کرش پکش والی حالت لابھ کرتے ہیں ؛
۴۔ اپر پکش سے سماشک دکشنا یعنی دشا پراپت کرتے ہیں ؛
۵۔ شماسکی دشا سے پیترک دشا پراپت ہوتی ہے ؛
۶۔ پیترک سے اکاشی دشا اور اُس سے آتشم ؛
۷۔ چندرمسی دشا کو پہنچتے ہیں ؛

اس طرح چندرمسی حالت کو حاصل کر کے اُس حالت میں وہ اپنے نیک اور سکام کرموں کا بھوگ کرتے ہیں۔ اور کرموں کے ناش اور بھوگوں کے ختم ہونے پر انہیں پھر کر تو یہ یونی (قالب) میں آنا پڑتا ہے ؛

✻ ان یگیہ آدی کو اشٹ کہتے ہیں ؛

† ان کا پورت نام ہے ؛

✻ دیکھو چھاندوگیہ اُپنشد پر پاٹھک ۵۔ کھنڈ ۱۰۔ پرواکیہ ۴

شویت کیتو - یہ دُھومر آدی اوستھائیں کیا ہیں - ان کے حاصل ہونے کی وجہ کیا ہے ؟

آتم ویتا - اِن حالتوں کے ذریعہ یہ بات ظاہر کی گئی ہے - کہ کس طرح جیو درجہ بدرجہ زیادہ سے زیادہ پرکاش پراپت کرتا ہے - دھوئیں میں نام ماتر کا اُجالا ہوتا ہے - رات میں اُس سے زیادہ - اندھیارے پکش کی پندرہویں راتری میں اُس سے زیادہ - چھ ماس میں اُس سے زیادہ - پیترک دشا میں اُس سے بھی زیادہ اور ان سب سے زیادہ چندر ماسی دشا پرکاش کی پراپتی اور اندھکار نورتی ہوتی ہے ؎

پیترک دشا کیا ہے ؟

دکش - پیترک دشا کا بھاو کیا ہے ؟

آتم ویتا - پیترک دشا وایوی دشا کو کہتے ہیں - اور بزرگ - پالنے والا - اور محافظ کا نام ہے - وایو کے بھی یہی کام ہیں - اس لئے پتر نام وایو کا بھی ہے - پنچ بھوتوں کے پرکاش کے بعد وایو کی ہی جگہ ہے - اِس سے بھی ظاہر ہے - کہ پتر نام وایو ہی کا ہے ؎

دکش - اور چندرمسی دشا کا تات پریہ چندر لوک سے ہے یا کیا ؟

آتم ویتا - چاندرمسی حالت کو پراپت ہونے کا مطلب یہ ہے - کہ ایسے لوک (دیوتی) کو پراپت ہونا جس میں صرف خوشی ہی خوشی ہو - دُکھ ذرہ بھر نہ ہو ؎

دُوسری حالت پاکر جیو کہاں رہتے ہیں

چاندرمسی حالت کو حاصل کر کے جیو کسی خاص جگہ میں رہتے ہیں یا کیا ؟

آتم ویتا۔ کائنات میں بیشمار سورج لوک ہیں۔ مرتے وقت من جہاں اور جس خواہش میں گھرا ہوتا ہے۔ جس لوک اور جس قالب میں اُسکی خواہش پُوری ہوسکتی ہے۔ جیو وہیں جاتا ہے ✦ اس حالت کو حاصل کرنے جیو مختلف حالتوں میں مختلف لوکوں میں جاتے ہیں۔ سب کے لیے کوئی ایک مقام مقرر نہیں ہے۔ اس طرح پر انہوں سے جو کوئی جہاں بھی جاتا ہے۔ اُسے وہاں سُکھ ہی سُکھ حاصل ہوتا ہے۔ دُکھ نہیں ہوسکتا۔ اِس لیے اُس قالب کا نام جہاں بھی ایسا جیو جاتا ہے۔ چندر لوک یا چاندرمسی دشاہی ہوتی ہے۔ اور اس طرح مختلف قالبوں کو پراپت ہونے کا طریقہ سب کے لئے ایک ہی سا ہوتا ہے۔ اور وہ کرم وہی ہے۔ جس کا اُوپر ذکر ہو چکا ہے ؛

تتووت۔ جب سُکام (باغرض) کام کرتے ہوئے پاپ نہیں کرتے تو اُن کو مُکتی کیوں نہیں ہوجاتی۔ اور اُنہیں چندرمسی دشا سے لوٹنا کیوں پڑتا ہے ؟

آتم ویتا۔ اس کا سبب باسنا ہے۔ جو سُکام کرم سے پیدا ہوتی ہے۔

تتووت۔ باسنا کیا ہے ؟

آتم ویتا۔ باسنا کے سمجھنے کے لئے کرم کے بھیدوں کا جاننا ضروری ہے۔ اس لئے پہلے انہیں کہتے ہیں ؛

کرم کے بھید کرم دو قسم کے ہوتے ہیں جیسے کہا بھی جا چکا ہے (۱)

✦ برہدارنیک اُپنشد ۴۔۴۔۶ ؛

سکام (با غرض) - (۲) نشکام (بے غرض)۔ سکام کرم وہ ہوتے ہیں۔ جن میں کرم کرنے سے پورب پھل کی خواہش کر لی جاتی ہے۔ لیکن عوض کی خواہش پیدا نہ کر کے جو کرم کئے جاتے ہیں۔ یعنی جو کام صرف دھارمک فرض سمجھکر کئے جاتے ہیں۔ اُن کو نشکام کرم کہتے ہیں۔ ویدک کرم دھرم پدھتی میں نشکام کرم کا درجہ بلند ہے۔ وید اور اپنشدوں نے نشکام کرم کو مرتیو کے بندھن کاٹ دینے کا ذریعہ مانا ہے*۔ گیتا نے نشکام کرم ہی کو کرم یوگ کے نام سے پکارا ہے۔ شری کرشن نے ارجن کو اپدیش دیتے ہوئے کھلے لفظوں میں کہہ دیا ہے:-

कर्मण्येवाधिकारस्ते मा फलेषु कदा-चन। मा कर्म फलहेतु र्भूर्मा ते संगोऽ-स्त्व कर्मणि॥ गीता २। ४७॥

یعنی تیرا ادھیکار صرف کرم کرنے میں ہے۔ پھلوں پر کبھی نہیں تو کرموں کے پھلوں کی خواہش مت رہو۔ لیکن اکرم میں بھی تیرا اپنا نہ ہووے ؛

جہاں بیغرض اعمال کا اتنا اونچا درجہ ہے۔ وہ عوض کی خواہش سے اعمال کو بندھن کا سبب ٹھیرایا گیا ہے۔ اپنشد کا ایک واکیہ ہے

भिद्यते हृदय ग्रन्थिश्छिद्यन्ते सर्व सं-

* اودیا مرتیوم تیرتوا۔ یجروید ۴۰-۱۱ اودیا ارتھات کرم سے مرتیو کے پار ہو کر ؛

शयाः। क्षीयन्ते चास्य कर्माणि तस्मिन्दृष्टे परावरे ॥ منڈک ۲-۲-۸-۱۱

یعنی جب ہردیہ (دل) کی گانٹھ کھل جاتی ہے۔ یعنی سکام کرم باسنا نشٹ ہو جاتی ہے۔ سمپورن سنشے دور ہو جاتے ہیں۔ اور سب سکام کرم ضائع ہو جاتے ہیں۔ تب منش موکش کا ادھیکاری ہوتا ہے۔ اس طرح نشکام کرم کی ویدک ساہتیہ میں سریشٹھتا دکھلائی گئی ہے۔ اور سکام کرم بندھن کا موجب ٹھیرایا گیا ہے۔ آدمی کو جہاں ہمیشہ کام کرتے ہوئے جیون رکھنے کا ودھان ہے۔ وہاں اسے یہ بھی بتلایا گیا ہے۔ کہ سب کام (پھل کی خواہش نہ کرتے ہوئے) دھرم سمجھ کر کرنے چاہئیں۔ کیونکہ پھل کی خواہش کرنے سے ہی کرم بندھن کا موجب ہو جاتا ہے۔ پرشن۔ لیکن نشکام کرم بھی تو بنا خواہش کے نہیں کئے جا سکتے۔ پھر آدمی کس طرح بغیر خواہش کے ہو سکتا ہے؟

آتم ویشٹا۔ جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ پھل کی خواہش چھوڑ کر کرم کرے۔ تو اس کا نتیجہ یہ نہیں ہوتا۔ کہ منش کرم اکرم۔ دھرم ادھرم کا وچار نہ کرے اچھی طرح سے وچار کر کے جو کرم فرض ٹھیریں۔ انہیں کرنا چاہئے۔ پھل کی خواہش نہ کرنے کا منشا یہ ہے۔ کہ ایسے کرم نہ کرے۔ جو باسنا پیدا کرنے والے ہوں۔ سکام اور نشکام کا اصلی فرق یہی ہے کہ سکام کرم باسنا پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ جبکہ نشکام کرم باسنا پیدا نہیں کرتے۔

باسنا | **پریتم سرفشٹ**- باسنا کسے کہتے ہیں؟ اس پرشن کا اُتر کرپا کر کے دیویں ؛

آتم وِدیا- باسنا ایک قسم کا سنسکار ہے- جو کئے ہوئے کام کی یادداشت کی شکل میں چت میں رہتا ہے- اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ جس کرم کی باسنا ہوتی ہے- اسی کرم کے پھر کرنے کی تحریک ہوتی رہتی ہے- اگر ایک آدمی نے چوری کی- تو اُس کی اُس کو چوری کرنے کی پھر تحریک کریگی- اسیطرح جس کرم کی باسنا ہوتی ہے- اُس کو اُس کرم کی پھر کرنے کی تحریک کرتی رہتی ہے- اُس وقت تک اِنسان جنم مرن کے بندھن سے آزاد نہیں ہو سکتا ؛

باسنا کے مطابق حالت | **سچدرادیوی**- آئندہ جنم کس طرح کا ہوگا- کیا اس پر بھی باسنا کا کچھ اثر پڑا کرتا ہے ؟

آتم وِدیا- باسنا کے مطابق ہی آئندہ جنم ہوا کرتا ہے- اُپنشد میں کہا گیا ہے :-

यच्चित्तस्तेनैव प्राणमायाति प्राणस्तेजसा युक्तः। सहात्मना यथा संकल्पितं लोकं नयति ॥ (پرشن اُپنشد ۳ - ۱۰)

یعنی مرنے وقت اِنسان جیسی باسنا سے محرک ہوتا ہے- اُسے چت کے ساتھ پران کا سہارا لیتا ہے- اور پران اُدان برتی کے ساتھ یکت ہوا لطیف جسم سمیت آتما کے ساتھ باسنا کے مطابق قالب

کو حاصل کرتا ہے۔ اسی مطلب کو ایک دوسرے اُپنشد میں بھی ظاہر کیا گیا ہے :-

यं यं लोकं मनसा संविभाति विशुद्द
सत्त्वः कामयेतयांश्च कामान्।
तं तं लोकं जायते तांश्च कामांस्तस्मा
दात्मज्ञं ह्यर्चयेद्भूति कामः॥

(منڈک اُپنشد ۳-۱-۱۰)

یعنی شُدھ بُدھی والا پُرش جس جس قالب کی من سے چنتا کرتا ہے۔ اور جن بھاگوں کو باسنا سے مُحرک ہو کر چاہتا ہے۔ اُس اُس لوک اور اُن اُن بھاگوں میں پراپت ہوتا ہے۔ اِس لئے کامیابی کا خواہشمند آتم وت پُرش کی پُوجا کرے ؛

اِن اُپنشد کے کلاموں سے ظاہر ہے۔ کہ آئندہ پیدائش چِت میں جس قسم کی بھی باسنا ہوتی ہے۔ انہیں کے مُطابق ہوتا ہے۔ کہاوت بھی اس میں ثبوت ہے۔ انت متا۔ سوگتا۔ اور آخر میں جیسی باسنا ہوتی ہے۔ اُسی کے مطابق گتی ہوتی ہے :۔

پریم تیرتھ۔ جو چِت باسناؤں سے خالی ہو تو پھر کس قسم کا جنم ملے گا ؟

آتم دیتا۔ تو پھر کوئی جنم نہ ہوگا۔ جب چِت باسنا سے خالی ہوتا ہے۔ تو مُکتی جنم مرن کے بندھن سے چھُوٹ جاتا ہے۔ لیکن چِت باسناؤں سے خالی اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک اِنسان سکام کرموں کو

چھوڑ کر نشکام کرم کا فاعل نہیں بنتا۔ اسی لئے نشکام کرم کو سکامتا سے ترجیح دی گئی ہے ؛

وشو مبھر۔ اگر آدمی نشکام کرم ہی کیا کرے۔ تو کیا پھل نہ چاہنے کی وجہ سے کرم پھل سے ونچت رہے گا ؛

آتم ویتا۔ ہرگز نہیں۔ منش چاہے اچھا کرے یا نہ کرے۔ کرم کا پھل تو اوشیہ ملتا ہی ہے۔ وید میں کہا گیا ہے :۔

کرم کا پھل ملنا الوارج ہے۔

याथातथ्यतोऽर्थान् व्यदधा
च्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः (یجروید ۴۰-۸)

یعنی ایشور نے انادی رعایا جو کے لئے ٹھیک ٹھیک کرم پھلوں کا ودھان کیا ہے۔ جب کرم پھل دینے کا ٹھیک ٹھیک ودھان کیا گیا ہے پھر کیسے ممکن ہے۔ کہ منش کرم کرکے پھل سے بے بہرہ رہے۔ چاہے سکام کرم کرے۔ چاہے نشکام۔ پھل تو ہر ایک کرم کا ملتا ہے۔ لیکن سکام کرم کرنے سے ہانی یہ ہوتی ہے۔ کہ اس سے بندھن کے مول (جڑ) باسنا کی پیدائش ہو جاتی ہے۔ جو منش کو مرنے جینے کے چکر میں رکھتی ہے۔ اسی لئے منش کو چیتاونی دی گئی ہے۔ کہ ایسے کرم کرو۔ جو قید کا موجب نہ ہوں ؛

وشو مبھر۔ نشکام کرم کا پھل مل بھی جاوے۔ تو بھی سہ۔ وسادھارن کو اس کی خصوصیت نہیں سمجھائی جا سکتی ؛

نشکام کرم کی وششٹتا

آتم ویتا۔ ضرور اور بہت آسانی کے ساتھ سمجھائی جا سکتی ہے اور وہ اس طرح۔ فرض کرو ایک گرہستھی کے گھر پتر پیدا ہوا۔ اس نے بیٹے

کی پیدائش کے ساتھ ہی بہت سی اُمیدیں باندھیں۔ کہ بیٹا بڑا ہو کر بہت دولت کمائے گا۔ اور اُسے دیگا۔ اور اُس کی بہت خدمت تواضع کریگا وغیرہ ممکن ہے۔ کہ بیٹا اس کی اُمیدوں کے مطابق اچھا نکلے۔ اور اُس کنبہ کی اُمیدیں پوری کرے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اولاد نیک نہ ہو۔ اور کنبہ کی اُمیدیں پوری نہ ہوں۔ اور کنبہ کو دُکھ اُٹھانا پڑے۔ یہ ایک سکام وادی کنبہ کی مثال ہوئی۔

اب دوسری مثال لو۔ فرض کرو۔ ایک دوسرے کنبہ میں بیٹا پیدا ہوا۔ یہ کنبہ بے غرض ہے۔ اس لئے اُس نے اُس پتر کے ساتھ اپنی کوئی خواہش نہیں جوڑی۔ اور اپنا فرض سمجھا۔ کہ پتر کی حفاظت کرے۔ اور تعلیم دے کر اچھا بنادے۔ جیسا کہ ماتا پتا کا فرض ہے۔ اب فرض کرو کہ اتنی کوشش کرنے پر بھی پتر اچھا نہ ہوا۔ اور اُس نے ماتا پتا کو کچھ آرام نہیں دیا۔ تو اُس صورت میں اُس کنبہ کو کوئی رنج نہ ہوگا۔ اس لئے۔ کہ اُس نے پتر کے ساتھ کسی اُمید کو نہیں جوڑا تھا۔ لیکن اگر اُن کی خوش قسمتی سے بیٹا اچھا ہوا۔ اور اُس نے گرہست جوڑے کو خوش کیا۔ اور سب طرح سے اُن کے راضی کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ تو اس گرہست کو اس کی خدمت سے پہلے گرہست کی نسبت کہیں زیادہ سُکھ ملے گا۔ کیونکہ اُمید کرنے پر کچھ مل جانا اگر خوش کُن ہے۔ تو بنا اُمید رکھے اگر کچھ مل جاوے۔ تو وہ اُس سے زیادہ خوش کُن ہوگا۔ ان دونوں سکام اور نش کام وادی گرہستوں کے مثالوں میں دیکھ لیا گیا۔ کہ بغرض گرہست

کو دونوں صورتوں میں چاہے پتر اچھا ہو یا نہ ہو۔ کسی صورت میں بھی دُکھی
نہیں ہونا پڑا۔ جبکہ پہلے سکام وادی گرہست کو پتر کے اچھا نہ ہونے
پر رنجیدہ ہونا پڑا تھا۔ کیونکہ اُس صورت میں اُس کے خلاف اُمید نتیجہ نکلا تھا[۱]
یہ روزمرہ کی باتیں ہیں۔ اور اُنہیں عوام اچھی طرح سے سمجھتے اور جانتے
ہیں۔ کہ کونسی صورت اچھی اور قابلِ تقلید ہے۔ یعنی کسی کرم میں اُمید ول
کا جوڑنا اچھا ہے۔ یا کرم کا بنا کسی آشا کے متعلق کئے۔ فرض سمجھ کر کرنا اچھا
ہے۔ کرم کی اس تفصیل سے یہ بات اچھی طرح ظاہر ہو گئی۔ کہ سکام کرم سے
ایک قسم کا سنسکار اُتپن ہوتا ہے۔ جس کا نام باسنا ہے۔ اور کہا جا چکا ہے
کہ جب تک منش کے چت میں یہ باسنا رہتی ہے۔ تب تک وہ تناسخ سے
چھوٹ نہیں سکتا۔ یہی سبب ہے۔ کہ دوسری گتی کو پراپت سکام کرم
کرناوں کو چاندر ماسی دشا پراپت کر کے پھل ختم ہونے پر پھر لوٹنا
پڑتا ہے ؛

تنوت۔ دوسری گتی پراپت پرانیوں کو جب لوٹنا پڑتا ہے۔ تو
کس پرکار سے اُنہیں لوٹ کر پھر کرم کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے
آکم ویتا۔ چاندر ماسی دشا کو پراپت جیو کرم ختم ہونے پر جو تناسخ

---

۱ آشا ہی دُکھ کا مول ہے۔ اس بات کو ایک اُردو کے شاعر نے بہت اچھی
طرح سے دکھلایا ہے ؎ رہتی تھی یاس دل میں تو کھٹکا نہ تھا کوئی
اُمید ہی نے دل کو رکھا ہے عذاب میں
یاس۔ نر آشا۔ نا اُمیدی۔

دُوسری حالت میں گئے جیووں کے لَوٹنے کا کرم

گرہن کرتے ہیں۔ تو اُن کے لوٹنے کا وہی کرم ہوتا ہے۔ جس کرم سے انھوں نے اُس حالت کو حاصل کیا تھا۔ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے۔ تفصیل اس طرح ہے:-

(۱) چاندرمسی دشا سے آکاشی دشا پراپت کرتے ہیں ؛

(۲) آکاشی دشا سے پینزک دشا کو پاتے ہیں ؛

(۳) وایوی دشا سے دُھومر (دھوئیں) دشا کو پہنچتے ہیں ؛

(۴) دہومر دشا سے بادلوں کے لطیف رُوپ کی حالت کو پاتے ہیں ؛

(۵) بادلوں کی حالت سے برسنے والے بادل کے ساتھ ان کے دوارا منش کے شریر میں پہنچتے ہیں۔ اور ویریہ کے ساتھ رج میں مل کر ماتا کے جسم میں حمل کی صورت حاصل کر کے اِنسانی شکل میں پیدا ہوتے ہیں ؛

شیل بھدر۔ چاندرمسی حالت کو حاصل کئے رُوحوں کے ساتھ لطیف جسم رہتا ہے یا نہیں؟ اور انہیں کثیف جسم کب پراپت ہوتا ہے؟

آتم وبھتا۔ منش کا جب تک باسنا سے چھٹکارا نہ ہو۔ شریر سے بھی چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ چاندرمسی دشا کو پراپت جیو لطیف جسم کے ساتھ ہی اس حالت کو پراپت ہوتے ہیں۔ اس حالت کو پراپت ہونے کا بھاو یہ ہے۔ کہ اُنہیں کثیف جسم بھی مل گیا ؛

شیل بھدر۔ اِس طرح تو وہ منش ہی ہو گئے۔ پھر اُن میں اور منشوں میں فرق ہی کیا رہا؟

آتم وبھتا۔ یہ ٹھیک ہے۔ اُن میں اور دیگر آدمیوں میں جسم کے

لحاظ سے کچھ فرق نہیں ہے۔ اُنہیں اعلیٰ درجہ کا انسان ہی سمجھنا چاہئے

منشوں کے بھید

پریم نیرکھ ۔ کیا منش بھی کئی طرح کے ہوتے ہیں اگر ہیں تو کتنی قسم کے؟
آتم وبنا ۔ منش تین قسم کے ہوتے ہیں :۔

(۱) اول درجہ کے منش وہ ہوتے ہیں۔ جو صرف سکھوں کا استعمال کرتے ہیں۔ اُن کے پاپ سے تعلق نہ ہونے سے اُنہیں کسی قسم کا دُکھ بھی غمگین نہیں کر سکتا۔ اُنہیں کا نام دیو ہے +

(۲) دوسری قسم کے منش وہ ہوتے ہیں۔ جو نیک کاموں کیساتھ برابر یا کم پاپ کرم بھی رکھتے ہیں۔ اور ایسے پرانی منش کہلاتے ہیں +

(۳) تیسری قسم کے منش وہ ہوتے ہیں۔ جو پاپ کا جیون رکھتے ہیں جن کے نیک کام کم یا بالکل نہیں ہوتے۔ ایسے ہی پرانی دسیو۔ راکشش اور پشاچ وغیرہ نام والے ہوتے ہیں۔ اُن میں سے شکام کرتا جیو جنہوں نے دوسری حالت کو حاصل کیا ہے :: پہلی قسم کے منشوں میں ہوتے ہیں۔ اور اُن کا نام دیو ہوتا ہے +

شیل وتی ۔ اناج کے ذریعہ جیو منش کے جسم میں کیوں پہنچتا ہے۔ بنا اُن کے ما و جسم کے کیوں نہیں پہنچا۔

اناج کے ذریعہ جیو کیوں جاتا ہے؟

آتم وبنا ۔ جسم کا پہلا علت مادی کلل رس منش شریر میں نہیں بنتا۔ بلکہ نباتات میں ہی بنا کرتا ہے۔ اسی لئے

منش شریر میں پیدا ہونیوالے اس جیو کے لئے اناج اور نباتات وغیرہ کا سہارا لینا پڑتا ہے ⁕

ہرش بردھن - جیو گربھ میں کب آتا ہے ؟

آتم وبتا - جیو ویریہ کے ساتھ پتا کے شریر کے ذریعہ ماتا کے جسم میں پہنچ کر رج سے مل کر قرار حمل کا موجب بنتا ہے اگر جیو نہ ہو - تو نہ حمل قرار پاوے اور نہ قائم شدہ حمل کی ترقی

حمل میں جیو کب آتا ہے ؟

ہرش بردھن - ایسا کیوں ہے ؟ ایک مغربی عالم نے تو یوں لکھا ہے - کہ پیدائش کے بعد بچّے میں روح اُس وقت آتا ہے - جب بچّہ بولنے لگتا ہے ⁕

آتم وبتا - جگت میں بردھی دو طرح سے ہوتی ہے - ایک بھیتر سے جیسے درخت وغیرہ کی اور دوسری باہر سے جیسے پتھّر لوہا وغیرہ - اس بھید کا سبب روح کی ہستی اور عدم ہے - جن میں جیو ہوتا ہے وہ چیزیں اندر سے بڑھتی ہیں - لیکن جن میں جیو نہیں ہوتا وہ باہر سے بڑھتی ہیں - بھیتر سے نہیں بڑھ سکتیں - گربھ کی بڑھتی بھیتر سے ہوتی ہے - اس لئے اس میں جیو کی ہستی کا ماننا لازمی ہے - یہ بات کہ بالک میں جیو اُس وقت آتا ہے جب وہ بولنے لگتا ہے - بالکل جھوٹ ہے - اس کا مطلب یہ ہے - کہ بولنے

⁕ اناج وغیرہ سہارا لینے کا مقصد یہ نہیں ہے - کہ رُوح نباتات کے قالب میں جنم لیتا ہے - بلکہ اکاش وغیرہ کی طرح اُس کا اناج یا نباتات سے صرف تعلّق ہوتا ہے - (ویدانت ۳-۱-۲۴) ⁕

پہلے جو بھی حرکات بچہ کرتا ہے۔ مثلاً ہاتھ پاؤں ہلانا۔ سانس لینا۔ کھانا پینا سونا جاگنا وغیرہ وہ سب کیا مٹی کے لوتھڑے کی ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو مٹی۔ اینٹ۔ پتھر لوہے کے جسم میں یہ سب حرکتیں ہوتی کیوں نہیں دکھائی دیتیں۔ اور اگر بولنے پر ہی جیو کا جسم میں ہونا موقوف ہو تو گونگے آدمی کو مرنے تک روح کے بغیر ہی سمجھنے کے لئے مجبور ہونا چاہئے ؛

ربیر بھدر۔ کیا پیدا ہونے والا روح پہلے باپ کے جسم میں جاتا ہے۔ اور تب ماں کے جسم میں جاتا ہے۔ یہ بات تو نئی سی معلوم ہوتی ہے ؛

جیو پہلے باپ کے جسم میں کیوں جاتا ہے ؟

آتم وینا۔ بات چاہے نئی سی معلوم ہوتی ہو لیکن شاستر پرتی پادت اور شاستر بھی ایسے۔ جنہیں رشیوں نے اپنے تجربے سے لکھا ہے۔ جیسے اُپنشد + ہر ایک آدمی کا تجربہ بھی اس کا مؤید ہے۔ یہ بات اکثر سبھی جانتے اور مانتے ہیں۔ کہ کھیت میں پڑنے سے بیج ہی اُگا کرتا ہے۔ کھیت میں اُگنے کی طاقت نہیں ہے۔ ہاں اُگنے کے لئے اس کی مدد لازمی ہے۔ جب اس طرح سے درخت کی پیدائش کا سبب بیج (ویریہ) ہی ہے۔ اور وہی اندر سے آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا درخت کے جسم کی شکل میں پہنچ جایا کرتا ہے۔ تو پھر یہ ماننے کے لئے مجبور ہونا پڑتا

+ الف۔ جیو دوائیوں کے ذریعہ ویریہ روپ ہو کر استری کے شریر میں جاتا ہے۔ چھاندوگیہ اُپنشد ۵-۱۰-۵

(ب) तेपृथ्वी प्राप्यान्नं भवन्ति तेपुनः पुरुषाग्नौ हूयन्ते ततो योषाग्नौ जायन्ते یعنی تب وہ پرتھوی کو پراپت ہو کر اناج کے ذریعہ پرش اگنی میں جاتے ہیں۔ تب استری روپ اگن کنڈ میں وہ جیو جاتے ہیں ؛ (برہدارنیک اُپنشد ۶-۳-۱ ؛

(ج) ویدانت ۳-۱-۲۶ میں بھی اس کی تائید کی گئی ہے ؛

ہے۔ کہ جیو کی ہستی بیج (ویریہ) ہی ہونی چاہیئے۔ اس لئے جیو کے پیدا ہونے کے لئے قیام حمل سے پہلے آدمی کے جسم میں آکر ویریہ کے ساتھ عورت کے جسم میں پہنچ کر رج سے مل کر حمل کے قائم ہونے کا سبب بننا ضروری ہے۔ اور دلیل اور ثبوت دونوں سے ثابت ہے ؛

حمل کی تکلیف جیو کیوں اٹھاتا ہے

شری ہرش - حمل میں جیو کا آنا ایک قسم کی سزا سمجھا جاتا ہے۔ تب اُس حالت میں پہنچے ہوئے جیو جن کے بُرے کرم نہیں ہوتے کیوں یہ تکلیف بھوگتے ہیں؟

آتم ویتا - کہا جا چکا ہے۔ کہ سُکام کرم سے مرنے جینے کا سبب باسنا منشوں میں پیدا ہُوا کرتی ہے۔ اور چاندرمسی دشا میں پہنچنے والے جیووں کے ساتھ بھی یہ پیدا شُدہ باسنا اُن کے لطیف اجسام میں نہاں رہتی ہے کرموں کا پھل ختم ہونے پر اُسی باسنا کے سبب ماں کے حمل میں آنا پڑتا ہے جس کا سبب باسنا خود اُنہی جیووں کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اس لئے نامعلوم طور سے اُن کے کرم ہی جنم لینے کا سبب ہوتے ہیں۔ اگر وہ کرموں کے پھل کی خواہش نہ رکھتے ہوتے۔ تو یہ باسنا اُن کے گلے نہ پڑتی۔ کئی کئی طرح کی باسناؤں کے سبب یہ جیو اپنی اپنی باسنا کے مطابق مختلف قالبوں میں پہنچتے ہیں۔ اور باسناؤں کے اختلاف کے سبب ہی حاصل کردہ لوکوں سے لوٹنے پر مختلف جگہوں میں جنم پر جنم لیا کرتے ہیں ؛

کتنا وقت چاندرمسی دشا تک پہنچنے میں لگا کرتا ہے

دیش پریہ - جیو کو کتنا وقت چندر ماسی دشا تک پہنچنے میں لگا کرتا ہے ؛

آتم وِدیا۔ وقت کا ناپ تول کرنے کے لئے آدمیوں نے جو وقت کے حِصّے کئے ہیں۔ چندر ماسی دِشا میں پہنچے کا اتنا تھوڑا ہوتا ہے۔ کہ اُن حصوں میں نہیں آتا ؛ *

وِدیارتھی۔ جب جیوراتری پکش شَشماہی میں ہو کر چاندرمسی دِشا کو حاصل کرتے ہیں۔ تب تو ایک برس سے بھی زیادہ اُنہیں اس حالت تک پہنچے میں لگنا چاہیئے ؛

آتم ودیا۔ دھوم راتری پکش وغیرہ وقت کی نہیں۔ اب تو پرکاش کی ماترا دکھانے کے لئے پرگت ہوتے ہیں۔ اُن کے ذریعہ آہستہ آہستہ روشنی کی ماترا ترقی پر دکھلائی گئی ہے ؛

یہ سوال جواب ابھی ختم نہیں ہونے پائے تھے۔ کہ اچانک ایک شخص نے بڑے میٹھے سُر میں بھگتی بھاو میں ڈوب کر گانا شروع کر دیا۔ آتم ودیا سمیت سبھی بیٹھے ہوئے سجنوں کا دھیان اُدھر چلا گیا۔ اور سبھی دل لگا کر اس کا گانا سُننے لگے ؛

جیون بن تو پھول سمان

پَر اُپکار سُر بھی سے سر بھِت سنتت ہو سُکھ وان۔ جیون بن
شُدھ چِت ہردے تو کھِل جا پیارے — تو بھی پرم پریم کو دھارے
سُکھدائی ہو سب کا جگ میں — پا سب سے سمّان۔ جیون بن
کٹھن کنٹکوں کے گھیرے میں — دارون دُکھدائی پھیرے میں

* ویدانت ۳-۱-۲۳ میں لکھا ہے۔ کہ آکاش آدی سے چِرکال تک سمبندھ ماننا ٹھیک نہیں ؛

پڑکر وِچلت کہیں نہ ہونا　　بننا نہیں اجان - جیون بن
شترو متر دونوں کا ہت ہو　　پاون یہ تیر اشبھ برت ہو
مدھو[۱] داتا بن سب کا پیارا　　تج کر بھید وِدھان - جیون بن
دے تو سُر بھی[۲] لوٹنے پر بھی　　پیروں تلے روندنے پر بھی
اس بدھ سے پربھو کی مالائیں　　پالے یہ یہ استھان

جیون بن تو پھول سمان

[۱] میٹھا
[۲] خوشبو

بھجن سُنکر ہر ایک ویکتی اپنی حالت پر وچار کرنے لگا - اور گمبھیرتا کے ساتھ پربھو سے پراتھنا کرنے لگا - کہ اُس کی اوستھا کا سُدھار ہو۔ رشی آتم وِدیا کی جیتاونی دینے پر پھر سنگ کا کام شروع ہوا - اور ایک دیوی نے لجاجت کے ساتھ ایک پرشن کیا۔

بسنتی دیوی - کہا یہ جاتا ہے - کہ منش جب یہاں مرتا ہے - تو مرنے کے ساتھ اس کے دو جسم ایک کثیف جسم اور دُوسرا اکاشی چھایا شریر نشٹ ہو جاتے ہیں - یعنی مرنے پر اس سے تین جوہر - ۱ - جسم - ۲ - زندگی کا سادھن روپ اکاشی چھایا شریر ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو جاتے ہیں - مرکر وہ کام لوک میں پہنچتا ہے۔ کام لوک میں اس کے پاس صرف ایک شریر جسے خواہش کہتے ہیں رہتا ہے - اور پہلے کے تین جسم نشٹ ہوکر اس نئے لوک میں اس جسم کے ساتھ باقی چار اُچیہ دریہ کام رُوپ - آتما - بُدھی اور من رہا کرتے ہیں - کام لوک سے علیحدہ ہونے پر اس علیحدگی کا نام دوسری موت ہے - وہ دیوآچن

دوسری حالت کی ایک اور تشریح

میں پہنچ جاتا ہے۔ جب پرانی کام لوک کو چھوڑتا ہے۔ تو ایک سنہری
پل جو سات سنہری پہاڑوں کے بیچ میں پڑتا ہے اُسے پار کرنا ہوتا ہے
دُوسری موت کے بعد دیواچن میں پہنچنے سے پہلے غیر مُدرک حالت ہوتی
ہے۔ لیکن دیواچن میں پہنچنے پر اُسے چیتنتا پراپت ہو جاتی ہے اور
اس طرح دیواچن جیون اوستھا ہے۔ جب وہ اسباب جو پرانی کو دیواچن
میں لے گئے تھے۔ ختم ہو جاتے ہیں۔ تب جیو کو پھر کثیف مادی دُنیا
میں آنے کی خواہش حاصل ہونے لگتی ہے۔ اور اس خواہش کے پیدا ہونے
پر اُسے پھر اس سنسار میں جنم لے کر اپنی پُرانی جنم باسناؤں سے جو ہیں
پہلے جنم میں پیدا ہو کر اُس کے کام لوک میں جانے پر نشٹ ہو کر دبی حالت
میں رہتی ہیں۔ بھینٹ کرنی پڑتی ہے۔

آتم ودیا۔ ہر ایک شخص کا طرز بیان الگ الگ ہوتا ہے۔ یہ جو
کچھ دیوکی تم نے سُنایا۔ اُس میں کچھ تو اپنشدوں کا نقطہ ہے۔ اور کچھ
سامپردائیک واد۔ سنہری پُل سے گذرنا وغیرہ آستیہ وادی بحث ہیں
لیکن ویدا چن سے لوٹنے کا منشاء چندر لوک سے لوٹنے کا ہے۔
اور پُرانی پاپ باسنا کا مطلب اُنہیں واسناؤں سے ہے جو سکام
کرم سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔ اور روح کو دوبارہ آواگمن کے چکر میں لانے
کا سبب بنتی ہیں۔ یہ اپنشدوں کی سچائی ہے۔ اور اس طرح دیکھنے
سے اس بیان اور جو کچھ ہم نے سُنایا۔ اُس میں زیادہ فرق نہیں
ہے۔ اور نتیجہ دونوں کا یقینی طور سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ ایک ہی ہے

زّننا اُپدیش دینے کے بعد آج کا سنگ ختم ہوا۔ اور سنگ ختم ہونے کے ساتھ ہی مرنے کے بعد دوسری حالت کی کتھا بھی ختم ہوئی ؛

چوتھا حصّہ
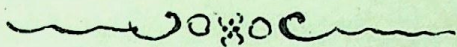
چھٹا سنگ

مرنے کے بعد کی تیسری حالت

سنگ جما ہوا ہے۔ شانتی کی ہوا چل رہی ہے۔ خوبصورت۔ سُہاونے اور خوشبودار پھولوں کی بھینی بھینی مہک باغیچی بن آرہی ہے۔ آتم وِبتا رشی کی تپو بھومی میں قدم رکھتے ہی دل خدا پرستی کی اُمنگوں سے بھر اُٹھتا ہے۔ ایشور کے راحت افزا پریم سے دل مسرور ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے کرہ ہوائی میں بیٹھے ہوئے ہر ایک نر ناری موت کی آخری حالت کا بیان سننے کو خواہشمند ہیں۔ آتم دیتا کے آنے اور بیاس گدی پر بیٹھنے پر سب کے مکھڑے خوشی کے ساتھ کھل اُٹھتے ہیں۔ دل کو اطمینان دینے والی بانڑی سے رشی نے اپنا نصیحت خیز اُپدیش شروع کیا ؛

آتم وِبتا۔ مرنے کے بعد دو حالتوں کا حال آپ سُن چکے ہیں۔ آج

مرنے کے بعد کی تیسری حالت

تیسری اور آخری حالت کی بات کہنی ہے - جو آدمی بے غرض کرم کرنے والے ہیں - اور بے غرض کام کرنا ہی انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد بنا رکھا ہے - اور جو دلی یقین کے ساتھ فرضانہ زندگی بسر کرتے ہیں - ایسے آدمی زندگی میں ہی جیون مکت کہلاتے ہیں اور جب مرتے ہیں تب آواگمن کی موت کی تبدیلی سے چھوٹ کر مکت ہو جاتے ہیں - وہ مر کر کس طریقہ سے برہم کو حاصل کرتے ہیں - اسکی تفصیل حسب ذیل ہے :- اُس کا کرم

(۱) پہلے وہ ارچشی[1] دشا کو پراپت ہوتے ہیں :-
(۲) ارچشی دشا سے آہنکی (دن کی) دشا کو
(۳) اس سے چاکشکی (شکل پکش = اجالے پاکھ) کی دشا کو
(۴) اُس سے اُترایمی شان مانکی (ششماہی کی) کی دشا کو[2]
(۵) اُس سے سمبت سری (سالانہ) پورے ورش کی دشا کو
(۶) اُس سے سُوریہ (سورج سمان) کی دشا کو
(۷) اُس سے چاندرمسی دشا کو
(۸) اُس سے ویدیوتی (بجلی کے سمان) دشا کو
(۹) اس سے برہم لوک کو پراپت کرتے ہیں ؛

اِس حالت کو حاصل کر لینا منش کے مقصد زندگی کا انتہائی درجہ

(۱) ارچشی (اگنی کی جوالا لپیٹ) - (۲) جن چھ مہینوں میں سُورج اُتر کی طرف رہتا ہے (۳) جو ترش دھونیکا - کٹھ ۲ - ۱۳ - (۴) منڈک ۲ - ۲ - ۱۰

اور مکش کی آخری حالت ہے ؀

یہ حالتیں بھی آہستہ آہستہ پرکاش کی بردھی کو پرگٹ کرتی ہیں۔ بجلی کی حالت کو حاصل کرنے کے بعد آدمی اس روشنی کو حاصل کر لیتا ہے جس پرکاش کو الوکک اور وکار رہت جیوتی کہا جاتا ہے۔ اور جس جیوتی کے حالت کے لئے کہا جاتا ہے۔ کہ وہاں۔ اگن۔ ودیوت۔ چندرماں۔ تارے سورج کا پرکاش نہیں پہنچ سکتا۔ سنسار کے جتنے بھی اُتم سے اُتم پرکاش ہیں اُن میں سے کسی کو بھی اس دویہ اور نرالی نور کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ اتنا کہکر رشی چُپ ہو گئے۔ آتم وینا رشی کے اس اُپدیش کے سننے سے سنگ میں حاضر اکثر سبھی نر ناریوں کے مکھڑوں سے چھایا ہوا گمبھیرتا کا بھاو ظاہر ہونے لگا۔ مانو اُن میں سے ہر ایک ایسی حالت کو حاصل کرنے کا خواہشمند ہے۔ کچھ دیر تک سناٹا سا چھایا رہا۔ اور جو جہاں تھا۔ بےحس و حرکت سا دکھائی دیتا تھا۔ مانو کوئی ٹس سے مس ہی نہیں ہونا چاہتا ہو یہ حالت بہت دیر تک نہیں رہی۔ آخر کو خاموشی ٹوٹی۔ اور اُپدیش کے متعلق بہت سے شکوک کے رفع کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور اس طرح سنگ میں ایک شخص بولا :-

سوریہ اور چاندرمسی دشاؤں کا بھید

اُما کانت۔ اگر یہ حالات آہستہ آہستہ روشنی کا اضافہ ہی ظاہر کرتی ہیں۔ تو سوریہ دشا کے بعد چاندرمسی دشا کیوں ہے؟ سوریہ کی روشنی تو چندرماں سے زیادہ ہوتی ہے ؀

آتم دیتا۔ بیشک سورج کا پرکاش چندرماں سے زیادہ ہوتا ہے پر دونوں کے پرکاشوں میں ایک قسم کا فرق ہے۔ سورج کا پرکاش گرم ہوتا ہے۔ لیکن چندرماں کے پرکاش میں خنکی ہوتی ہے۔ اُشنتا شانتی اور اشانتی کا مظہر ہے۔ اسی لئے چندرماں سکھ دینے والا سمجھا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ چندر کا پرکاش سوریہ کے پرکاش سے گن کی نظر سے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ اس کے سوائے یہاں چاندر مسی لفظ تارا وشیش سے ملحق حالت پر کھڑا نہیں کرتا۔ لیکن اس پرکاش کا پرکاش ہے۔ جو سوریہ کے پرکاش سے اچھا ہو۔ اسی پرکار اس سے بھی اچھے پرکاش کا دیوتک ودیوتی اوستھا ہے ؛

چندر کانتا۔ برہم لوک کیا کسی خاص مقام کا نام ہے۔ جو مکت جیووں کا مسکن سمجھا جاتا ہے ؛ برہم لوک کیا ہے ؟

آتم دیتا۔ برہم لوک کسی خاص مقام کا نام نہیں ہے۔ نہ ہی مکت جیو کسی ایک مقام خاص پر اکٹھے رہتے ہیں۔ برہم لوک کا مطلب یہ ہے۔ کہ پرانی اس اوستھا کو حاصل کر لیوے۔ جس میں اس بہت

---

* چد آہلادے۔ دھاتو سے چندر شبد سدھ ہوتا ہے۔ اسی چندرماں راحت افزا مانا جاتا ہے۔ गताः कलाः पञ्चदेशा प्रतिष्ठा देवा गच सर्वे पति देवतास। कर्माणि विज्ञानमय श्च आत्मा परऽव्यमेसर्व एकी भवन्ति॥

منڈک اپنشد میں کہا ؛ منو ۳-۲-۷

نزدیکی اور پرکرتی سے آزادی ہوتی ہے۔ برہم سے نزدیکی کا مطلب آنند
حصول اور پرکرتی سے رہائی کا مطلب دکھوں کی آزادی سے ہے۔ اِس
حالت کو حاصل کرنے والا جیو پورا آزاد ہوتا ہے۔ کسی قسم کی قید نہیں
ہوتی۔ حسب خواہش جہاں چاہے گھومتا ہے ؛

جیندر کا شا۔ کیا یہ جیو لطیف اور کارن شریر بھی نہیں رکھتے؟

کیا مکت جیو کوئی جسم رکھتے ہیں؟

کثیف جسم تو آواگمن کے قید سے آزاد ہونے پہلے ہی نہیں سکتا ؛

آتم دیبنا۔ نہیں مکت جیو (نجات یافتہ روح) کسی قسم کا جسم نہیں رکھتے
وشدھ مکت آتما ہر قسم کے مل اور وکاروں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اسی
لیے مادی بندھن اُسے دکھی نہیں کرسکتے ؛

مکت جیو کے ساتھ کیا جاتا ہے؟

ودیابھوشن۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مکت جیو
کے ساتھ کچھ بھی نہیں جاتا؟

آتم دیبنا۔ نہیں مکت جیو کے ساتھ اس کے کیے ہوئے نت کام
کرم اور حقیقی علم جاتے ہیں۔ اِن کے سوائے اور کچھ نہیں جاتا۔ انہیں کرم اور
گیان کے یوگ کا نام دھرم ہے ؛

مکتی کا سبب

اُپ ملنیو۔ مکتی گیان کا پھل ہے یا کرم کا؟

آتم دیبنا۔ نہ صرف گیان کا اور نہ صرف کرم کا بلکہ گیان اور کرم کے
مجموعہ کا پھل مکتی ہے۔ کرم کی اُپیکشا کرکے صرف گیان کا سہارا لینا
یا گیان کو نظرانداز کرکے صرف کرم کا سہارا ڈھونڈھنا دونوں منشوں کو

اندھیکار میں لے جانے والے ہیں ٭

اُپ میتھو۔ اگر مکتی گیان اور کرم کے مجموعہ کا پھل ہے۔ تو نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ اِس سے نتیجہ مکتی ماننے کی خواہش سے اکثر آچاریہ مکتی کو صرف گیان کا پھل مانتے ہیں۔ اور وہ کرم کو لاعلمی کہکر قابل ترک سمجھتے ہیں ٭

مکتی سے لوٹنا

آتم دیننا۔ مکتی صرف گیان کا پھل نہیں ہے۔ جیسا اوپر کہا جا چکا ہے۔ وید اُپنشد اور گیتا وغیرہ سبھی ست شاستر مکتی کا سبب گیان کے ساتھ کرم کو بھی سمجھتے ہیں۔ گیتا کے ایک سوال و جواب کی تفصیل سُناتے ہیں :-

ارجن کہے جنارون! اگر آپ کے خیال میں کرم سے گیان بہتر ہے۔ تو مجھے کیوں خوفناک جنگ کے لئے آمادہ کرتے ہو؟ آپ کے رلے ملے کلاموں سے تو میری عقل بھرم میں پڑتی ہے۔ یقین

٭ یعنی جیون مکت پرانی جب جسم چھوڑتا ہے۔ تب اس کی ۵ اکلائیں۔ جن میں سے تینوں قسم کے جسم بنتے ہیں۔ اپنے کارن میں اور تمہوردن اندریاں بھی اپنے اپنے کارنوں میں مستغرق ہو جاتی ہیں۔ اسطرح جب ایک ماتر ادشدھ آتما رہ جاتا ہے تب بتلاتے ہیں کہ وہ آتما کرم اور گیان کے ساتھ پرم اُدے ایشور کو بہرایت کر لیتا ہے۔

(الف) برہدارنیک میں بتلایا ہے کہ ودیا (گیان) کرم اور پورو پرگیا (بدھ گیان) جاتے ہیں (دیکھو ۴۔ ۴۔ ۲) (ب) ایش اُپنشد منتر ۱۱۔ گیان اور کرم دونوں کے ساتھ ساتھ جاننے سے کرم مرتیو کو پار کر کے گیان سے امرت کو پاتا ہے۔ (ج) دیکھو ایش اُپنشد منتر ۹) ٭

کے ساتھ ایک بات کہو۔ جس سے بھلا ہو ٭

سری کرشن۔ سنسار میں دو قسم کی شردھا ہے۔ ایک سانکھ آچاریوں کی گیان یوگ سے اُپتن اور دوسری یوگیوں کی کرم یوگ سے۔ نہ تو کرموں کے نہ کرنے ہی سے کوئی منش کرم کے پھل کو پاتا ہے۔ اور نہ تیاگ سے ہی سدھی پراپت ہوتی ہے۔ کیونکہ کبھی لمحہ بھر بھی کرم نہ کرتا ہوا نہیں رہ سکتا۔ پرکرتی کے گُنوں (ستو۔ رجس۔ تمس) سے بے قابو ہو کر سب کو کرم کرتے پڑتے ہیں۔ جو کوئی بیوقوف کرم اندریوں کو روک کر من سے اِندریوں کے وشئے کا دھیان کرتا ہے۔ وہ مِتھیا بیوہار والا ہوتا ہے۔ ہاں جو آسکتی رہت منش من سے اِندریوں کو بس میں کرکے کرم اندریوں سے کرم یوگ کا انُشٹھان بھی کرتا ہے۔ وہ خصوصیت والا ہوتا ہے نہ کرنے سے کرم کرنا بہتر ہے۔ اس لئے ہمیشہ کرم کر کیونکہ بنا کرم تو تیرا یہ جسمانی سفر پورا نہ ہوگا۔ ایشور نے آغاز میں یگیوں سمیت پرجاؤں کو اُتپن کر کے اُن کو اُپدیش دیا کہ اس یگیہ سے سب کچھ پیدا کرلو۔ یہ تمہاری دلی خواہشات کو پورا کرنے والا ہوگا۔ اس یگیہ سے تم یگیہ کے متعلقہ اگنی وایو وغیرہ دیوتاؤں کو خوش کرو۔ وہ تم کو مسرور کریں گے۔ اس طرح ایک دوسرے کو خوش کرنے سے ہی بھلا ہو سکتا ہے۔ یگیہ نہ کرکے جو منش دیووں کا حصہ نہیں دیتے بنا یگیہ سے پیدا بھوگوں کو بھوگتا ہے۔ وہ چور ہے یگیہ کرکے یگیہ کا باقی بھوجن کرنے سے منش پاپ سے چھوٹتا ہے۔ لیکن وہ منش صرف اپنے لئے ہی بھوجن بناتے ہیں۔ وہ بھوجن نہیں۔ بلکہ پاپ ہی کو کھاتے ہیں۔ انّ سے پرانی پیدا ہوتے ہیں۔ اناج بادلوں سے برسات کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ برسات یگیہ سے ہوتی ہے۔ یگیہ

کرم سے ہوتا ہے۔ کرم وید سے پیدا ہوتا ہے۔ اور وید اوناشی برہم (نِرفنا ہونے والے پرمیشور) سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس طرح سرو ویاپک ایشور یگیہ میں پرتشٹھت ہے۔ جو پرانی ایشور کے چلائے ہوئے اس چکر کے مطابق بیوہار نہیں کرتا وہ پاپی اور اندریوں کا غلام ہے۔ اس کا سنسار میں جینا فضول ہی ہے اس لئے تو کرم میں غرق ہوئے بنا خاص کوشش کر۔ اس طرح کرم جنیہ باسنا میں لپت ہوئے بنا جو منش کرم کرتا ہے۔ وہ پرمیشور کو حاصل کر لیتا ہے جنک آدی نے کرم سے ہی سدھی پراپت کی تھی۔ لوک سنگرہ پر دھیان دیتے ہوئے بھی تجھ کو کرم کرنا چاہئے٭+

آتم ویبنا۔ اس جواب سے خود یوگیراج کرشن نے صاف طور سے کرم کو ایشور پراپتی کا طریقہ بتلایا ہے۔ اور جنک وغیرہ کی مثال بھی دی ہے۔ ایسی حالت میں جو کرم کو چھوڑ کر صرف گیان کا آسرا لیتے ہیں۔ وہ اُپنشد اور ویدوں کے سوا کرشن مہاراج کی تعلیم کا بھی نرادر کرتے ہیں۔ اور اس لئے ایسے شخصوں کی بات پر دھیان نہیں دینا چاہئے۔ کرم سے دنیا بنی اور قائم ہے۔ اور سارے کام دنیا کے کرم سے ہی چل رہے ہیں۔ کرم کی بیقدری کر کے تو کوئی شخص جیسا کہ کرشن نے بھی مذکورہ بالا جواب میں کہا ہے اپنی زندگی بھی قائم نہیں رکھ سکتا٭

سنتیہ کام۔ جگت میں منشوں کا کام تو اُن کی پراربدھ سے چلا کرتا

+ یہ کرشن ارجن مکالمہ گیتا کے تیسرے باب میں تحریر ہے۔ دیکھو ۱ سے ۲۰ تک٭

ہے۔ پھر کرشن مہاراج نے یہ کیسے کہا۔ کہ منش بنا کوشش کے اپنی زندگی
بھی قائم نہیں رکھ سکتا ﴿

پرشارتھ اور پراربدھ

آتم ویتا۔ پرشارتھ اور پراربدھ کا جھگڑا زیادہ تر منشوں کی ناسمجھی
پر نربھر ہے۔ کرم کی تین حالتیں ہیں۔ (۱) جب آدمی کرم

کرم کی حالتیں

کرتا ہے۔ تو کرم کی پہلی حالت ہوتی ہے۔ اُس میں کرم کو کریمان کہتے ہیں
(۲) جب کرم کرنے کی کریمان حالت ختم ہو جاتی ہے۔ تب کرم کی دوسری
حالت ہوتی ہے۔ اس میں اس کا نام سنچت ہوتا ہے ﴿
(۳) جب سنچت کرموں کا پھل ملنے لگتا ہے۔ تب کرم کی تیسری حالت
ہوتی ہے۔ اور اس حالت میں کرم کا نام تقدیر ہو جاتا ہے ﴿
اس لئے ظاہر ہے۔ کہ تقدیر کوئی آزاد شئے نہیں ہے۔ لیکن کئے ہوئے
کرموں کی ہی ایک حالت ہے۔ اگر منش پرشارتھ نہ کرے۔ تو تقدیر بن
نہیں سکتی ﴿

کریا ہیتو۔ کیا دل کی صفائی صرف گیان سے نہیں ہو سکتی؟ کیا دل کی صفائی
کے لئے بھی کرم کی ضرورت ہے ﴿

آتم ویتا۔ ہاں دل کی صفائی بھی بنا کرم کے نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے
اُپنشد میں ایک کریا کا ودھان ہے۔ جو یگیہ اور
اُس کے بعد کی پرارتھنا سے پوری ہوتی ہے۔ اس

(ایشور پرانیتی کے معنی ایک یگیہ اور ایک پرارتھنا)

کی تفصیل اس طرح ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہو جائیگا۔ کہ کریا کلاپ
کے بنا انتہ کرن کی شدھی نہیں ہو سکتی۔ اور شدھی نہ ہونے سے بدھی

بھرشٹ ہو بڑائی حاصل کرنے میں ناقابل ہو جاتی ہے +
بھو اکا نکمشی آما وسبا کو نگیہ کرنے کی دیکشا لے کر ۱۵ دن تک
یم نیم کا پالن کرکے پرنو (اوم) اور گایتری منتر کا جپ کرے۔ پورنما
کی راتری میں نتیہ ادش دھیوں کے رس کو دہی اور شہد ملا کر ایک
برتن میں رکھے اور اس طرح گھی کی آہوتی اگنی میں دے کر شروے میں
گھی کی بچی ہوئی بوندوں کو اسی اوشدھی کے سار والے برتن میں ڈالتا
جاوے۔ آہوتی ان واکیوں سے دیوے +

(۱) جیشٹھائے شریشٹھائے سواہا	(१) ज्येष्ठाय श्रेष्ठाय स्वाहा
(۲) وششٹھائے سواہا	(२) वशिष्ठाय स्वाहा
(۳) پرتشٹھائے سواہا	(३) प्रतिष्ठाय स्वाहा
(۴) سمپدے سواہا	(४) सम्पदे स्वाहा
(۵) آیتنائے سواہا	(५) आयतनाय स्वाहा

اِس کے بعد اگن کنڈ سے ہٹ کر انجلی میں گھی کی بوند ملی ہوئی اُس رس

+ نیتی میں کہا ہے पुन जन्म कृत कर्म तद्दैवमति कथ्यते। तस्मात्त पुरुषकारेण यत्नं कुर्य्याद तन्द्रितः॥ یعنی پہلے کئے ہوئے کرموں کا ہی نام دیو (پراربدھ یا تقدیر) ہوتا ہے۔ اس لئے آدمی کو کوشش سے پرشارتھ کرنا چاہئے + * کئی دوائیاں ہیں۔ جن کے استعمال سے چت شانت ہوتا ہے۔ انہیں کا یہاں بیان کیا گیا ہے +

پرارتھنا کا طریقہ | کو لے کر اس طرح مانسک پرارتھنا کرے :-

بھگوان! آپ (اوم*) نام والے ہیں۔ جگت کی ملکیت رکھنے کے لئے آپ میں "اما" شکتی ہے۔ آپ بڑے اچھے اور سب کے مالک ہیں۔ آپ مہربانی کر کے مجھے بڑا نیک اور مالک بنا دیں۔ اس پرارتھنا کے بعد نیچے لکھے طریقہ سے آچمن کرے :-

تت سو بتر ورینیم ہے اس سے ایک - دیم دیوسیہ بھوجنم - اس سے دوسرا سرشیٹھم سرودھات مم - اس سے تیسرا - ترم بھگسیہ دھی مہی اس سے باقی سب پی لیوے ۔

جس پاتر میں آچمن کیا ہے۔ اسے شدھ کر کے اور کنڈ کے مغرب کی طرف بیٹھ کر خاموش ہر قسم کی خواہشات سے دل پاک رکھتے ہوئے ایشور کے دھیان میں مگن ہو جاوے۔ اگر یہ یکسوئی پوری ہو جاوے اور آتما ماتر روپا برہم کی "اما" (شکتی اور وبھوتی) کا انوبھو کرنے لگے تو کرم کو سپھل سمجھیں † اس طرح یہ اور دیگر ہر ایک کریائیں اپنشد اور یوگ آدی شاستروں میں ہردے کی شدھی کے لئے بنائی گئی ہیں اور صاف کہہ دیا گیا ہے۔ کہ جل سے شریر ستیہ آچرن سے من ودیا

* گمن شیل ہونے سے برہمانڈ کا نام ہے मा سے अ کے ارتھ ناپنے یا نرمان کرنے کے ہیں۔ ایشور برہمانڈ کا نرماتا ہے۔ اس لئے اس کا نام अम ہے اس کی شکتی "اما" کہلاتی ہے ۔

† چھاندوگیہ اپنشد پرپاٹھک ۵ کھنڈ ۲ پرواک ۳ سے ۸ تک

اور تپ سے آتما اور گیان سے بُدھی شُدّھ ہوا کرتی ہے ٭

سنتیہ یگیہ - مکتی کرم اور گیان کے مجموعہ کا پھل ہونے سے غیر دوامی یا معیادی ہوتی - تو پھر اس کی معیاد کیا ہے؟ اور سب مکتی شُدہ جیووں کی معیاد ایک ہی ہے - یا اُس میں کچھ اختلاف ہے

مکتی کی معیاد اور اس کے بھید

آتم ودیا - مُکتی میں داخل ہونے والے جیو پانچ جماعتوں میں منقسم ہیں - اُن کی تفصیل اس طرح ہے :-

سنکھیا	مکتشوڈنکے پد	مکتی کی ماترا	ورش وورن	سادھن
۱	وسو	۲۲۵۰ ورش ابھو راتر یا ۶ ۱/۴ برہم ورش	ایک نیل ۴۹ کھرب ۴۰ ارب ورش	رگ وید
۲	رودر	۴۵۰۰ ورش یا ۱۲ ۱/۲ برہم ورش	۳ نیل ۸۰ کھرب ۸۰ ارب	رگوید یجر وید

अद्भिर्गात्राणि शुद्ध्यन्ति ۱ دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۵ - شلوک ۱۰

मनः सत्येन शुद्ध्यति। विद्यातपोभ्यां भूतात्मा बुद्धि र्ज्ञानेन शुद्ध्यति॥

٭ ۴۳ لاکھ ۲۰ ہزار برس کی ایک چتر یُگی ہوتی ہے - دو ہزار چتر یگیوں کی ایک اہوراتری یعنی ایک سرشٹی اور ایک مہاپرلے - ۳۶۰ اہوراتری کا ایک برہم ماس - اور ایسے ۱۲ برہم ماسوں کا ایک برہم ورش - اور ایسے ۱۰۰ برہم ورشوں کا ایک پرانت کال ہوتا ہے - دیکھو چھاندوگیہ اُپنشد میں مدھو واچیہ - برہم آپاسنا جس پر کرن کا نام برہموپنشد ہے - ۱ چھاندوگیہ پرپاٹھک ۳ - کھنڈ ۶ سے ۱۰ تک ۔

سنکھیا	مکتشوؤں کے پد	مکتی کی ماترا	ورش دورن	سادھن
۳	آدِتیہ	۹۰۰۰ ورش یا ۲۵ برہم ورش	۷ نیل ۷۷ کھرب ۶۰ ارب	رگوید یجروید سام وید
۴	مرت	۱۸۰۰۰ ورش یا ۵۰ برہم ورش	۱۵ نیل ۵۵ کھرب ۲۰ ارب	چاروں وید
۵	سادھیہ	۳۶۰۰۰ ورش یا ۱۰۰ برہم ورش ایک پرانت کال	۳۱ نیل ۱۰ کھرب ۴۰ ارب	چاروں ویدوں کے پوشیدہ رمز

پراچین شال - مکتی کے اِن بھیدوں کا کارن کیا ہے ؟

مکتی کے بھیدوں کا سبب کارن کا اشارہ تو ذریعہ کے نام سے پہلے اُتر ہیں کر دیا گیا ہے - ایک شخص نے جس نے صرف ایک وید کا گیان حاصل کیا۔ اور اُسی حاصل کردہ گیان کے موافق عمل کیا۔ اس سے اس کے گیان اور کرم زیادہ ہیں۔ جس نے دو ویدوں کا مطالعہ کیا ہے - اسی طرح برابر کیجے بعد دیگرے ہر ایک جماعت میں کرم اور گیان کی ماترا زیادہ ہوتی گئی ہے۔ اسی کرم اور گیان کے ماترا بھید سے مکتی ماترائیں بھی بھید ہوتے ہیں ؛

پراچین شال - تو جن اشخاص کے گیان اور کرم تعداد میں کم تھے - اُن کی مکتی ہی کیوں ہوتی ہے ؟

آتم وید - یہ بات پہلے کہی جا چکی ہے - کہ جب منش سکام کرم جو باسنا پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ چھوڑ کر صرف نشکام کرم کرنے لگتا ہے۔ تو اس سے نہ صرف آئندہ باسنا نہیں بنتی - بلکہ پچھلی بنی ہوئیں باسنائیں بھی نشٹ ہو

جاتی ہیں - اور جنم مرن کا سبب باسنا ہی ہے - اس لئے آپاسک گیان پراپتی کے کسی درجے میں بھی کیوں نہ ہو - جس سے بھی ان کامنا کے اثر سے اس کا دل باسنا سے خالی ہو جاویگا - وہ آواگمن کے بندھن سے آزاد ہو کر مکت ہو جاویگا - اسی اوستھا میں گیان اور کرم کے مجمع کے بھید سے اس کا پھل روپ مکتی بھی بھید والی ہو جاتی ہے - اور یہی بھید اپنشد میں دکھلایا گیا ہے ❊

تنو ندھی - ادپر مکتی کے سادھنوں میں سے ہر ایک سادھن میں

> کیا مکتی کے لئے وید کا مطالعہ ضروری ہے

ایک نہ ایک وید کا مطالعہ مکتی کی پراپتی کرنے کے لئے ضروری دکھلایا گیا ہے - کیا انکا مطلب یہ ہے - کہ جنہوں نے وید نہیں پڑھے ہیں - اُن کی مکتی ہی نہیں ہو سکتی

آتم ویتا - مکتی کے لئے وید کا مطالعہ ضروری نہیں - پرنتو وید پرتپادت مکتی کے سادھنوں کا گیان ضروری اور لازمی ہے یہ گیان چاہے خود وید پڑھ کر پراپت کیا جاوے - یا وید کے مطابق گرنتھوں کے مطالعہ سے حاصل کیا جاوے - چاہے کسی ودیا پاٹھی برہم نشٹ (خدا رسی) سے پراپت کر لیا جاوے - وید کا گیان پراچین رشیوں کی پرچارن لگنتا کے کارن ساری دنیا میں پھیل چکا تھا جہاں کہیں بھی نجات کے اسباب ترکِ ایذا - جھوٹ نہ بولنا - ترک سرقہ - ترک شہوت - ترک طمع - طہارت - قناعت - ریاضت - مطالعہ کتب قدسیہ خدائی محبت - وغیرہ صفات کو دیکھو - تو سمجھ لو - کہ ان کا سرچشمہ وید ہے

اور یہ سب وید وکت گیان ہی ہے۔ اِن گنوں کا یہ سمجھے بنا بھی کہ یہ وید گیان ہے۔ اگر کوئی پالن کرتا ہے۔ تو وہ بھی ضرور مکتی کا ادھیکاری ہو سکتا ہے۔ چاہے وہ کسی دیش۔جاتی۔رنگ یا مت میں پیدا ہوا ہے ؛

ستیہ ورت۔ موت کے بعد کی دوسری گتی میں سورج کے جنوبی۔ اور تیسری حالت میں شمالی کی بات کہی گئی ہے۔ کیا اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ سورج کے شمالی ہونے کی حالت ہی میں مرنے سے نجات ہو سکتی ہے اور کسی حالت میں نہیں ؛

آتم ویتا۔ کسی حالت میں بھی پابند اصول جیو کی موت ہو۔ نجات کے قابل ہونے پر اُس کی نجات ہو جاویگی۔ دن رات پکش۔ پندرہ روزہ ششماہی وقت کے کنہیں حصوں میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں[+] ؛

ستیہ ورت۔ سات لوک جو کہے جاتے ہیں۔ وہ کون کون سے ہیں

سات لوک

اُن کا بھاو کیا ہے۔ انہیں لوکوں میں ایک برہم کہا جاتا ہے۔ جس کی کچھ بات پہلے ہو چکی ہے ؛

آتم ویتا۔ تینتیس دیوتاؤں کی گنتی میں آٹھ وسو ہیں۔ وسو اُن مقاموں کا نام ہے۔ جہاں پرانی بس سکتے ہیں۔ اُنہیں آٹھ وسوؤں کو چھ لوکوں میں تقسیم کردیا ہے۔ اُس کی تفصیل اس طرح ہے :-

---

+ (ویدانت درشن ۴-۲-۲۰)

अतश्चायनेऽपि दक्षिणे

یعنی دکشن مارگ گت (جنوب کی راہ سے گئے) مرتیو پا سک (عابد) کے مکتی روپ پھل میں بھی کوئی مشکل حائل نہیں ہے ؛

۸ وسو	۶ لوک
۱- اگن - آگ	۱- پرتھوی
۲- پرتھوی - زمین	۲- وایو
۳- وایو - ہوا	۳- انترکش
۴- انترکش - خلا - سورج زمین کے بیچ کا حصہ	۴- آدتیہ ۱-۴-۵ تینوں کے مقام میں
۵- آدتیہ - سورج	
۶- دیو - اکاش	۵- چندرماں
۷- چندرماں - چاند	۶- نکشتر
۸- نکشتر - ستارے	۷- برہم لوک

اِن میں مندکرہ بالا کی طرح آٹھ وسوؤں کے مقام میں ایک سے چھ تک لوک ہیں۔ اور ساتواں لوک برہم لوک جو وسوؤں سے باہر ہے۔ جیو انہیں سات لوکوں میں سے کسی نہ کسی لوک میں رہتا ہے۔ جب تک کہ جیو تناسخ کے قید سے نہیں چھوٹتا۔ تب تک اسے انہیں ایک سے چھ تک کے لوکوں میں رہنا پڑتا ہے۔ لیکن اس قید سے چھوٹ کر برہم کو حاصل کر کے برہم لوک باسی بن جاتا ہے۔ یہ کہا جا چکا ہے۔ کہ برہم محیط ہونے سے محیط کل ہے۔ اِس لئے اس کا کوئی خاص مقام نہیں اس لئے برہم لوک بھی کسی خاص مقام کا نام نہیں ہے۔ برہم کی پراپتی کر کے جیو آتما جب برہم آنند کو محسوس کرنے لگتا ہے۔ اُس کو برہم لوک حاصل ہوا سمجھا جانے لگتا ہے۔ انہیں سات مقاموں کے نام ایک اور طرح

سے بھی لئے جاتے ہیں۔اور وہ اس طرح ہیں:-

سپت لوک

۱۔ پرتھوی۔ بھوہ		۵۔ نکشتر۔ جنہ	
۲۔ انترکش۔ بھوہ		۶۔ آدتیہ۔ تپہ	
۳۔ چندرماں۔ سوہ		۷۔ برہم۔ ستیم	
۴۔ وایو۔ لہا ہہ			

ستیہ ورت۔ ان میں نرک لوک کا نام کہیں نہیں آیا۔

آتم ویتا۔ جلتی بھی بھوگ یونیاں ہیں۔سب نرک ہی ہیں۔ان کے سوا نرک کسی خاص مقام کا نام نہیں ہے ۔

رتن منی۔ دیویان اور پتریان کیا ہیں ؟

آتم ویتا۔ موت کے بعد دوسری حالت کو حاصل پرانیوں کے راستہ کا نام پتری یان اور تیسری حالت حاصل شدہ جیووں کے راستہ کا نام دیویان کہلاتا ہے۔یہ کوئی اس طرح کے راستے نہیں ہیں جنہیں ہم مارگ شبد سے پرتھوی پر سمجھتے ہیں۔لیکن جیووں میں آہستہ آہستہ انکی ترقی کے جو درجے ہوتے ہیں۔ اسی وکاس کرم کا نام پتری یان اور دیویان ہے ۔

تتو درشی۔کیا یہ ٹھیک ہے۔کہ منش مرنے پر بارہ دن کے بعد جنم لیتا ہے ۔ *

کیا جیو ۱۲ دن کے بعد جنم لیتا ہے

* بارہ دن کے بعد پیدا ہونے کا وچار مشتبہ ہے۔ اور ایک وید منتر

آتم درشتی - یہ کہا جا چکا ہے۔ کہ پہلی حالت حاصل شدہ پرانی مرنے کے بعد بہت جلد جنم لے لیتے ہیں۔ اور یہی بات ٹھیک ہے۔ بارہ دن کے

کے ٹھیک نہ سمجھنے کے کارن پیدا ہوا ہے۔ منتر اس طرح ہے :-

सविता प्रथमेऽहन्नग्निर्द्वितीये वायुस्तृतीय आदित्यश्चतुर्थे चन्द्रमा पञ्चम ऋतुः षष्ठे मरुतः सप्तमे बृहस्पतिरष्टमे। मित्रो नवमे वरुणो दशम इन्द्र एकादशे विश्वे देवा द्वादशे॥

यजु अ० ३९। ६।

یہ منتر تیسری حالت حاصل شدہ پرانیوں کے راستہ دیویان کا کرم بتلاتا ہے چھاندوگیہ اُپ نشد اور اس وید منتر میں بیان کردہ دیویان کا طریقہ اکثر ملتے جُلتے ہیں۔ بہت تھوڑا سا فرق ہے۔ جس سے کسی اصلی سدھانت میں بھید نہیں آتا۔ دونوں اقوال کے مقابلہ کے لئے دونوں مقامات کے راستہ کی تفصیل یہاں دی جاتی ہے :-

اُپ کے مُطابق	وید کے مُطابق
۱- آرچشی دشا	۱- سویتا
۲- آہنکی دشا	۲- آہنگنی
۳- پاکشی دشا	۳- وایو
۴- اوترائنی پانڈاسکی دشا	۴- آدتیہ
۵- سانوتسری	۵- چندرماں + رتو

بعد جنم لینے کی بات ٹھیک نہیں ہے ÷

ستیہ بادی۔ کیا دیویان کا کچھ تعلق سات لوکوں سے ہے۔

۶۔ سوری	۶۔ مردنا۔ برہسپتی۔ منترہ
۷۔ چندرمسی	۷۔ درن
۸۔ ویردتی	۸۔ راندر
۹۔ برہم لوک	۹۔ وشوے دیوا

نوٹ۔ (۱) سوتا سوریہ اور پرکاش کو کہتے ہیں یہی بھاو آرچشی دشا کا ہے۔ (۲) اہن گھنی اربھات اگن روپ دن یا دن روپ اگنی کسی پرکار سمجھ لیا جاوے۔ اگن کے ارتھ پرکاش کے ہیں۔ بھاو اہن اگنی کا دن کا پرکاش ہے اور یہ آنتکی اوستھا کا مرادف ہے ÷

(۳) وایو تیسری پاکشکی دشا کا بھاو یہ ہے۔ کہ جس میں دن کی مانند پرکاش زیادہ ہے۔ وایو کی اوستھا میں آنتکی دشا سے پرکاش زیادہ ہوتا ہے۔ وایو سکھا اگن کو اسی لئے کہتے بھی ہیں ÷

(۴) آدتیہ مہینے کو کہتے ہیں۔ اس لئے چوتھی شنماسکی دشا کی جگہ آدتیہ کا پریوگ سمانارتھک ہی سمجھا جا سکتا ہے ÷

(۵) چندرماں کے نام سے چندر درش پرسدھ ہی ہے۔ اور پریوگ ہیں بھی آتا ہے۔ اس لئے چندرماں کا ساونتسری استھانی ہونا ٹھیک ہی ہے رتوش کا بھاگ ہونے سے درشانتر گت آجاتے ہیں۔ اس لئے چندرماں رتو دونوں پانچویں ساونتسری حالت کے لئے ویدمیں پریکت ہیں ÷

یا دیو یان ان سے کوئی آزاد رہنا ہے ؛

آتم دیوتا - سات لوکوں میں سے چھ لوک تو مقامی ہیں لیکن دیو یان

(۶) منتر نا سوریہ کو کہتے ہیں - برہسپتی نام سوترآتما وایو کا ہے - اور مرت بھی
وایو ہی کو کہتے ہیں - اس لئے برہسپتی اور مرت دونو سوریہ کے سمبندھت وایو
ہوتے ہیں - سوریہ کے انترگت ہی نہیں - اسی لئے وید میں نستر + برہسپتی + مرت
یہ تینوں شبد چھٹی موری دشا کے لئے آتے ہیں ؛

(۷) ورن جل واچی ہونے سے چندرماں سے سمبندھت ہے - اس لئے ساتویں
چندرماسی دشا کے لئے وید میں ورن شبد پرکیت ہے ؛

(۸) اندر بجلی کا نام پرسدھ ہی ہے - اس لئے آٹھویں ودیوتی اوستھا کے لئے
وید منتر میں اندر شبد آنا اُچت ہی تھا ؛

(۹) وشوے دیوا سمست دویہ گنوں کو کہتے ہیں - اور یہ دویہ (الیوٹریہ) گن
جیوآتما شریروں کے سمت بندھنوں سے مُکت ہونے پر ہی آتے ہیں -
اس لئے نوین اور انتم دشا برہم لوک کے لئے وید میں "وشوے دیوا" شبد
سے پرکیت ہوتی ہے ؛

اس پرکار سے دیکھ لیا گیا - کہ تیسری حالت پاتے ہوئے دیو یان کے یاتری
جن آٹھ دشاؤں میں ہو کر اپنے مطلوبہ مقام برہم لوک کو پہنچتے ہیں - وید میں اُنہیں
آٹھ دشاؤں کا بیان گیارہ شبدوں میں کیا گیا ہے - جیسا کہ اوپر کہا گیا اُپنشد کا
انتم دھیہ برہم لوک جو نو کی سنکھیا پر آیا ہے - وہی دھیہ وید میں بارہویں سنکھیا
پر ہے - دونوں کے بھاووں میں کچھ بھی فرق نہیں ہے ؛

کی پرتھم ۸ سنستھائیں صرف اِن سنستھاسو چکے ہیں۔ سات لوکوں میں سے آخری برہم لوک جو سپت بیاہرتیوں "ستیم" نام سے ہے۔ وہی ہے۔ جو دیویان کا نردشت استھان ہے۔ اور جس کا برہم لوک ہی نام اُپ نشدوں میں بھی دیا گیا ہے؛

ستیہ ورت۔ پہلے یہ بات کہی گئی ہے کہ آتما کا برہم لوک میں سدا کے لئے نہیں ہے۔ لیکن ایک پرانت کال تک کے لئے ہے۔ تو پھر جیو وہاں سے لوٹ کر کس طرح جنم لیتے ہیں۔ کیونکہ جنم لینے کے لئے تو باسنا کا ہونا ضروری ہے۔ اور مکت جیو کے ساتھ باسنا کے ہونے کی تو کتھا ہی کیا۔ باسنا کے رہنے کا مقام چت بھی نہیں ہوتا؛

آتم دیتا۔ یہ ٹھیک ہے۔ گریہ کا دکھ بھوگ سکام کرم جنم باسنا کا نتیجہ ہے اور مکتی میں حواس باطنی نہیں رہتے۔ اس لئے باسنا تو پھر اُس کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے مکت جیو استری پُرش کے ذریعہ سرشٹی میں جنم نہیں لیتے لیکن اُن کی پیدائش جگت کے آغاز میں امیتھنی سرشٹی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جس کا بیان اگلے سنگ میں کیا جائیگا۔ اب سنگ کا وقت ختم ہو چکا ہے؛

پانچواں حصہ

ساتواں سنگ

ابھتنی سرشٹی کا ویاکھیان

سنگ جمع ہو رہا تھا۔ اسی بیچ میں تپو بن کا بےنظیر نظارہ سُندر سہاونے درشیہ اور راحت بخش ٹھنڈی ہوا چلنے سے ایک بھگت

سنگ کا آرنبھ

کے دل کو خرسند کر دیا۔ چندرماں نے پاکیزہ نیلے آسمان میں روشن ہو کر اپنی صاف روشنی کا اضافہ کر کے اس بھگت کے دل میں پیدا ہوئے بھگت پرواہ کو بھی تیزی سے پرواہت کر دیا۔ اور بھگت بے سُدھ سا ہو کر پربھو کے یش گان میں مگن ہو گیا:-

بھرمر[1] ور گنج[2] مدھر[3] ہری نام

شانتی پنج[4] بھوبھرانتی بھنج[5] کرموہن منجو[6] مدام[7]۔ بھرمر ور گنج مدھر ہری نام

سبھگ سبول سگیہ سگوچر اتّی[8] امول للام[9]۔ سکھ سبودھ سبدھی پرمودت۔

ردھی سدھی دُہو ر ودھام[10]۔ بھرمر ور گنج مدھر ہری نام۔

---

[1] بھونرا۔ [2] بول [3] میٹھا [4] ذخیرہ [5] رفع شک [6] مدھر۔

[7] ہمیشہ [8] میلا نہ ہو۔ [9] منوہر۔ [10] نشچل مقام۔

سجگ پریم مے نر جگ چھیم مے انتوئیٹے گن دھام
دُرت دُوش دُرد تی دُر آگرہ دوودھا دُوندھ درام
بھرم وگرنج ملدھ ہری نام

بھگت کا بھاؤ نا پُورن گان سُن کر سنگ میں بیٹھے نر ناری پرسن ہو اُٹھے۔ اور سبھی کے دلوں میں قدرے ہی کیوں نہ ہو۔ پربھو کے پریم اور بھگتی کے بھاؤ زندہ ہو گئے۔ جب سنگ میں اس طرح بھگتی کا وایو پرواہت ہو رہا تھا۔ اسی بیچ میں سب کا دھیان آتم دیتا رشی کو آتا دیکھ کر اس طرف ہو گیا۔ رشی سنگ کے ذریعہ دی ہوئی باعزت بیاس گدی پر براجمان ہوئے۔ اور نر ناریوں کو کتھا امرت پان کا آرجھبات کے مثل اُپدیش سُننے کا خواہش مند دیکھ کر اپنا ویاکھیان شروع کیا:۔

آتم ویتا۔ جگت کی رچنا دانائی کے ساتھ ہے۔ جگت کے شروع (ایتھنی سرشٹی) میں جو آدمی اور پشو پکشی اُتپن ہوتے ہیں۔ اُن کی پیدائش کا کرم اور ہے۔ اور اسی کرم کا نام ایتھنی سرشٹی کی پیدائش ہے۔ سنسار کی پہلی نسل ہمیشہ بنا ماتا پتا کے ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد پیدائش کا نام میتھنی سرشٹی ہے۔ میتھنی سرشٹی وہ ہے۔ جو ماتا اور پتا کے میل سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ کس طرح پیدا ہوتی ہے؟ اس کا طریقہ کیا ہے۔ اسی کا آج ویاکھیان کرنا ہے۔

۱۔ تین لوک ۲۔ بے باپ بے پیمود۔ ۳۔ بدچلنی ۴۔ ہیٹھی ۵۔ دوطرفی۔ ۶۔ چرندے۔ ۷۔ پرندے۔

پرانیوں کی اتپتی چار طرح

پرانی جو جگت میں پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کی پیدائش چار طرح سے ہوتی ہے۔ اور اسی پیدائش کے کرم سے اُن کے نام جرایوج جو جھلی سے انڈج - جو انڈے سے سویدج جو پسینے وغیرہ سے اُدبھج جو پرتھوی پھاڑ کر پیدا ہوتے ہیں۔ اُن میں سے آخری دو کی تو ہمیشہ ایتھنی سرشٹی ہوتی ہے - اور پرتھم دو کی ایتھنی اور میتھنی دونوں طرح کی سرشٹی ہوا کرتی ہے۔ ایتھنی سرشٹی کا کرم اس طرح ہے :-

ایتھنی سرشٹی کا کرم

استھول جگت کی پیدائش کا سوترپات اکاش (ایتھر ETHER) سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد کرم سے وایو۔ اگن اور جل اور پرتھوی پیدا ہوتے ہیں۔ پرتھوی سے نباتات۔ نباتات سے انّ انّ سے ویریہ۔ اور ویریہ سے انسان پیدا ہوتا ہے - یہاں ویریہ سے مطلب رج اور ویریہ دونوں سے ہے۔ یعنی دونوں کی پیدائش انّ سے ہوتی ہے - پرانی چاہے ایتھنی سرشٹی ہو چاہے میتھنی - دونوں میں رج اور ویریہ کے میل سے ہی پیدائش ہوا کرتی ہے - میتھنی سرشٹی میں رج اور ویریہ کے ملنے اور قرار حمل کا مقام ماتا کا پیٹ ہوتا ہے۔ لیکن ایتھنی سرشٹی میں اس میل کی جگہ ماتا کے پیٹ سے باہر ہوتی ہے - پرانی شاستر کے وِدوان بتلاتے ہیں - کہ اب بھی ایسے جنتو پائے جاتے ہیں کہ جن کے رج اور ویریہ ماتا کے پیٹ سے باہر ہی ملتے ہیں - اور اُنہیں سے بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اُن کی کچھ ایک مثالیں نیچے دی جاتی ہیں :-

دیکھو تیتریہ اُپ نشد برہما نند بلی کا پرتھم انوواک

ایسے جنتوؤں کی مثالیں جن میں رج اور ویریہ کا میل باہر ہوتا ہے

(۱) سمندروں میں ایک قسم کی مچھلی ہوتی ہے۔ جن کی مادہ مچھلیوں میں مقررہ موسم میں بہت مقدار میں رج کن یعنی OVA پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اسی قسم کی نر مچھلی کے بیضوں میں جو پیٹ کے نیچے ہوتے ہیں۔ ویریہ کن ٭ جب مادہ مچھلی انڈے دینے کے لئے رج کنوں کو جو ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ جل کی تہ میں جہاں ریتلی اور پتھریلی زمین ہوتی ہے۔ گراتی ہے تو جلد ہی نر مچھلی وہیں پہنچ کر انہیں رج کنوں پر ویریہ کنوں کو چھوڑ دیتی ہے جس سے پیٹ کے باہر ہی گربھ کی استھاپنا ہو کر انڈے بننے کا کام شروع ہو جاتا ہے ٭

دوسری مثال۔ ایک قسم کے مینڈکوں کی ہے۔ جو اسی طرح رج اور ویریہ باہر چھوڑتے ہیں۔ باہر ویریہ کن چھوڑتے وقت نر مینڈک مادہ مینڈک کی پیٹھ پر اس طرح بیٹھ جاتا ہے۔ جس سے مادہ کے چھوڑتے ہوئے رج کنوں پر ویریہ کن گرتے جاویں۔ اور ایک طرح سے اُن کے بھی پیٹ سے باہر ہی انڈے بنا کرتے ہیں۔ جن مینڈکوں کے انڈے ماتا کے پیٹ میں بنتے ہیں۔ اُن کے لئے پرانی شاستر کے ودوانوں کا کتھن ہے۔ کہ وہ پرنالی ابھی تک سمجھ میں نہیں آئی کہ کس طرح مادہ کے پیٹ میں انڈے بننے کے ارتھ بنا جُفتی کے ویریہ کن پہنچ جاتے ہیں ٭

۳۔ ایک قسم کا کیڑا جسے ٹیپ ورم کہتے ہیں۔ اور جو مویشیوں کی بھیتر یا چھن کریا کی نالی میں پایا جاتا ہے۔ بیس ہزار انڈے ایک ساتھ دیتا ہے۔ ایک انڈے

میں سے جب گرٹ نکلتا ہے۔ تو اُس کا ایک ماترِ سُنر ہو کون کیساتھ جُڑا ہُوا ہوتا ہے۔ اُن ہوکوں کے ذریعہ وہ انتوں کی رشیمش مک کلا سے جُڑ جاتا ہے۔ اور اُسے سنرے سٹریر یکت ہوتا ہے۔ جو شیگھر ہی مختلف حصّوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور وہ آہستہ آہستہ مقدار اور شکل میں بڑھتے جاتے ہیں۔ ہر ایک حصّہ میں پُرش استری کے پیدائشی عضو ہوتے ہیں۔ جن سے خود بنا کسی باہری امداد کے حمل قرار پاتا ہے۔ اور کُچھ وقت کے بعد پُرانے حصّے جُدا جدا ہو کر آزاد کیڑے بن جاتے ہیں ٭

(۴) کچھ ایک مکھیوں میں حمل قرار پانے کے کام سانس کے ذریعہ پُورے ہوتے ہیں ٭

(۵) کچھ ایک خاص طرح کی چیونٹیاں حمل قرار پانے کے وقت کیتنے نر چیونٹوں سے حاملہ ہوتی ہیں۔ نر چیونٹی فوراً مر جاتی ہے۔ مادہ چیونٹی ہر ایک نر کے ویریہ کنوں کو محفوظ رکھتی ہے۔ اور پھر بنا نر چیونٹی سے ملنے کے کم سے کم گیارہ ورش تک برابر ایک کے بعد دوسرا انڈا دیتی رہتی ہے ٭

اِن مثالوں سے یہ بات اچھی طرح سمجھی جا سکتی ہے۔ یہ ناممکن نہیں ہے۔ کہ رج اور ویریہ کا ملاپ ماتا کے پیٹ سے باہر ہو۔ اور اس سے براہی کی پیدائش ہو سکے۔ اسی طریقہ کے مطابق امیتھنی سرشٹی میں رج اور ویریہ کا میل ماتا کے پیٹ سے باہر ہو کر ایک

جھلی† میں محفوظ بڑھتا رہتا ہے۔ اور جب پرانی اس باہری حمل میں اتنا بڑا ہو جاتا ہے۔ کہ اپنی حفاظت آپ کر سکے۔ تب اس جھلی کے پھٹ جانے سے پرانی پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام امیتھنی سرشٹی کے ذریعہ پرانیوں کا جوانی کی حالت میں پیدا ہونا ہے ؀

امیتھنی سرشٹی کا کام اچھی طرح سے سمجھا جا سکے۔ کہ کس طرح

ایک ٹیسٹ کی مثال

بنا پرانیوں کی کوشش کے رج اور ویریہ کا باہم ملاپ اور پرانی کے مضبوط اور خود کام کرنے کے لائق ہونے پر جھلی کا پھٹ جانا وغیرہ خلاف قاعدہ طریقہ سے ہو جایا کرتے ہیں۔ اس کے لئے مثال دی جاتی ہے ؀

سودرشن نام کی بوٹی کو اکثر لوگ جانتے ہیں۔ کانوں کے روگ کے علاج کے لئے اس کا عرق کانوں میں ڈالا جایا کرتا ہے۔ جب اس بوٹی کی پتیوں میں کیڑے لگنے والے ہوتے ہیں۔ تب اس کو غور سے دیکھنا چاہیئے۔ ایسا دیکھنے سے ظاہر ہوگا۔ کہ ایک کالے رنگ کی کوئی چیز سودرشن کے پتے پر کہیں سے آ کر پڑتی ہے۔ جو اس پتے کو پکڑ لیتی ہے۔ یہ چیز کہاں سے اور کس طرح آ جاتی ہے۔ یہ ابھی معلوم نہیں ہو سکا۔ دو ایک دن وہ چیز پتے پر باہر رہتی ہے۔ اس کے بعد کسی نامعلوم طریقے سے پتے کے بیچ آ جاتی ہے۔ اس وقت تک صاف

---

† سنسکرت میں اس جھلی کو जरायु [illegible] یا جرایو کہتے ہیں۔ اور اسی جرایو کے ذریعہ پیدا ہوئے منش وغیرہ پرانی جرایوج کہلاتے ہیں۔

طور پر معلوم ہوتا رہتا ہے۔ کہ وہی کالی چیز جو پہلے پتے کے اوپر تھی
اب پتے کے دو پتلی اور موٹی تہوں کے بیچ میں آگئی ہے۔ کچھ دنوں کے
بعد وہ اس طرح سے پتے کے بیچ میں آجاتی ہے۔ کہ اب وہ باہر سے
دکھائی تو دیتی نہیں۔ لیکن یہ صاف معلوم پڑتا ہے۔ کہ پتے کے بیچ میں کوئی
چیز موجود ہے۔ اب آہستہ پتے کے اندر سے یہ چیز لمبائی میں بڑھتی جاتی
ہے۔ اور لگ بھگ دو انچ کے لمبی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد کام اندر
ہی اندر ہوتا ہے۔ اور آخر میں کئی دن کے بعد وہ پتہ پھٹ جاتا ہے۔
اور اُس میں سے ہرے رنگ کا ایک لمبا اور گول کیڑا جس کی لمبائی میں دو
سنہری لکیریں ہوتی ہیں نکل آتا ہے۔ ان سنہری لکیروں سے کیڑے کی
لمبائی تین برابر کے حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ یہ کیڑا اب اچھی طرح
سُدرشن کی پتیاں کھا کر اپنے کو زندہ رکھتا ہے۔ لیکن پودے کو تباہ کر دیتا ہے
اب اسی کیڑے کو ایک بکس میں جس کے اوپر شیشہ لگا تھا رکھا گیا

ایک اور امتحان

اور اُس کے کھانے کے لئے سودرشن کی پتیاں رکھ دی
گئیں۔ کئی تبدیلیوں کے بعد کچھ دن گذرنے پر اُس کیڑے کے تینوں حصے
علیحدہ علیحدہ تین تتلیوں کی شکل میں ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہونے پر جب
بکس کھولا گیا۔ تب وہ تتلیاں بہت صفائی سے بکس کھلتے ہی اُڑ گئیں۔
یہ جانچ جسے جو کوئی بھی چاہے کر سکتا ہے۔ امیتھنی سرشٹی کی ہر ایک
الوکک باتوں پر روشنی ڈالتا ہے۔ کہ کس طرح وہ سب کام قدرتی قوانین
کے ذریعہ ہو جاتے ہیں۔ یہ امیتھنی اور میتھنی سرشٹی کا کرم ٹھیک دکھیا تک

اور اسی طرح سے ہے۔ جیسے کھلونے بنانیوالے پہلے سانچہ بنا لیتے ہیں۔ اور اُس کے بعد اُسی سانچے سے اپنے کھلونے ڈھال لیا کرتے ہیں۔ ایلیتھنی سرشٹی کی ہر ایک یونی سانچے کی طرح ہے۔ اور اُس کے بعد میتھنی سرشٹی اُسی بنے ہوئے کھلونوں کی طرح ہے اِس طرح دیکھ لیا گیا کہ مکت جیو جو دُنیا میں لوٹ کر پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کو ماتا کے حمل میں آکر حمل کا دُکھ نہیں بھوگنا پڑتا۔ لیکن اُس کے بعد ماتا کے حمل کے ذریعہ پیدائش کے لئے باسنا کی اپیکشا ہوتی ہے امیتھنی سرشٹی میں پیدا ہونے کے لئے باسنا کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہوتی

سانچے کی مثال

ستّبہ شنبل۔ مُکتی کی معیاد کا آغاز تو اُسی وقت سے ہوتا ہوگا۔ جب سے کسی کی مکتی ہوتی ہے۔ پھر کیسی ضروری ہے۔ کہ مکت جیو کا جنم سرشٹی کے شروع ہی میں ہو۔ اگر مکتی کی معیاد بیچ میں سرشٹی کے ختم ہوگی۔ تو اُسے اُسی وقت جنم بھی لینا پڑے گا۔

آتم وینا۔ مکتی کی معیاد دن رات سرشٹی اور مہا پرلے کی شمار کے حساب نیت ہے۔ اس اہوراتری میں مکتی ہوتی ہے۔ چاہے وہ کسی وقت کیوں نہ ہو۔ وہ اہوراتری کی ایک سنکھیا مانی جاتی ہے۔ ایسی حالت میں سرشٹی کے بیچ میں کبھی مکتی کی معیاد سماپت نہیں ہوتی۔
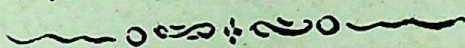
چھٹا حصّہ

نجات کا سرور

سُوکشم ورشٹی ۔ نجات میں جیو کس طرح کا سرور حاصل کرتے ہیں ؟

آنند کے بھوگ کی قسم

آرتم ویشنا ۔ دُنیا میں نجات کے سرور کی مثال دیے جانے کے لائق چیز "سُکھشپتی" (گہری خواب) کی حالت ہے ۔ خوابِ غفلت میں جس پر کار ہنش جسمانی قیدوں سے آزاد سا ہوتا ہے اور ایک ناقابل خوشی کا احساس بغیر اِندریوں سے کام لئے آتما ہے کیا کرتا ہے ۔ اُسی طرح کا بلکہ اُس سے بھی اعلےٰ درجہ کی خوشی اس کے قرب الٰہی میں آکر ہوتی ہے ۔ جب وہ نجات حاصل کر لیا کرتا ہے وہ مکت جیو جس جس مقام یا چیز یا اور بھی جس جس طرح کی خواہش کیا کرتا ہے ۔ وہ سب اُس کے ارادے ہی سے اُسے حاصل ہو جاتے ہیں ۔ وہ اگر خواہش کرتا ہے ۔ کہ پِتر لوک کو حاصل کرے ۔ وہ اگر کامنا کرے کہ ماتری لوک بھراتری لوک ۔ سوسر لوک یا متر لوک * کو حاصل کرے ۔ تو سنکلپ ماتر سے ہی یہ سب اُسے حاصل ہو جاتے ہیں ۔ وہ اگر گندھ

* پِتری ۔ ماتری ۔ بھراتری لوکوں وغیرہ کی کامنا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ دُنیا میں جس ماتا پِتا وغیرہ کو اپنا جنم دانا یا رشتے دار سمجھتا تھا

(بو) مالا۔ ان۔ پان۔ گیت (گانا) بجانا وغیرہ چیزوں کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ تو خواہش کرنے سے ہی اُنہیں یہ سب حاصل ہو جاتے ہیں۔
ان اناج وغیرہ چیزوں کی کیا اُس مکت جیو کو ضرورت ہوتی ہے؟
ایسی بات نہیں ہے۔ یہ بیان صرف جیو کی طاقت۔ کہنے اور غرض سے ہے۔ یعنی مکت جیو سواچّھا چاری (اپنی خواہش کا مالک) ہوتا ہے۔ وہ جیو کی حد میں رہتے ہوئے جو چاہے کرسکتا ہے۔ لیکن اس قسم کے کام وہ کرتا نہیں ہے۔ کیونکہ ان سے اس کا کوئی مطلب نہیں رہتا۔ یہاں پھر سوال و جواب لکھا جاتا ہے۔ اس سے اس پر اچھی روشنی پڑے گی:

ایک سوال جواب

جنک (یاگیہ ولکیہ سے) آپ مجھے موکش کے متعلق اُپدیش دیں
یاگیہ ولکیہ۔ (انیک شنکائیں دینے کے بعد مُکت جیو کا بیان کرتے ہیں) مُکت جیو مکتی کی حالت میں نہ دیکھتا۔ نہ سُونگھتا۔ نہ چکھتا۔ نہ بولتا۔ نہ سُنتا۔ نہ منن کرتا۔ نہ چھوتا۔ نہ اندریوں کے ذریعہ

اُنہیں حاصل کرے۔ کیونکہ یہ ممتا کا خیال تو اب اُس کے پاس ہی نہیں ہے بلکہ یُوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ جب تک اس خیال کو نشٹ نہ کردیوے۔ تب تک کوئی مکتی ہی حاصل نہیں کرسکتا۔ ان لوکوں کو حاصل کرنے کا بھاؤ پتری بھاو۔ وشو ماتر بھاو۔ وشو بھراتری بھاو وغیرہ سے ہے:
دیکھو چھاندوگیہ اُپنشد پرپاٹھک ۸ کھنڈ ۲:
برہدارنیک اُپنشد ادھیائے ۴۔ براہمن ۳۔ کھنڈ کا ۱۶ تھا ۲۴ سے ۱۳ تک:

کچھ جانتا۔ یہ سب اس لئے نہیں کہ مکت جیو میں یہ طاقتیں نہیں۔ اس میں یہ طاقت سدا ہی رہتی ہے۔ کیونکہ جیو کی طاقت دوامی اور لازوال ہے۔ لیکن وہ دیکھنا۔ سونگھنا۔ چکھنا وغیرہ نہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ نجات میں جیو کو یہ اور اسی قسم کے اور سامرتھ حاصل رہتے ہیں جس سے اُن میں یہ یوگیتا ہوتی ہے۔ کہ وہ کسی چیز کو اپنے سے مختلف یعنی ابراپت نہیں سمجھتا۔ جہاں اپنے سے مختلف حاصل ہونے والی چیزیں ہوں وہاں انّیہ انّیہ کو نہ دیکھے۔ انّیہ انّیہ کو سونگھے۔ انّیہ انّیہ کا ذائقہ لیوے۔ انّیہ انّیہ سے سُنے۔ انّیہ انّیہ کا منن کرے۔ انّیہ انّیہ کو چھوے۔ انّیہ انّیہ کو جانے ٭

آتم ویتا۔ یاگولکیہ کے جواب سے صاف ہے۔ کہ جیو کو مکتی میں جیو کی ممکن طاقتیں حاصل رہتی ہیں۔ لیکن وہ اُنہیں اس قسم کے کام میں خرچ نہیں کرتا۔ کیونکہ اُسے ان سبھی سے بڑھ کر اعلیٰ قسم کا سرور حاصل رہتا ہے۔ پھر وہ ان تُچھ وسیلوں کی طرف کب دھیان دے سکتا ہے ٭

پریم رس۔ مکتی کا سرور اعلیٰ قسم کا بتلایا جاتا ہے۔ کیا آپ کرپا کر کے کچھ ایسا اُپدیش کریں گے۔ جس سے اُس کی علویت کا کچھ قیاس کیا جا سکے ٭

آنند بھان

آتم ویتا۔ شاستر کاروں کے مکتی کے سرور کے متعلق کچھ روشنی ڈالی ہے۔ اس کا مختصر بیان شاستروں اور اپنشدوں کے مطابق حسب ذیل ہے :۔

تیتری اپنشد انوسار برہمانند بلی انوواک ۸	شت پتھ برہمن انوسار دیکھو ۱۴-۷-۱-۳۱	برہدارنیک اپنشد کانو شاکھا کے انوسار دیکھو ۱۴۳۳۲
(۱) منشوں کے ۱۰۰ آنند منش گندھرو کے ایک آنند کے سمان	منش کے ۱۰۰ آنند پترجن لوک کا ایک آنند	منشوں کے ۱۰۰ آنند پترجن لوک کے ایک آنند کے
(۲) منش گندھرووں کے ۱۰۰ آنند۔ دیو گندھرووں کے آنند کے برابر	.. ..	.. ..
(۳) دیو گندھرووں کے ۱۰۰ آنند۔ پترچرلوک کے ایک آنند کے برابر	.. ..	.. ..
(۴) پتروں کے ۱۰۰ آنند = آجانج دیو کے ایک آنند	پترجت لوک کے ۱۰۰ آنند برابر کرم دیو کے ایک آنند کے	پترجت لوک کے ۱۰۰ آنند گندھرو کے ایک آنند
(۵) آجانج دیووں کے ۱۰۰ آنند = کرم دیووں کے ایک آنند	.. ..	کے ۱۰۰ آنند برابر کرم دیو کے ایک آنند کے ..
(۶) کرم دیووں کے ۱۰۰ آنند = دیووں کے ایک آنند کے	کرم دیووں کے ۱۰۰ آنند = دیووں کے ایک آنند کے	کرم دیووں کے ۱۰۰ آنند = آجانج دیو کے ایک آنند کے

(۷) دیوتاؤں کے ۱۰۰ دیوتاؤں کے ۱۰۰ آنند = ″ ″
آنند = اِندر کے ایک گندھرو کے ایک ″ ″
آنند کے آنند کے ″ ″
(۸) اندر کے ایک آنند = ″ ″ ″
برہسپتی کے ایک آنند ″ ″ ″
(۹) برہسپتی کے ایک گندھرووں کے ۱۰۰ آنند آجانج دیوتاؤں کے
آنند = پرجاپتی کے پرجاپتی کے ایک ۱۰۰ آنند = پرجاپت
ایک آنند آنند کے کے ایک آنند کے
(۱۰) پرجاپتی کے ۱۰۰ پرجاپتی کے ۱۰۰ آنند پرجاپتی کے ۱۰۰
آنند = برہم کے = برہم کے ایک آنند آنند = برہم کے
ایک آنند کے کے ایک آنند کے

اس تفصیل میں آئے ہوئے سروروں کو ٹھیک ٹھیک سمجھا جا سکے۔ اس لیے اس کی کچھ تفصیل یہاں دی جاتی ہے :-

(۱) منش - جو شخص جوان نیک چلن - عالم وید - مضبوط قوی - حاکم اور طاقتور ہو اور جس کے آدھین دھن دھانیہ سے پورن پرتھوی بھی ہو۔ وہ آدرش منش سمجھے جا سکے - یوگیہ ہوتا ہے - ایسے شخص کو جو سکھ حاصل ہوتا ہے - اس سب سکھوں کے ماتر اسکا نام ایک آنند ہے ؛

(۲) منش گندھرو - منش کے ساتھ گندھرو + صفت جوڑنے کا بھاو

+ کہیں کہیں کسی لیکھک نے گندھرووں کا مقام گندھرو لوک آکاش کو لکھا

یہ ہے۔ کہ منشوں کی سنکھیا ابھی بیان کردہ نمونہ کی پورتی کے ساتھ منش میں یہ یوگیتا اور بھی ہو۔ کہ شام گان کے دوارا ایشور اپاسنا میں مگن رہتا ہو ؂

(۳) دیو گندھرو۔ منشوں کے تین بھید ہوتے ہیں۔ ادنیٰ، متوسط اور اعلیٰ۔ اعلیٰ منش وہ ہوتے ہیں۔ جنہوں نے یوگا بھیاس کے ذریعہ دویہ گنوں کو حاصل کیا ہو۔ ایسے ہی منشوں کا نام دیو ہوتا ہے۔ منش شبد عام طور پر متوسط درجہ کے پرشوں کے لئے استعمال ہوتا ہے ادنےٰ پرش ائسر۔ پشاچ۔ وغیرہ وغیرہ شبدوں سے پکارا جاتا ہے دیو گندھر کا بھاو رکھنے والا اعلیٰ منش گندھرو ہے ؂

(۴) چرلوک پتر۔ پتر (پتری) شبد کے ارتھ محافظ کے ہیں۔ جو لوگ وید ودیا اپنے خاندان۔ اپنے دیش۔ اور جاتی کی حفاظت میں ہمیشہ مستعد رہتے تھے۔ اُن کا نام ویدکال میں پتر ہوتا تھا۔ ماتا پتا کے سوا انیہ پرشوں کے لئے یہ شبد بزرگی کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ چرلوک کی خصوصیت اس لئے لگائی گئی ہے۔ کہ عرصہ دراز تک پتروں کی پراپتی سمجھی جاوے موت کے بعد دوسری حالت کو پہنچنے والے پرانیوں کا نام بھی پتر

ہے۔ پہلے تو سبھی پرانی آکاش میں ہی رہتے ہیں۔ زمین بھی جس پر منش رہتے ہیں۔ آکاش میں ہی قائم ہے۔ اس کے برخلاف گندھرو نام سورج کی کرنوں کا بھی ہے۔ اور گندھرووں کے آکاش میں رہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ سورج کی کرنیں آکاش میں رہتی ہیں ؂

ہی ہوتا ہے ⁂

ویرہری۔ پترؔوں کو دیوگندھروں سے فضیلت کیوں دی گئی ہے ؟

آتم دیتا۔ اِس کا سبب یہ ہے۔ کہ منش گندھرو اور دیوگندھرو سب کچھ اپنے لئے ہی کرتے ہیں۔ لیکن پترؔ دوسروں کی حفاظت اور خدمت کرتے ہیں۔ جس کا نام پر اُپکار ہے۔ اسی لئے اُن کا درجہ اُن پرشوں سے جو صرف اپنے لئے ہی جیتے ہیں۔ اونچا ٹھیرایا گیا ہے ⁂

(۵) **اجانج دیو**۔ اجان نام "دیولوک" یا ایسے مقامات کا ہے۔ جہاں دیووں (اعلیٰ درجہ کے منشوں) کا مسکن ہو۔ ایسے مقامات سے پیدا ہونے والے پُرش آجانج کہلاتے ہیں۔ نیک پرشوں۔ نیک پریوار وغیرہ سے پیدا ہونا نیک کرموں کا ہی پھل ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے پُرش بھی دیو کوٹی میں ہی رکھے جاتے ہیں ⁂

آنند پال۔ اگر آجانج کہلانے والے پرش اپنے "انوروپ کرم" نہ کریں تو کیا وہ تب بھی دیو ہی سمجھے جاویں گے ؟

آتم دیتا۔ جس پُرش کے آتم سنسکار ہوں اور پیدا بھی وہ دیووں کے درجہ میں ہوا ہو تو بہت کم امکان ہے کہ اُس کے کرم اس کے مطابق حسب خواہش نہ ہوں۔ کیونکہ آتم سنسکار والے پرانی صحبت میں پڑ کر بھی بگڑا نہیں کرتے ہیں۔ لیکن مثال کے طور پر اگر مان لیا جاوے کہ اُس کے کرم اُس کے انوروپ نہ ہوں۔ تو وہ آجانج "دیو" نہ کہلا سکیگا۔ یہ پرشکار تو آنند کے شمار کا ہے۔ آنند کے شمار میں بڑے پرشوں کا داخلہ ناممکن ہے ⁂

۶- کرم دیو- جو اپنے کرموں سے دیوتو پراپت کرتے ہیں- کرم دیو ہیں۔
۷- دیو- دِو یہ گُن یکت-
۸- اندر دیووں کا اگوا (نیتا) لیڈر ؛
۹- برہسپتی- دیووں کا اُپدیشٹا یا شکشک (واعظ یا ناصح) ؛
۱۰- پرجاپتی- دیووں کا سمراٹ (چکرورتی راجہ) شہنشاہ +

اِس تفصیل سے صاف ظاہر ہے- کہ جگت میں سب سے اونچا درجہ پرجاپتی کا ہے- اور پرجاپتی کو جو سُکھ حاصل ہے- اس سمست سُکھوں کو پرجاپتی کا ایک آنند کہتے ہیں- ایسے آنند کو سو گُنا کیا جاوے- تو وہ برہم کے ایک آنند کے مُطابق ہوگا- اس قسم کے بے شمار آنند برہم کو حاصل ہیں- اور اُنہیں میں سے کچھ ایک آنند مکت جیو حاصل کر لیتا ہے

آنند اسند- مُکت جیو کے آنند کی جو مذکرہ بالا تشریح ہے- یہ تشریح ہر ایک آنند کی پیمائش کر کے دی گئی ہے ؛

آتم وبھتا- یہ تفصیل قیاسی اور صرف مکتی کے آنند کو لاثانی دکھلانے کے واسطے دی گئی ہے- اور تفصیل سے یہ منشاء بڑی خوب صورتی سے پورا ہوتا ہے- جگت میں سب سے بڑا سُکھ پرجاپتی کا اعلیٰ آنند ہے- اور پرجاپتی کے آنند کے سو گنے کے برابر جگت میں کوئی آنند ہی نہیں ہے- اور یہ سو گُنا آنند مُکتی کے آنند کا صرف نمونہ ہے اس سئے مُکتی کے آنند کا لاثانی ہونا صاف ظاہر ہے ؛

مُکتی کے آنند کی خصوصیت کا سبب	پرجا بندھو- مُکتی کے اس آنند

کی خصوصیّت کا سبب کیا ہے ؟

آتم ویتا - (۱) پہلا اور خاص سبب تو یہ ہے - کہ آتما کو اوم پرواچیہ سچدانند سروپ برہم وید دوارا حاصل ہوتا ہے - جو بے سہاروں کا عمدہ سہارا - بے وسیلوں کا بھروسہ - بے مدد اور غریبوں کا بھائی اور دوست - عابدوں کا محافظ اور جس کی نرالی ہستی کا قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا - کیا یہ کم بلکہ شننا ہے - کہ اُس میں ماتا کا پریم - پتا کی سی حفاظت - گرو کی شفقت - دوست کی محبّت - بھائی کی برادر نوازی راجہ کا انصاف - احبابوں کی دیالتا - وغیرہ گنوں کا - جن کی کوئی تعداد نہیں - اور جو کسی طرح سے بھی شمار میں نہیں آسکتے - مجموعہ ہے ؛

(۲) دُوسرا سبب یہ ہے - کہ پرانی اپنی نہائت پیاری چیز آزادی کا اُسی مقدار میں استعمال کرتا ہے - جتنی یا جس سے زیادہ مقدار میں اُسے وہ اور کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا ؛

اُپ میئو - رُوح آزادی کا تو ایک حد تک زندگی میں جسم رکھتے ہوئے بھی استعمال کرتا ہے - تو اس اور موکش کی آزادی میں صرف تھوڑا سا فرق ہی کہا جا سکتا ہے ؛

آتم ویتا - تھوڑا سا بھید نہیں - بلکہ بڑا بھی کا بھی فرق ہے - جسم رکھتے ہوئے پرانی جس آزادی کا استعمال کرتا ہے - وہ آزادی نیم قید کی آزادی کی مانند ہے - غیر انسانی قالب تو صرف بھوگ یونی ہونے سے جیلخانے کی طرح ہیں - اور اُن میں جانے والا پرانی تو پورا پورا قیدی

ہی ہوتا ہے۔ لیکن منش یونی میں عمل اور سزا ملا جلا ہونے سے منش کو کرم کرنے کی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن نتیجہ بھوگنے کے وقت تو منش یونی بھی جیلخانہ ہی ہوتی ہے۔ اس لئے منش یونی میں حاصل شدہ آزادی نیم قیدی کی سی آزادی کہی جا سکتی ہے۔ لیکن موکش میں جیو کو کسی طرح کے بھی جسم کی قید نہیں رہتی۔ اس لئے وہ پوری آزادی کا استعمال کرتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے۔ کہ دونوں قسم کی آزادی میں صرف معمولی فرق ہی نہیں۔ بلکہ شتر بہنی کا بھید بھی ہے +

سنگ کا آخری نظارہ

آتم وِچار رشی کے ویاکھیان اور شنکاؤں کا سمادھان کرنے کے ساتھ ہی سنگ کا وقت بھی ختم ہو گیا۔ سنگ کے ختم ہونے پر سامعین بہت خوش و خرم نظر آتے تھے۔ اُن میں جو معمولی درجہ کے پُرش تھے۔ اُن کو بھی یہ یقین ہو چلا تھا۔ کہ یہ یوگی نہیں بن سکتے۔ اور سمادھی بھی نہیں لگا سکتے۔ تو بھی ایشور پر مضبوط بھروسہ کر لینے سے اُن کا کلیان ہو سکتا ہے۔ اس لئے اُن کے چہرے بھی شاداں تھے۔ سنگ میں جمع شدہ کل نرناری خوش تھے۔ ہر ایک کے دل میں یہ خیال پیدا ہو چکا تھا۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اپنے اپنے دل کو ایشور پریم کا مندر بنانا چاہیئے۔ اور اس خیال کے پیدا ہونے سے اُن کا نکتہ خیال بھی بدلنے لگا تھا۔ اب اُنھیں دُنیا کی ہر ایک چیز میں پربھو کی جیوتی کی جھلک دکھائی دینے لگی۔ سنگ کے اس نظارہ نے سنگ میں موجود ایک بھگت کے دل میں پوشیدہ آتشِ محبت کو جوش دیا۔ اور وہ مگن ہو کر

گانے لگا:-

غزل

چندر منڈل میں کوئی دیکھ لے آبھا تیری
تیج سورج کا نہیں۔ یہ بھی ہے چھایا تیری
تیری مہما کو پرگٹ کرتی ہے رچنا تیری
دیکھ لے آ کے جگت میں کوئی مہما تیری

ہو نہ وہ ہونٹھ رہے جن پہ پرشنسا تیری
من وہ من ہے کہ بھری جس میں ہو شردھا تیری
تیری تکبیر[۱] کی دیتی ہے گواہی دنیا
تیری ہستی کی شہادت میں ہے رچنا تیری

ذکر سوسن[۲] کی زباں پر ہے تیری رحمت کا
سرو اک پاؤں سے کرتا ہے تپسیا تیری[۳]
گوشِ نازک میں گُلِ تر[۴] کے چھپا بھید تیرا
چشمِ نرگس[۵] میں نہاں صورتِ زیبا تیری

ہر طرف کھوج میں پھرتی ہے تیری بادِ صبا[۶]
بلبلیں باغ میں کرتی ہیں تمنا[۷] تیری

۷ خواہش

۱ بزرگی۔ عظمت ۲ ایک پھول کا نام ہے۔ جسے فارسی شاعری میں زبان سے مشابہت دی گئی ہے۔ ۳ پیر۔ ۴ گلاب کے پھول میں کان ہونیکی کلپنا ہے۔ ۵ نرگس ایک پھول ہے جس کے پتوں کو آنکھ کی تشبیہ دی ہے۔ ۶ اُتم وایو

کامنا کوئی نہیں جس کی ہو اِچھّا باقی
دل میں اِک تو ہے اور اِک مِلنے کی آشا تیری
اِک درشٹی ہو ادھر بھی کہ اِسی پھل کے لئے
جپ رہا ہوں میں بہت دیر سے مالا تیری

دُوسری غزل

من یدی ٹھیرا تو چِت ہے شانت ایشور پریم میں
اور ہردے بن گیا ہے پریم مندر پریم میں
نمرتا بھاووں میں آئی شیل آیا چِت میں
بھر دیا ہے شانتی نے من کو ایشور پریم میں
آدمی تو کیا پشو پکشی بھی موہت ہو گئے
کچُھ عجب جادُو بھرا ہے چار اکشر پریم میں
ہم ہوئے برہمانڈ کے برہمانڈ اپنا ہو گیا
اور کیا درکار ہے۔ اِس سے بھی بڑھکر پریم میں
ہے یہی اچھّا یہی ہے آرزوئے دل کہ میں
دیکھ لوں اکبار تجھ کو آنکھ بھر کر پریم میں

ساتواں حصّہ

آٹھواں سنگ

اوستھائیں (حالتیں)

بیداری (جاگرت) —— خواب (سوپن) —— خوابِ غفلت (سشپتی)

گنگا کے کنارے پر خوبصورت سہاونی تپو بھومی میں سنگ لگا ہوا ہے۔ انیک نر ناری اُپدیش سننے کے لئے جمع ہیں۔ اور سبھی آتم وِدیا رِشی کے انتظار میں ہیں۔ ٹھیک وقت پر رشی کو آتا دیکھ کر سبھی نر ناری خوش ہو گئے اور عزّت و اکرام سے رشی کو مسند پر بٹھلایا۔ رشی کے آتے ہی سنگ میں شانتی کی وایو چلنے لگی۔ سنگ کے نر ناری منتظر تھے۔ کہ آج کیا اُپدیش ملے گا۔ کہ اسی بیچ میں سنگ کی ایک دیوی نے کھڑے ہو کر اس طرح عاجزی سے کہنا شروع کیا:-

سبھدرا۔ خوابِ غفلت کو موکش کی مثال سے پچھلے سنگ میں بتلایا گیا تھا۔ یہ حالتیں کیا ہیں۔ ان میں کیا اختلاف ہے۔ کس طرح موکش کا اُداہرن ہیں۔ اور ان حالتوں کا تعلق کس طرح لوک اور پرلوک سے ہے یہ جاننے کی خواہش سنگ میں بیٹھے زیادہ تر نر ناریوں کی ہے۔ اس

لئے آج اسی کا اُپدیش ہو تو اچھا ہو ٭

آتم ویتا - بہت اچھا - آج اوستھاؤں کا ہی دیا کھیان ہو گا تین

حالتیں تین ہیں حالتیں مشہور ہیں (۱) بیداری (۲) خواب - (۳) خوابِ غفلت - ان کا تعلق اجسام سے ہے - بیداری کا تعلق کثیف جسم سے ہے - نیند کا لطیف جسم سے - اور گہری نیند کا کارن شریر سے

ان میں سے بیداری کی حالت وہ ہے - جس میں کثیف اور لطیف اجسام

بیداری کی حالت یا اندری اور من دونوں کا کام جاری رہتا ہے - منش اس حالت میں جگت میں ظاہرا تعلق رکھتا ہے - جگت میں دیکھنے لائق چیزوں کو دیکھتا - سُننے لائق چیزوں کو سُنتا - اسی طرح ہر ایک اعضا سے کام لیتا ہوا - بولنا - چھونا - دیکھنا اور سونگھتا رہتا ہے - نیند کی

نیند کی حالت حالت میں کثیف جسم کا فعل بند رہتا ہے - صرف لطیف جسم کام کرتا رہتا ہے یعنی اعضاء کا کام تو بند رہتا ہے - لیکن سنکلپ وکلپ - آتمک من اپنا کام جاری رکھتا ہے - اسی من دیوہار کو خواب کہتے ہیں ٭

آنند پریہ - یہ خواب کیا ہے ؟ کیا من خود ہی نئی نئی کلپنائیں کیا

خواب کیا ہے ؟ کرتا ہے یا پچھلے دیکھے سُنے کی یاد ماتر کا نام سوپن ہے ؟

آتم ویتا - ایک جگہ اس سوال کا جواب دیا گیا ہے - جو اس طرح ہے - حالتِ نیند میں من اپنی مہما کا تجربہ کرتا ہے - جو دیکھا ہوا ہے اسی کو دوبارہ دیکھتا ہے - سُنے ہوئے کو دوبارہ سُنتا ہے - مختلف حالات

اور مقامات میں جن جن وشیوں کا احساس کیا ہوا ہے۔ انہیں بار بار محسوس کرتا ہے ٭

اتنا جواب دینے کے بعد آخر میں کہا گیا ہے کہ دیکھا۔ اَن دیکھا۔ سُنا اَن سُنا۔ احساس اور غیر احساس۔ سچ جھوٹ سبھی کو دیکھتا ہے ٭

آنند گھن۔ جواب کے اخیر میں تو۔ اَن دیکھا۔ اَن سُنا اور غیر احساس وشیوں کے بھی دیکھنے سُننے اور محسوس کرنے کی بات کہی گئی ہے ٭

آتم وِیتا۔ یہ بات کہی جا چکی ہے۔ کہ موت کثیف جسم کی ہوتی ہے۔ لطیف جسم رُوح کے ساتھ موت کے وقت کثیف جسم سے نکل کر دوسرے جسم میں چلا جایا کرتا ہے۔ اس لئے جنم جنمانتروں کی دیکھی سُنی اور محسوس کی ہوئی باتیں یادداشت کی شکل میں لطیف جسم کے چِت میں جمع رہتی ہیں۔ اور جس طرح اسی موجودہ جنم کی باتیں جو یادداشت کی شکل میں ہیں۔ موقعہ آنے پر یادداشت کے خزانے سے نکل کر تازہ ہو جاتی ہیں اسیطرح جنم جنمانتروں کی باتیں بھی موقعہ پڑنے پر اُسی یادداشت کے خزانہ سے نکل آیا کرتی ہیں۔ اس جنم میں منش کو جو آنکھ کان ناک وغیرہ حواس ملے ہیں۔ انہیں کے ذریعہ جن باتوں کو دیکھا اور سُنا ہے اُنہیں کو منش دیکھے اور محسوس کئے ہوئے لفظوں میں کہا کرتا ہے۔ لیکن پچھلے جنموں کی دیکھی اور سُنی باتیں جو ان جنموں میں ملے ہوئے آنکھ کان کے ذریعہ دیکھی اور سُنی گئی تھیں۔ اور جو اب یادداشت کے خزانہ میں جمع ہیں۔ اس زندگی میں حاصل آنکھ اور کان کی نسبت تو ضرور اَن دیکھے

اور غیر محسوس ہیں۔ اور اسی لئے آپ انہیں منش دیکھا اور بنا احساس کہتے ہیں۔ لیکن اصل میں وہ نہ ادرشٹ اور اچھوت اور من کی کلپنا ماتر ہی ہیں۔ نشکرش یہ ہے۔ کہ سوپن میں منش جو کچھ بھی دیکھا یا سُنا انوبھو کیا کرتا ہے۔ وہ سب اُن کی دیکھی سُنی یا انوبھو کی ہوئی باتیں بھی ہوتی ہیں۔ چاہے وہ اس جنم کی دیکھی سُنی اور انبھو کی ہوئی ہو۔ چاہے پچھلے جنم جنمانتروں کی ؛

جب کثیف اور لطیف دونوں اجسام کا کام بند ہوتا ہے۔ اور نہ

خوابِ غفلت

اندری کام کرتی ہیں۔ نہ من۔ اور کل کام جو بالا رادہ کئے جاتے ہیں۔ بند رہتے ہیں۔ تب اُس حالت کا نام خواب غفلت ہوا کرتا ہے۔ اور وہی وہ حالت ہے۔ جس میں منش کو پورا آرام ملا کرتا ہے۔ اسی لئے اس حالت سے موکش کی مثال بھی دیا کرتے۔ ان حالتوں کے متعلق یاگیہ اور جنک سمواد پرسدّھ ہے۔ اور وہ اس پرکار ہے یاگولکیہ۔ جیو آتما کے دو لوک ہوتے ہیں۔ ایک اِہ لوک[۱] دوسرا

یاگولکیہ اور جنک سمواد

پرلوک۔ لیکن ایک تیسرا لوک اور بھی ہوتا ہے اور وہ ہے ان دونوں لوک پرلوک کی سندھی ارتھات سوپن لوک جیو اس سوپن لوک سے لوک اور پرلوک دونوں کو دیکھا کرتا ہے۔ پر اس

[۱] اِہ لوک کائنات پر اس جگت سے ہے۔ جن میں پرانی لواس کرتا اور جس سے زندگی کی حالت کے ذریعہ اُن کا تعلق بنا رہتا ہے۔ پرلوک کا ابھپرائے اِس جنم سے پہلے اور پیچھے کے جنموں انتوا اوستھاؤں سے ہے

جنم سے پہلے) لوک میں جیو کا جیسا جیسا (اکرم[۱]) ہوتا ہے۔ اُسے اکرم کے آدھار سے جیو اس لوک میں دُکھ اور سُکھ دیکھا کرتا ہے۔ اس سمے (سوپن اوستھا میں) سروباسنایکت اس لوک کی ایک ماترا (باسنا کا ایک انش) کو لے کر خود اُسے نشٹ کرنا دوبارہ خود اُسے بنانا یعنی اپنے پرکاش اور اپنی ہی جیوتی سے سپن کرپڑا کا آرمبھ کرتا ہے۔ اس اوستھا میں اُس کے پاس نہ رتھ ہوتا۔ نہ اس کے گھوڑے وغیرہ لیکن وہ اُن کی فرضی رچنا کر لیتا ہے۔ اس کے پاس آنند مود پرمود بھی نہیں ہوتے۔ لیکن وہ اُنہیں بھی (اپنے سنکلپوں سے) رچ لیتا ہے۔ وہ جیو اُچیہ۔ نیچ بھید بھاؤں کو پراپت ہوتا ہے۔ کئی شکلیں پیدا کر لیا کرتا ہے۔ کبھی استریوں کے راحت حاصل کرتا ہے۔ ہنستا ہے۔ کبھی ہر طرح کے خوف کو دیکھتا ہے ؛

جنک۔ اس سے آگے کی بھی حالت کا اُپدیش کریں ؛

یاگولکیہ۔ جیو آتما چلتا پھرتا۔ پنیہ پاپ کو دیکھتا ہوا آگے کو خوابِ غفلت میں پہنچتا ہے۔ اور وہاں سے پُرت نیائے" (بر انصاف) کے ذریعہ (جس مارگ سے گیا تھا۔ اُسی مارگ سے لوٹ کر پرت یونی (جس سوپن اوستھا سے سشپتی میں گیا تھا) اُسی سوپن اوستھا کو لوٹتا اور اسی پرکار سوپن

۱؎ اکرم سیڑھی کو کہتے ہیں۔ پرلوک کے آسرے سے یہ مطلب ہے۔ کہ جیو کے جیسے گیان کرم اور باسنائیں ہوتی ہیں۔ انہیں کے انوکول اُسے دُکھ سُکھ بھوگنا پڑتا ہے ؛

اوسخا مے جاگرت اوستھا کے لئے لوٹتا ہے۔ لیکن اس سو اسفان میں جو کچھ وہ دیکھتا ہے۔ اس سے لپت نہیں ہوتا ؛

جنک - اس سے آگے سمیک (اچھے پرکار) گیان کے لئے اُپدیش دیں یاگولکیہ - جس طرح بڑی مچھلی ندی کے کبھی ایک کنارے کی طرف جاتی ہے - اور کبھی دوسرے کنارے کی طرف - اسی طرح جیو سوپن اور جاگرت اوستھاؤں کو پراپت ہوتا رہتا ہے - جس طرح پرندے آکاش میں ادھر اُدھر اُڑکر جب تھک جاتے ہیں۔ تب اپنے اپنے گھونسلوں کی طرف دوڑتے ہیں - اسیطرح جاگرت اور سوپن اوستھاؤں کے کاموں سے تھکا ہوا جیو سشپتی کے لئے دوڑتا ہے۔ اور وہاں پہنچ کر سُکھ انوبھو کرتا ہے اس سشپتی اوستھا میں پتا اَپتا - ماتا اماتا - لوک الوک - وید - اوید - وید اوید - ستین (چوری) استین - بھرون گھاتی (بچہ کُشی) - ابھرون گھاتی۔ گھومنا - نہ گھومنا - تکلیف - نا تکلیف ہوتا ہے۔ اس نیند کی حالت میں جیو پُن پاپ دونوں سے علیحدہ رہتا ہے - اور دل کے کل شوک اور اشوکوں کے پار ہو جاتا ہے ×؛

سُکھ دیو - کیا یہ ٹھیک ہے - کہ سوتے ہوئے منش کو اچانک نہ جگاوے - کیونکہ کہا جاتا ہے - کہ اس سے کچھ ہانی ہوتی ہے ؛

آتم دیپا - ایک مت یہ ہے - کہ سوتے ہوئے کو اچانک جگانے سے وہ اسفان جہاں منش کی اِچھت شکتیاں کام نہیں کرتیں - وِگھن (ہانی) ہو

× برہدارنیک اُپنشد ادھیائے ۴ - برہمن

جاتا ہے۔ لیکن دُوسرا امت یہ ہے۔ کہ منش سُوپن میں سنگھ آدی اُنہیں وستوؤں کو دیکھتا ہے۔ جنہیں جاگرت اوستھا میں دیکھ چکا ہوتا ہے۔ اور اس پرکار جاگرت اور سُوپن میں کچھ بھید نہیں ہے۔ اور ایسی حالت میں اسے اچانک جگا دینے سے کچھ ہانی نہیں ہوتی۔ لیکن سرشیٹھتا یہی ہے۔ کہ گھبراہٹ کے ساتھ یکایک کسی کو نہیں جگانا چاہیئے۔

اوستھاؤں کی تفصیل جو آتم ویناارشی نے دی اور خاص کر گیان اس پرکرن میں یاگو لکیہ اور جنک سمواد سے ہوا۔ اس سے سنگ کے سبھی ناری پرسن تھے۔ اور اپنے اپنے ہردیوں میں ہر ایک یہی بھاونا رکھتا ہوا پرتیت ہو رہا تھا۔ کہ اوستھاؤں کے گیان سے تعلیم لے کر کوشاں ہونا چاہیئے۔ کہ جاگرت اوستھا کو اتنا بہتر بنایا جاوے۔ کہ اس سے سُشُپتی کا آنند آنے لگے۔ یہی شکشا سبھی اوستھاؤں کے ورنن کے انترگت موجود تھی اور ایسی اُمید میں پر ابہ سبھی مگن ہو رہے تھے۔ سنگ کا کاریہ ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے آتم وینا رشی اپنے تو اس استھان پر چلے گئے۔ اور ہر ایک نر ناری گمبھیرتا کا بھاو ہردے میں رکھتے اُپدیش کی سراہنا کرتے اور سنگ میں آنے سے اپنے جیون کو سپھل سمجھتے ہوئے سنگ سے اپنے اپنے مکانوں کو چلے۔ سنگ سے جانے والوں کی خوشی اور بھی بڑھ گئی۔ جب اُنہوں نے ایک پریمی سے ایک گان سُنا۔ جسے وہ مگن ہو ہو کر گا رہا تھا۔

بھجن

میں اُن کے درس کی پیاسی۔ ٹیک

جن کا رشی منی دھیان دھریں نت یوگی یوگ ابھیاسی
جس کو کہت امرالوکی ۔ آ شرے جس کے سدا نرلوکی
جنم مرن سے رہت سدا شب ۔ کال مکت اوِناشی ۔ ہیں اُن کے ۔۔
اُدگھ[1] کرتا امر وید کا ۔ لیش نہ جس میں بھید چھید کا
اچل اموُرت الوکِک ۔ انوُپم[2] پربھو گھٹ گھٹ باسی ۔ ہیں اُن کے ۔۔
اُتل[3] راجیہ ہے ۔ جس کا جگ پر ۔ سکل سرشٹی ہے جس کے اندر[4]
اینِ چندر جس سے ہوتا ہے ۔ رِب[5] راشی اگن پرکاشی ۔ ہیں اُن کے ۔۔

دُوسرا بھجن

من پچھیتے ۔ اوسر بیتے

دُرلبھ دیہہ پائے پربھو ۔ پدبھجو ۔ کرم بچن اس ہی تے ۔ من پچھیتے ۔
سہس باہو دس ودن آدی نرپ نچے نہ کال بلی تے
ہم ہم کر دھن دہام سنوارے انت چلے اُٹھ ریتے ۔ من پچھیتے ۔۔۔
سُت بنتادی جان سوارتھ رت نہ کر ہیت سب ہی نے
انت ہو تُو تجیں گے پامرتے، تجے نہ اب ہی تے ۔ من پچھیتے ۔۔
اب ناتھ کین انوراگ جاگو جڑتیاگ دوراسے جی تے
بجھے نہ کام اگن تلسی کہوں وِشے بھوگ بہو دھی تے ۔ من پچھیتے ۔۔
سبھی لوگ گمبھیرتا کے ساتھ من پچھیتے اوسر بیتے اس کہی کو بار بار کہتے ہوئے آگے چلے گئے ۔

---

[1] ظاہر کرنا ۔ [2] لاثانی ۔ [3] بے تول [4] بہتر ۔ [5] سورج

آغاز سنگ کا کام اگرچہ شام کے بعد شروع ہوا کرتا ہے۔ لیکن جگیا سوؤں کا جمگھٹا بہت پہلے سے ہونے لگتا ہے۔ ابھی سورج غروب ہی ہوا ہے۔ ابھی سُرخی بھی دکھائی دیتی ہے شام کا اندھیرا آہستہ آہستہ صاف میدان میں اُترنا شروع ہی ہوا ہے۔ ابھی شام کی خاص خُوب صُورتی بڑھنے بھی نہیں پائی۔ کہ جگیا سوؤں کے دلوں میں یہ فکر پیدا ہو گیا کہ سنگ میں چلنے کا وقت آگیا۔ آج سنگ میں کیا سُنیں گے۔ اُسی کے متعلق زیادہ دُور اندیشی اور غور و فکر سے دل بھر رہا ہے۔ دل پریم سے لبریز ہے۔ کھلے ہوئے کنول پھول نے گویا دوبارہ کلی کی شکل اختیار کی ہے۔ بھیڑ کی بھیڑ آتم دیتا رشی کے آشرم کی طرف چلی جا رہی ہے۔ کئی غریب ہیں۔ لیکن قانع ہیں۔ کئی اگیانی ہیں۔ مگر پاپ سے منہ پھیرے

ہوئے ہیں۔ کئی آفت رسیدہ ہیں۔ مگر مرتا ضون کی طرح مستقل مزاج ہیں
سبھی یہ سوچتے ہوئے کہ دہرم کا راستہ ہمیشہ بیباک اور بے خار ہے۔
بڑھے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ دیکھتے دیکھتے ہی سنگ بھومی درشکوں سے
بھر گئی۔ اب سبھی ٹکٹکی لگائے رشی کے آنے کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ رشی
آگر سنگ میں بیٹھ گئے۔ سنگ میں آئے ہر ایک نئے استری پرشوں نے
رشی کو دیکھا۔ چمکدار پیشانی اور آنکھیں روحانی سے بھری ہوئی ہیں۔ اور چہرے
کا رعب ظاہر کرتا ہے۔ کہ دل پر ماتما کی محبت سے بھرا ہوا ہے۔ دیکھتے ہی
دل شردھا سے بھرپور ہو اٹھا۔ اور سبھی گہری چاہ سے رشی کے منہ کی
طرف دیکھنے لگے۔ کہ کیا اُپدیش کرتے ہیں۔ اسی دوران میں متلاشی دہرم
نے نمرتا سے کہا۔

ستیہ گپتو۔ مرنے کے بعد آپ نے جن تین حالتوں کا بیان کیا
ہے۔ اُن میں دو تو دُوسری اور تیسری خاص ترقی یافتہ پرانیوں سے
مُتعلق ہیں۔ پہلی حالت میں خاص طریقے سے ہر ایک کو پُنر جنم لینا
پڑتا ہے۔ پھر جو رُوحوں کے بلانے کی چرچا آجکل خاص ولایت اور دیش
میں چل رہی ہے۔ یہ کیا بات ہے۔ جب سب پرانی جنم لے لیا کرتے ہیں
تب پھر یہ رُوحیں کہاں سے اور کیسے آتی ہیں؟ آج اسی کے متعلق کچھ اُپدیش
ہو جائے تو اچھا ہوگا۔

آتم وینا۔ بہت اچھا۔

تبدشنی دیوی۔ پُنر جنم تو پہلی حالت کو حاصل شدہ پرانیوں کے لئے لازمی

بتلایا گیا ہے۔ پھر یہ کیوں ممکن نہیں۔ کہ دُوسری یا تیسری حالت حاصل شدہ پرانیوں کی روحیں آئیں اور اپنا سندیش دیتی ہوں ؟

ستّیہ کیتو۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ دوسری اور تیسری حالت میں گئے پرانی اتنے اعلیٰ ترقی یافتہ ہوتے ہیں۔ کہ اُن سے یہ غلطی ہونا ناممکن ہے۔ لیکن رُوحیں جہاں رہتی ہیں وہاں یہ اپرادھ بھی کرتی ہیں ڈنڈ بھی ملتا ہے اُنہیں جیل میں بھی جانا پڑتا ہے۔ سُنو! ایک رُوح نے پرلوک کے طریق سزا کی بات اس طرح بیان کی ہے کہ مجھ کو سزا ملی۔ مجھے ہتھکڑی نہیں پہنائی گئی تھی۔ جیلخانہ میں اندھیرا رہتا ہے۔ بھوجن دیتے ہیں۔ گوروں نے مجھ کو مارا پیٹا نہیں۔ لیکن دُوسرے لوگوں نے مار پیٹ کی۔ پہرے والے یُوروپا جاتی کے تھے۔ اسلحہ سزا چمڑے کے تھے۔ اور بیت کی لکڑی لال رنگ کی تھی۔ قید خانہ میں دھرم سالہ کی طرح تین منزلے مکان ہیں باہر سے وہ ایسا خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو دیکھیگا۔ اُسے اندر جانے کی خواہش ہو گی۔ وہ کئی رنگ سے رنگین ہوتا ہے۔ ایک کے پیچھے ایک اس طرح پانچ پہرے ہیں۔ ہر ایک پہرے پر دو آدمی ہیں۔ اندر کے اور باہر کے پہرے والے کے پاس گھڑی رہتی ہے ؟

> رُوحوں کے بلانے کا تعلق پہلی حالت حاصل شدہ پرانیوں سے ہے!

دیو پریہ۔ کیا ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی گھڑیاں تھیں ؟

نوٹ۔ اس سوال پر سب ہنس پڑے۔ اور ستّیہ کیتو نے اس طرح پھر بیان کرنا شروع کیا ÷

ستیہ کیتو - بچھانے کو کمبل اوڑھنے کو چادر - ہنیان - ٹوپی اور کھدر کی دہوتی دیتے ہیں - ہنیان کالے رنگ کی اور ٹوپی نیلے رنگ کی ہوتی ہے[1] اک دوسری رُوح نے کہا مجھے جیل میں بند ہوئے تین ماہ ہو گئے ہیں[2] ایک تیسری رُوح نے کہا - کہ پرلوک میں ہم کو سونتنترتا نہیں رہتی - گرو کو خوش رکھ کر ہم کو سب کام کرنے پڑتے ہیں[3] ایک چوتھی رُوح نے بتلایا - کہ ہم یہاں پر اوشدھی وغیرہ کا استعمال نہیں کرتے - صرف گورو منتر و پرشاد بھبھوت سے روگ مٹتے ہیں - بھبھوت لگا کر منتر نہیں پڑھتے ہیں - اس سے سر درد وغیرہ جو بیماریاں ہوتی ہیں - وہ سب ضائع ہو جاتی ہیں - بنا پہچانی آتما بھی کبھی بھوشیہ کتھن کرتے ہیں - پر اُن کا یہ کتھن استیہ ہوتا ہے[4]

ترک پربہ - کیا یوروپین لوگوں کی رُوحیں بھی کھدر ہی کی دہوتی پہنتی ہیں

لونڈ - سب لوگ اِس سوال پر پھر ہنس پڑے اور ستیہ کیتو نے پھر کہنا شروع کیا +

ستیہ کیتو - جب پرلوک میں رُوحیں اپرادھ کرتی ہیں - جیل میں جاتی ہیں - تین تین ماس جیلوں میں رہتی ہیں - جب انہیں وہاں آزادی نہیں ہوتی - جب وہ بیمار ہوتی ہیں، جب وہ وہاں جھوٹ بولتی ہیں - تو پھر اس پرلوک کو کس طرح دوسری تیسری گتی پرانیوں کا استھان کہہ سکتے ہیں ؛

[1] بی ڈی رشی برت سو بھدرا پرست صفحہ ۶۵ - ۶۶
[2] " " " " ۶۶
[3] " " " " ۶۹
[4] " " " " ۷۳

آتم ودیا ۔ ستیہ کہنو کا کتھن ٹھیک ہے۔ دوسری اور تیسری گتی پراپت پرانیوں کی روحوں کے بلانے کی بات خلاف مضمون ہے۔ روحوں کے بلانے کے دعوے دار گناہگار روحوں کے بلانے کا کتھن بھی کرتے ہیں۔ ایک ایسی روحیں بلانے کے دعویدار کا کتھن ہے۔ پرلوک میں قانون شکنی کے لئے کس طرح کی سزائیں دیجاتی ہیں۔ اس کا بیان کئی آتماؤں نے کیا ہے۔ اس لوک کے دُر آچار کے لئے نتفا پرلوک کی حکم عدولی کے لئے جو شاسن ہوتا ہے۔ وہ بہت سخت اور یقینی ہے[1]

اس بیان میں روحوں کی پرلوک نام کی بستی میں ایسی روحوں کا جانا سویکار کیا گیا ہے۔ جو بدچلن تھیں۔ اس لئے روحوں کے بلانے کے امکان کے متعلق پہلی حالت یافتہ پرانیوں کے ساتھ ہی وچار ہو سکتا ہے اور اسی پر وچار کیا جائیگا۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ پہلی حالت یافتہ پرانیوں کے لئے اواگمن انوار یہ بتلایا جا چکا ہے۔ اور روحوں کے بلانے اُن کے آنے اور سندیش دینے کی بات وچار کوٹی میں بھی نہیں لائی جا سکتی جب تک سویکار نہ کر لیا جاوے۔ کہ اُن کے لئے پُنرجنم انورایہ نہیں ہے لیکن پُنرجنم کا ہونا اکثر پرمانوں کے سوا پرتیکش پرمان سے بھی ملتا ہے۔ کئی بالکوں نے اپنے پُنرجنم کے حالات بتلائے ہیں۔ جن کی جانچ وگیانک ریتی سے کی گئی۔ اور اُن کا بتلایا ہوا حال ٹھیک پایا گیا۔ اُن کے کچھ ایک اداہرن دیئے

پونرجنم کے پرتیکش پرمان سے سدھ ہے

[1] بی ڈی رشی برت سھدرا ۔ پرشٹ ۶۵

جانتے ہیں ۞

پہلی گھٹنا۔ کنور گیگیتی نندن ستہائی بی اے ایل ایل بی وکیل بریلی کے ایک پتر ہے۔ جس کا نام جگدیش چندر ہے۔ اور جس کی آیو ۲½ ۳ ورش کی ہے اس نے اپنے پہلے جنم کا حال اس طرح بیان کیا۔ اُس کے پتا کا نام بیوا پانڈے اور اُس کا گھر بنارس تھا۔ اُس نے بنارس کے مکان کا حال بھی بتلایا۔ اور خاص طور سے بڑے دروازے اور بیٹھک اور تہ خانہ کا ذکر کیا۔ جس کی ایک دیوار میں لوہے کی الماری لگی تھی۔ اُس نے مکان کے استعمال کی بات بھی بتلائی جس شام کو بیوا جی بیٹھا کرتے تھے۔ اور جہاں افیون کیمباتھ وہ بھنگ پیا کرتے تھے۔ اس نے یہ بھی کہا۔ کہ بیوا جی اشنان سے پہلے شریر پر مٹی ملا کرتے تھے۔ اور ایک فٹن اور دو موٹر کار اُس کے تھے۔ بیوا جی کے دو لڑکے تھے۔ اور ایک استری تھی۔ اور سب مر گئے تھے۔ اس وقت بیوا جی اکیلے ہیں۔ اُس نے اپنی ماں کو چاچی کہنا بتلایا۔ اور کہا کہ گھر میں جب اور آدمی آیا کرتے تھے۔ تب وہ لمبا گھونگھٹ کاڑھ لیا کرتی تھی۔ وہی روٹی بناتی تھی۔ اِن سب باتوں کی تصدیق بنارس کے پرتشٹھت سجنوں کے ذریعہ کی گئی۔ اور جگدیش کو اُس کا پتا بنارس لے بھی گیا۔ جس نے وہاں پہنچکر وہاں ضلعدار اور کپتان وغیرہ پرتشٹھت اشخاص کے سامنے اپنے اکیلے گھر اور بنارس کے متعلقین کو پہچان لیا۔ اور بھی اس گھٹنا کی سچائی میں بنارس کی بہت سی باتیں بتلائیں ۞

۵۱ دیکھو لیڈر ۲۷ جون۔ ۵ جولائی ۱۹۲۹ء بھاسم فلٹ۔

دُوسری گھٹنا۔ ایک بالک وشونا تھ نام کا ہے۔ یہ بھی بریلی کا ہے۔
اِس کا پہلا جنم پیلی بھیت میں ہوا تھا۔ اُس نے سب حالات وہاں کے بتلائے
اور اُن کی حسب متذکرہ بالا تصدیق ہوئی ہے[ا]

(۳) اور گھٹنا۔ ہیرا کنور بریلی۔ یہ پہلے جنم میں گوکل ضلع متھرا میں
تھی اور "لجوا" تھی۔ جانچ سے اس کا بیان کردہ حال بھی صحیح پایا گیا ؛

(۴) سُندر لال ہیرا پور ضلع سیتا پور کے پہلے جنم کے حالات کی بھی
تصدیق کمال پورسے ہوئی ؛

(۵) برج چندر شرن مرزا پور۔

(۶) بجرنگ بہادر بریلی۔ اس کے بھی بتلائے ہوئے حالات تصدیق
کئے گئے اور صحیح پائے گئے[۲]

اِن گھٹناؤں سے ظاہر ہے۔ کہ پہلی حالت سب پرانیوں کی پُنر جنم
ہی ہے۔ جب مرنیکے بعد پرانیوں کا جنم ہو جاتا ہے۔ تب پھر یہ لوگ نام سے
کسی خاص مقام کی کلپنا اور یہ بھی کلپنا کہ اس کلپت مقام پر مرے
ہوئے پرانی کی رُوحوں کا سٹاک رہتا ہے۔ اور اُسی میں سے کمت
پرش کے دوارا کسی روح کو بلا لینے کا خیال غلط ہے +

رِشی کمار۔ بدروحوں کے بُلانے اور اُن کے سندیش دینے کی بات
غلط اور بے بنیاد ہے۔ اور جو کتّی نرناری رُوحوں کو بلانے کی بابت

ا دیکھو لیڈر ۱۲ یا ۳۰۔ اگست سنہ ۱۹۲۶ء اور اپریکٹیم فلٹ پرسنٹ ۹-۱۴

۲ دیکھو یم فیلڈ مندرجہ صفحہ اول صفحہ ۱۵-۲۱ ؛

کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ سب مثھیابادی اور جھوٹے ہیں۔ اِن روحوں کے بلانے کا عمل کرانے والوں میں بہت سے سائنیدان ہیں۔ بہت سے عالم اور بہت سے قابل یقین پرش ہوا کرتے ہیں۔ کیا یہ سب جان بوجھکر جھوٹ بولا کرتے ہیں؟

آتم ویتا۔ یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ روح کے بلانے کا دعوے کرنے والوں میں سب کے سب جھوٹے اور چالاک ہی ہوا کرتے ہیں۔ بعض سچے بھی ہوا کرتے ہیں۔ لیکن کچھ چالاک۔ جھوٹے اور پیشہ ور بھی ہوا کرتے ہیں ہم دونوں پرکار کے نرناریوں کا بیہاں بیان کرتے ہیں۔ جو لوگ سچے ہیں۔ اور نیک نیتی سے عمل کرتے ہیں۔ اُن سے بھول یہ ہوا کرتی ہے کہ وہ انسانی طاقتوں کا پورا علم نہ رکھتے ہوئے اور خدا کے دیئے ہوئے عجائبات سے جو اُن کے دل و دماغ میں پوشیدہ ہیں۔ ناواقف رہتے ہوئے جو کام خود اُن کی طاقتوں سے ہوا کرتے ہیں۔ اُن کو بیرونی طاقت سے ہوا سمجھ لیا کرتے ہیں۔ اور اسی شک میں پڑکر روحوں کے بلانے وغیرہ کا یقین کر بیٹھتے ہیں۔ اسباب کا ذکر ہم کچھ تفصیل کے ساتھ کرتے ہیں۔ جس سے سنگ کے نرناری اچھی طرح سے جو بات سچ ہے اُسے جان سکیں۔ روح کے بلانے وغیرہ کا طریق پوشیدہ علم سے تعلّق رکھتا ہے۔ یہ پوشیدہ علم

پوشیدہ علم کس طرح کا ہوا کرتا ہے

کس قسم کا ہوا کرتا ہے۔ پہلے اسی بات کا وچار کرنا چاہیئے۔ یہ پوشیدہ علم سچے علم یوگ کی ایک شاخ ہے۔ سنسکرت ادھیاتم واد کی پربھاشا میں اس علم کو پردکش درشن کہتے ہیں ⁂

ظاہر کا علم تو ہم کو آنکھ وغیرہ اندریوں کے ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ لیکن پوشیدہ علم سمجھا جاتا ہے۔ کہ اِندریوں کے ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ یہ خیال ایک درجہ تک ٹھیک ہے۔ طاقتوں کے متحرک ہو جانے پر دماغ کی طاقتیں بھی جن سے اندریوں کے ذریعہ علم حاصل کیا جاتا ہے۔ اور جن طاقتوں کو مناسب طریق سے لطیف یا اصلی اِندریاں بھی کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اور اُن سے پوشیدہ کا علم بھی حاصل ہو جایا کرتا ہے۔ ہم جن کو دیکھنا سُننا وغیرہ کہا کرتے ہیں۔ اُن کی اصلیت پر غور کرنے سے پتا لگتا ہے۔ کہ یہ ترتیب کے ساتھ کتنی تعداد میں عناصر میں اُٹھے ہوئے کمپنوں کے اثر کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔ مثال کے طور پر کان اندری پر وچار کیجئے۔ اس اندری کے ذریعہ ہم دایو میں اُٹھی ہوئی ترنگوں کی ایک لڑی کو گرہن کیا کرتے ہیں۔ جو دماغ میں پہنچکر ہلچل پیدا کرتی ہے۔ اسی ہلچل کو ہم شبد یا دھن کہا کرتے ہیں۔ اسی طرح آنکھ اِندری پر وچار کیجئے۔ اس اِندری کے ذریعہ ہم اکاش (اَیتھر) میں تیز رفتاری سے اُٹھی ہوئی باقاعدہ لہروں کو حاصل کرتے ہیں۔ اور انہیں لہروں کے حاصل کرنے سے ہم روشنی کا احساس کرتے ہیں۔ اسی طرح چھُونا۔ چکھنا اور سونگھنا بھی انہیں لہروں کے مختلف حالات میں اُٹھنے اور اُن کے اُن اندریوں کے ذریعہ گرہن کرنے کے پرنام ہیں۔ پاس کی لہروں کا گرہن کرنا ظاہرا اور دُور درتی ترنگوں کا گرہن کرنا پروکش کہلاتا ہے۔ یہ بات مجرّب ہے۔ کہ شبد اسپرش روپ آدی کی روپ میں متغیر ہونے والی اکاش آدی کی اُن ترنگوں

ٍ؎ سائنسدانوں نے اندازاً کہا ہے کہ اکاش میں ۰۰ہ میل ترنگیں اُٹھتی ہیں منش لال رنگ دیکھا کرتا ہے

کے گرہن کرنے کی یوگیتا نہ صرف مختلف اشخاص میں مختلف طرح کی ہوتی ہے۔ لیکن ایک ہی پُرش میں ایک ہی وقت میں ایک ہی طرح کی ہوتی ہے اور دوسرے وقت میں دوسری طرح کی۔ ہر ایک شخص بہت نزدیک کی اشیأ کو دیکھ اور بہت نزدیک کے الفاظ کو ہی سُن سکتا ہے۔ لیکن دوسرا شخص اس سے کہیں زیادہ دُور کی چیزوں کو دیکھ یا الفاظ کو سُن سکتا ہے۔ کیوں ایسا ہوتا ہے۔ اس کا کارن یہ ہے۔ کہ ایک پُرش نزدیک اور اس کے خلاف دُوسرا دُور کی ترنگوں کو گرہن کر کے دُور کی چیزوں یا دُھنی کو دیکھ یا سُن سکتا ہے۔ یہ بھید (اختلاف) کیوں ہوتا ہے۔ اس سوال کا جواب یہی دیا جا سکتا ہے۔ کہ دوسرے پُرش کی حاصل کرنے والی طاقت پہلے کی نسبت زیادہ ہے پھر یہ زیادتی کیوں ہے؟ اس کا سبب اس کی پہلی مشق کی زیادتی ہے اچھا اگر کسی تیسرے شخص کی مشق وغیرہ اس دُوسرے پُرش کی نسبت اور بھی زیادہ ہو تو کیا وہ اس سے بھی زیادہ دُور کی چیزوں کو دیکھ اور شبدوں کو سُن سکیگا؟ ضرور دیکھ یا سُن سکیگا۔ یہ دُوری جب سادھارن بانوی بُدھی کے خلاف کچھ زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جسے عام لوگ پردکش کہنے لگتے ہیں۔ تو پھر اس دُوری کا دیکھنے یا سُننے کے ذریعہ علم حاصل کر لینا پردکش گیان کہلاتا ہے +

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۱۵۳ - ترنگوں (لہروں) کی تفصیل

اور جب ۸۰ میل ترنگیں اٹھتی ہیں۔ تب بیچ میں ۴۰۔ اور ۸۰ میل کے بیچ میں اُٹھتی ہوئی ترنگوں سے باقی رنگ دیکھے جایا کرتے ہیں ❖

انسان محدود طاقت والا ہے۔ وہ بہت سی حالتوں میں ایک خاص حد تک روشنی کی لہروں کو گرہن کر سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں

جیمس نے اپنے منو وگیان میں اس بات کو بہت اچھی طرح سے بتلانے کا یتن کیا ہے۔ لیکن اس کے خلاف بہت سی حالتوں میں طاقت کے پھیلاؤ ہونے پر منش زیادہ دور کی ترنگوں کو حاصل کر سکتا ہے بنا پوچھے گچھے ایک حد تک انسان کے اندرونی خیالات کا پتہ لگانا بھی پردکش درشن کے سیما کے انترگت ہے۔ یوگ کی وبھوتیوں میں پردکش درشن دگپت دیکھنا سمّلت ہے۔ منش کے

دماغ سے رنگین کرنوں کا نکاس

دماغ سے جو اُس کے بھاووں اور وچاروں کا مرکز ہوتا ہے۔ رنگین کرنیں نکلا کرتی ہیں۔ جنہیں طاقت کی وسعت کئے بنا کوئی نہیں جان سکتا۔ ان کرنوں کی کچھ تفصیل یہاں دیجاتی ہے

(ا) جو منش اتینت کامنا والے ہوتے ہیں۔ اُن کے دماغ سے نکلنے والی کرنیں لال رنگ کی ہوتی ہیں؛

(ب) پراُپکاری پرشوں کی کرنیں گلابی رنگ کی ہوتی ہیں؛

(ج) یش کی کامنا والے پرشوں کی کرنیں نارنگی رنگ کی ہوتی ہیں۔

(د) گہرے وچار کی کرنیں گہری نیلی رنگت والی ہوتی ہیں +

(ہ) کلا پریمیوں کی کرنیں پیلی؛

(و) اُدوگن اور فکرمند پرشوں کی کرنیں سفید۔

(ز) نیچ پرکرتی والوں کی کرنیں میلی یا دامی +

(ج) بھگت اور سدا ویش والے پرشوں کی ہلکی نیلی ؛

(ط) اُنت شیل پُرشوں کی ہلکی ہری ؛

(ی) شاریرک اور مالک روگیوں کی گہری ہری ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ

ان کرنوں کے دیکھنے کا ابھیاس کرنے پر کوئی پُرش مانوی ہردیوں کا پاٹھ کرنے کی یوگیتا پراپت کر سکتا ہے۔ انگلینڈ کے ایک ڈاکٹر اسٹین سن ہوکرسنے جو وِدوت پرکاش اور رنگ چکتسا کے خاص واقفکار ہیں اس کی بہت سی تفصیل دی ہے۔ اس پرکار چہرے کو دیکھ کر گیان پراپت کر لینا قیافہ شناسی کہلاتا ہے ؛

کئی حکیم ہوتے ہیں۔ جو صرف چہرے کو ہی دیکھکر روگ کا سب ورتانت جان لیا کرتے ہیں۔ روگ کا برتانت وہ نہ روگی سے پُوچھتے ہیں۔ اور نہ ناڑی وغیرہ دیکھا کرتے ہیں[۱]

پربہ ورت۔ یہ پروکش گیان پرتیکش کے سدرش بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ نے اُپدیش کیا ہے۔ تو اس میں اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن مخفی گیان کی حالت یہ ہے کہ جتنے پروکش (مخفی) گیان بتلانے کے دعویدار ہیں اُن سب کی الگ الگ ڈفلی اور الگ الگ راگ ہوا کرتا ہے۔ اس کا سبب کیا ہے ؟

---

[۱] انوپ شہر کے پنڈت گوپال بلبھ اور اُس کے پُتر بھولا دت وئید اسی پرکار کے وئید تھے۔ صرف چہرہ اور آنکھیں دیکھ کر ہی چکتسا کرتے تھے۔ اُن کی اس طرح کی چکتسا کا حال انوپ شہر میں مشہور ہے ؛

آتم ویتا۔ جیسا کہ کہا جا چکا ہے۔ اس کے دو کارن ہیں۔ ایک تو پردکش گیان بنلانے کا دعوے کرنیوالے ہیں۔ ابھیاس اور گیان کی کمی دوسری چھل کپٹ جس کی تفصیل آگے دی جائیگی۔ اس ہمۂ رُوحوں کے بلانے وغیرہ کا طریقہ مغرب سے چلا ہے۔ اس لئے اس بات کو دیکھا جائیگا کہ وہاں یہ طریقہ کیسے چلا؟

> پرتکش سدھانتوں میں اختلاف

مغربی ادھیاتم واد (اپنے آتمک اندرونی بحث) کا جنم میسمر[5] سے ہوا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اُس وقت سے جتنے بھی اصول اس رُوحانی کے متعلق بنے۔ اُن میں ہمیشہ گیان کی کمی سے باہم اختلاف رہا۔ اور وہ کبھی ایسے نہیں ہوئے۔ کہ مشتبہ نظروں سے نہ دیکھے جاتے رہے ہوں۔ انسان کی خامی کی وجہ سے عام طور پر ان اصول میں جو پردکش کہے جاتے ہیں۔ اختلاف ہی رہا کرتا ہے۔ مثال کے لئے جان وڈ دی ڈاڈ کے بجلی کے اصول کو دیکھیں۔ جن میں گھن آتمک اور رناتمک رگت پرو چار ہوا ہے۔ تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب اس واد پرو چار ہوا تو کئی استری پُرش اُسے ماننے لگے۔ اور کئی طرح سے اس سمرتھن کرنے لگے تھے۔ یہی حال بریڈ کے اصول کا تھا کہ منش میں کوئی

---

[5] میسمر (Mesmer) جرمن کا ایک ڈاکٹر تھا۔ جس نے ۱۷۷۸ء میں ایک اصول نکالا۔ کہ ایک انسان اپنی طاقت سے ایک دوسرے شخص کی خواہش کی طاقت اور تنتو جال (nervous system) پر اثر ڈال سکتا ہے۔ میسمر کا یہ واد میسمریزم Mesmers animal magnitism کے نام سے مشہور ہے۔

چیز ایسی نہیں ہے۔ جس کی نقل نہ ہو سکتی ہو۔ اُس کا بھی بڑا مان ہوا لیکن یہ اصول زیادہ دیر تک نہیں رہے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اپنے اپنے مُوجدوں کے نام کاغذ کے صفحات پر چھوڑ ہمیشہ کے لئے دنیا سے وہ اصول نیست ہو گئے۔

مسمریزم ایک روگ ہے

اس زمانہ میں کئی منش میسمر کے اصول کو ٹھناٹک کا روگ سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس کا جو کچھ بھی اثر ہوتا یا ہو سکتا ہے۔ اس کی تشریح علم الاجسام سے کی جا سکتی ہے۔ میسمریزم روگ ہو یا نہ ہو لیکن یہ اور اس طرح کے کئی واد آسانی سے سمجھے جا سکتے ہیں اگر آدمی اپنی طاقتوں کو اچھی طرح سمجھ لے۔ اپنی طاقت کی لاعلمی سے منش سے جو کام خود ہوتا ہے۔ اُسے وہ بھوت پریت یا بلائی ہوئی فرضی رُوحوں کا کیا ہُوا سمجھ لیا کرتے ہیں ؛

سوم دیو۔ وہ طاقتیں کونسی ہیں۔ جنہیں آدمی نہیں جانتا ؟ اور جن کے نہ جاننے سے شک میں پڑ جاتا ہے ؟

انتہ کرن (من) اور انیک نام

آتم دیوتا۔ طاقتوں کے خزانے اِنسان کے من میں پوشیدہ رہتے ہیں۔ انہیں نہ جاننے سے آدمی شک میں پڑ جاتا ہے۔ اُن کی تفصیل اس طرح ہے۔ انتہ کرن چار ہوتے ہیں۔ اور اسی لئے انتہکرنوں کو انتہکرن چتشٹے بھی کہتے ہیں۔ وہ چار انتہکرن یہ ہیں :- (۱) من - (۲) بدھی - (۳) چیت - (۴) اہنکار ان کے کاموں کی تفصیل اس طرح ہے۔ من کو اندریوں کا راجہ

من کا کام

کہتے ہیں۔ اس کا کام اندریوں سے کام لینا ہے۔ دسوں گیان اور کرم اندریان اس کے اختیار میں رہتی ہیں ؛

بدھی کا کام

بدھی کا کام ترک (دلیل) سے سچ اور جھوٹ کی تحقیق کرنا ہے

چت کے تین کام ہیں۔ (۱) یادداشت سے حاصل کی ہوئی باتوں کو اپنے اختیار میں رکھنا۔ یہاں پر یہ دھیان میں رکھنا چاہئے۔ کہ

چت کا کام

یادداشت تین صورتوں میں چت میں رہا کرتی ہے۔ اس کی پہلی صورت معمولی یادداشت (کسی مضمون کا یاد رکھنا) ہے۔ دوسری صورت سنسکار (اثر) ہے۔ آدمی پر اپنی کارروائیوں سے اور دنیا میں ہوئے کئی حالات سے جو اثرات پڑا کرتے ہیں۔ انہی کا نام سنسکار ہے۔ تیسری صورت کرم جنیہ باسنا ہے۔ جس کا پہلے ذکر بیان ہو چکا ہے۔ یادداشت ان تینوں صورتوں میں چت کے اندر رہا کرتی ہے اور وہ نہ صرف پرچلت جنم کا ہی مجموعہ ہوتی ہے۔ بلکہ جنم جنمانتروں میں حاصل اور مجتمع ہوا کرتی ہے ؛

(۲) چت برتی کو دور یا نزدیک بھیج کر وشیوں کا گرہن کرنا ؛

(۳) چت چھوبھ (ہلچل۔ اشانتی) ؛

اہنکار کا کام

اہنکار کا کام یہ ہے۔ کہ اس کے آنے سے آدمی میں ممتا پیدا ہوتی ہے۔ یا اس میں اپنے من کے بھاوؤں کی جاگرتی ہوتی ہے۔ رومیش۔ مغربی منتر برشاستر میں ان انتہکرن کا بیان اس طرح کا نہیں دیکھا جاتا ؛

آتم ودیتا۔ یہ ٹھیک ہے۔ مغربی شریر ودّیا بہت نامکمّل ہے۔ اس میں صرف کثیف جسم کا بیان ہے۔ لطیف اور کارن شریروں کو وہ نہیں جانتی ہاں پشچمی منو وگیان میں کچھ بیان انتھکرنوں کا ہے۔ لیکن جہاں چت کے کاموں کی بات آتی ہے۔ تو اسے وہ بھی الوگک کہکر ٹال دیا کرتے ہیں۔ بیشک اب مغرب کے کچھ ودوانوں نے انتھکرن کے سمجھنے کی کوشش کی ہے ایک ودّوان نے بتلایا ہے۔ کہ دماغ دو پرکار کا ہے۔ ایک کا نام ہے تارکک دوسرے کا نام ہے۔ چیتیک مستشک۔ اس نے دونوں کے کاموں کی تفصیل اس طرح دی ہے :-

اس مستشک (دماغ) کے کام کا میدان بیرونی سنسار ہوتا ہے اور

تارکک مستشک کا کام

کام کے سادھن بیچ گیان اندریاں ہوا کرتی ہیں انسان کی جسمانی حالتوں کی پورتی کے لئے دماغ کی پیدائش ہوئی ہے۔ اور اسی لئے یہ اپنے پراکرتک سادھنوں سے اس معاملہ میں آدمی کی رہنمائی کیا کرتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا کام دلیل کے ذریعہ الجھنوں کا سلجھانا ہے۔ انتھکرن چلنیشٹے ہیں سے من اور بدھی دونو کے استھان میں اس دماغ کی کلپنا پشچمی منو وگیان میں کی گئی ہے۔ شریر شاستر میں اسی کو خاص دماغ کہتے ہیں ٭

یہ مستشک اپنے کاریہ کشیتر میں حواسوں کے سوائے سادھنوں

چیتک مستشک کے کام

سے کام کرتا ہے۔ اندریوں سے اس کا کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ اس کے کاریہ گیان پراپتی کا سادھن اندرونی نظر ہے۔ یہ

چت موکش یادداشت کا بھنڈار ہے۔ یہ مستشک اپنے اچھے اور مہان
کاریوں کو اُس وقت کیا کرتا ہے۔ جب نارگک مستشک کا کام بند ہوا
کرتا ہے۔ نیند کی حالت، حالتِ غشی میں۔ وہ غشی چاہے مسمریزم کے
ذریعہ پیدا کی گئی ہو۔ یا دیگر کنہیں اسباب سے۔ یہ مستشک اپنے کو اچھی طرح
سے دیکت کر پلٹ کیا کرتا ہے۔ اور ایسی حالت میں اُس کے کام تعجب خیز
ہوا کرتے ہیں۔ وہ بنا آنکھ کھولے دیکھتا ہے۔ اپنی چیتنہ پرتنبوں کو دور
دور بھیج کر وہاں کے سچے حالات دریافت کر لیا کرتا ہے۔ دوسروں کے
دلوں کے حالات بھی جان لیتا ہے۔ پروکش گیان کا حاصل کر لینا
اُس کے لئے ویسا ہی آسان ہے جیسا نارگک مستشک کے لئے
ظاہر اکا۔ اسی کا نام پروکش درشن (پوشیدہ بات دکھانا) ہے۔

دونوں مستشکوں کا فرق

دونوں مستشکوں کا صاف فرق سمجھ لینے سے ہی منش اُن کے
کاموں کی حدود کو دھیان میں رکھ سکتا ہے۔
اس لئے ان کا فرق سمجھ لینا چاہئے۔ نارگک مستشک کا کام جسمانی ہے
اور جسم سے باہر رہا کرتا ہے۔ اور اُس کے کام کے میدان کی حد اندریوں
کی حد سے محدود ہے۔ لیکن اس کے بالکل برعکس چیتک مستشک
کثیف جسم سے علیحدہ ایک جدا آزاد ہستی ہے۔ اور اُس کے کام کے
وسائل بھی اندریوں سے علیحدہ آزاد اور اندرونی ہیں۔ ہڈسن
نے اس دوسرے مستشک (دماغ) کو Soul (روح) کہا ہے۔
لیکن روح تو جسم اور دماغ سبھی کا مالک ہے۔ ایک کو ایک مستشک

کہنا واجب نہیں۔ انتہکرنوں میں سے چت کا قائمقام اس چیتنگ مستشک کو کہہ سکتے ہیں۔ یہ چیتنگ مستشک کب اپنے تعجب خیز کاموں کا عمل کر سکتا ہے۔ جب دھارنا کا ابھیاس کر کے چت کو یکسو کر سکنے کی سدّھی حاصل کر لیتا ہے ؛

ان دونوں مستشکوں میں ایک اور بھی بڑا فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے

ایک اور خاص فرق

کہ جب تک تارکک بدھی کام کرتی رہتی ہے اور منش ہوشیار رہتا ہے۔ اُس وقت تک اُس پر مسمریزم یا ہپناٹزم کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یا کوئی استری پرُش یہ چاہے۔ کہ اُس پرش کو جس کی بدھی طاقتور ہے۔ اور اپنا کام مضبوطی کے ساتھ کرتی ہے۔ مسمریزم سے اُسے بیہوش کر دے۔ تو یہ نامکن ہے۔ ہاں وہ پرُش ضرور بیہوش ہو سکتا ہے۔ جس کی بدھی کمزور اور دِل پاور مضبوط بنانے میں ناقابل ہے۔ تارکک بدھی کا کام بند ہو جانے پر چیتنگ مستشک غیر اثرات کو چاہے وہ کیسے ہی مکھے ہوں بلا چون وچرا گرہن کر لیا کرتا ہے۔ اِس حالت میں اُس سے اگر کوئی کہے۔ کہ تم بندر ہو۔ کُتے ہو یا بلّی ہو۔ تو وہ اُسے فوراً اگر مگر کئے بِنا قبول کر لیگا وغیرہ +

انتہکرنوں یا مستشکوں کے کام اُن طاقت اور اُن کے فرق کو اچھی طرح دیکھ لینے اور دھیان میں رکھنے سے منش کبھی غلطی میں نہیں پڑ سکتا پنوندھی۔ رُدوحوں کے بلانیکا عمل کرنیوالے کیا صرف ان انتہکرن کی طاقتوں کو نہ جاننے ہی سے بھول میں پڑ جایا کرتے ہیں ؟

آتم ویتا - ایک سبب اس کا اور بھی ہے - اور وہ ہے - منش کے سنریرِوں کا صحیح اور اصلی علم نہ ہونا - اگر یہ دو نو سبب دُور کر دیئے جائیں - تو پھر رُوحوں کے بُلا لینے اور اُن کے سندیش لینے کے بھرم میں نہیں پڑ سکتا ﴿

تیوندھی - سنریروں کا شدھ اور اصلی علم کیا ہے ؟

آتم ویتا - اِس کا کچھ ذکر تو اس سے پہلے کیا جا چکا ہے[1] - اِن سنریروں کے بندھن میں ایک خاص بات جس کو پہلے نہیں کہا گیا ہے - وہ یہ ہے

تینوں سنریر مل کر کام کرنے کے لیئے بنے ہیں

(۱ - کثیف - ۲ - لطیف اور ۳ - کارن) جسم علیحدہ علیحدہ یا ایک دوسرے سے بالکل الگ ہو کر کچھ کام نہیں کر سکتے - اس کاریگر (پرمیشور) نے اس کی سرشٹی (پیدائش) مل کر کام کرنے کے لیئے ہی کی ہے - کارن سنریر قابل اعتراض نہیں - اس لیئے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے ﴿

لطیف اور کثیف جسم کے تعلق میں یہ اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے

لطیف اور کثیف جسم ایک دُوسرے سے آزاد ہو کر کام نہیں کر سکتے

کہ یہ دونو ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر کریا تمک جگت میں کچھ نہیں کر سکتے - لطیف جسم میں اندریوں کی اصلی طاقت ہے - اور کثیف جسم میں اندریوں کے گولک ہیں - گولک اور شکتی - جب دونو ملیں - تب ہی کام ہو سکتا ہے ورنہ نہیں

چندر دت - کہا جاتا ہے - کہ نیند میں کثیف جسم نہیں - لطیف جسم ہی کام کیا کرتا ہے ﴿

---

[1] دیکھو اسی کتاب کے دوسرے باب کا دُوسرا حصّہ

آتم ودیا۔ نیند کی حالت کریا تمک جگت نہیں ہے کریا تمک جگت کا تعلّق صرف جاگرت اوستھا ہی سے ہے۔ اور جاگرت اوستھا ہیں دونوں شریر مل کر ہی کام کیا کرتے ہیں۔ مثلاً آنکھ کو لو۔ اگر لطیف شریر کی خفیہ طاقت بینائی میں کچھ فرق آ جاتا ہے۔ تو آنکھوں کے گولکوں کے اچھے حاضر ہونے پر بھی منش دیکھ نہیں سکتا۔ اِس کے خلاف اگر طاقتِ بینائی ٹھیک ہے۔ لیکن گولک خراب ہیں۔ تب بھی دیکھنے کا کام بند ہی رہیگا۔ یہی حالت انیہ اِندریوں کی سمجھنی چاہیے؛

لطیف شریر کی ستّا

لطیف شریر کیا چیز ہے؟ اس کے سمجھنے میں دو قسم کی بھولیں ہوا کرتی ہیں۔ ایک قسم کی بھول کرنیوالے سمجھا کرتے ہیں کہ لطیف شریر کثیف شریر کا اسی شکل والا لطیف شریر ہے۔ اُس کے ہاتھ پاؤں۔ کان۔ ناک وغیرہ سب کچھ ہیں۔ لیکن بہت چھوٹے پیمانے ہیں۔ اور یہ کہ جب منش پیدا ہوتا ہے۔ تو اس ہیں منہ کے راستہ سے یہ لطیف جسم داخل ہوتا ہے۔ جب وہ مرتا ہے۔ تو ننگے بالک کے مانند اس کے جسم سے منہ ہی کے راستے سے نکل جایا کرتا ہے [1] و [2]؛

دوسری قسم کی بھول کرنے والے اُس کو کثیف جسم کے خول کی طرح کثیف جسم کے چاروں طرف مانا کرتے ہیں۔ اور اُسے تاروں سے جکڑا ہؤا جسم کہا کرتے ہیں۔ اس خیال کا شروع تو یورپ کے ایک سائنس دان پیرے

---

[1] یا آتم درشن صفحہ ۱۶۱ پہلا سنسکرن

[2] آتم درشن صفحہ ۱۸۸ و ۱۸۹

سبل سین نے پیدا کیا تھا۔ لیکن اب کچھ سمپردائیوں میں عام طور پر اسے مانا جانے لگا ہے[1]

بسنتی دیوی - میں نے یہ سُنا ہے۔ کہ یہ تینوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور آزادی سے ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہو کر اپنا اپنا کام اپنے اپنے لوک میں کیا کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ لوک تین ہیں۔ (۱) اسھتول جگت (۲) اچھالوک۔ (۳) مالوک - یہ تینوں علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں۔ بلکہ تینوں ایک دوسرے میں سماوسٹ ہیں۔ اسی طرح

تین لوک اور تین جسم

جسم بھی تین ہیں جن میں سے ایک ایک جسم کا تعلق ایک ایک لوک سے ہے۔ جسم ایک قسم کا آلہ ہے۔ جس کا کام ہے۔ کہ وہ جیتنا کا تعلق اُس لوک سے کرا دیوے۔ جس سے اس کا تعلق ہے۔ مثلاً کثیف جسم کو دیکھئے اس کا کام ہے۔ کہ کثیف سنسار کا علم جیو کو کرا دینے کا مادھیم ہے۔ اس طرح دوسرا لطیف جسم دوسرے لطیف جگت کی جانکاری کرا دینے کا ذریعہ ہے۔ یہ دوسرا جسم ابھی پُورا وکاس پراپت نہیں کر چکا ہے۔ اسی طرح جس پرکار پانچ گیان اندریوں سے کثیف جگت ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لطیف جسم سے لطیف جگت ظاہر ہو جاتا ہے۔ ان پانچ گیان اندریوں کے سوا اس قسم کی دو اندریاں منشک میں اور ہیں۔ (۱) پیٹیوٹیری شریر

[1] ان روحوں کے اس پرلوک تو اس کی حالت میں ہست پادی (ہاتھ پیر) وغیرہ ادیب رہتے ہیں۔ اُن کا لطیف جسم کثیف جسم کی پرت چھپا لیتا ہے (دی ڈی رشی کرت سبھدرا صفحہ ۵) ٭

پی نیل گرنتھی (۲) - ۱ (Pituitary glands)

ان کو ماہر علم اجسام کہتے ہیں۔ کہ یہ اندریاں ۲ (Pineal glands)
تھیں۔ لیکن اب یہ بیکار ہیں۔ لیکن کچھ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ ضرور پی نیل
گرنتھی (   ) انسان کی تیسری آنکھ تھی۔ اور یہ اب
آنکھ کا کام نہیں دیتی۔ لیکن وہ کہتے ہیں۔ کہ اس کا وکاس ہو جانے کے بعد
اس اعضاء کا کام یہ ہوگا۔ کہ اس کے ذریعہ ایک مستشک سے دوسرے مستشک
میں وچار تبدیل ہوا کریگا۔ اور اسی طرح وکاس کے پی ٹو یوٹری شریر
(   ) کا کام یہ ہوگا۔ کہ اس سے دوسرا سوکشم
(لطیف) جگت کثیف جگت کی طرح پرتیکش ہوجایا کریگا۔ اس وقت ہمارا
دوسرے جگت سے نیند کے ذریعہ تعلق ہوا کرتا ہے۔ لیکن اس اندری
کے وکست ہونے پر جاگرت اوستھا میں بھی تعلق ہوسکیگا۔ لطیف شریر
دن اور رات برابر کام کیا کرتا ہے۔ رات میں سوکشم (دوسرا) جگت اس
کے کاریہ کا چھیتر ہوا کرتا ہے۔ جیسے ہم نیند کے ذریعہ جانا کرتے ہیں۔
اور دن میں وہ اچھّا لوک میں کام کرنے کے لئے کثیف جسم کو جوش دلایا
کرتا ہے۔ تیسرا لوک بالنس لوک ہے۔ ہم پہلے کے دو لوکوں کی طرح اس

---

۱ مستشک کی ایک گرنتھی ہے جسے (   ) کہتے ہیں۔ پی ٹی
یوٹری شریر (   ) ایک کلپت شریر ہے۔ جسکی اس وقت کوئی
ہستی نہیں ہے۔ کارن شریر کو ٹھیک نہ سمجھنے سے شائد یہ تیسرے شریر کی کلپنا کیگئی ہے

۲ مستشک کی یہ ایک گرنتھی (گانٹھ) ہے۔ پرسدھ دارشنک ریکارٹ نے اسکو جیو آتما
کا نواس ستھان بتلایا ہے (آتم درشن صفحہ ۱۹۱-۱۹۲ فٹ نوٹ)

بتیسرے لوک میں بھی رہا کرتے ہیں۔ جب ہم وچار کرتے ہیں۔ تو اس وقت ہم
لطیف شریر والی پرکرتی سے بھی زیادہ لطیف پرکرتی کو پریوگ میں لاتے
ہیں۔ جیسے پروفیسر کنگڈن کلی فورڈ نے مانس دربیہ کا نام دیا ہے۔
جس طرح آکاش میں ترنگ کے اُٹھنے سے پرکاش کا گیان ہوتا ہے۔
اسی پرکار منو بھاوں کے پریورتن (تبدیلی) کا گیان مانس دربیہ میں
اٹھی ترنگوں کے ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ یہ مانس دربیہ بھی جیسے چیتنا کا یتنر
(آلہ) کہہ سکتے ہیں بہت کم ویکت ہے۔ لیکن اُس کا بھی وکاس ہو رہا ہے
اور پُورن ویکت ہو جانے پر اس لطیف شریر کو بھی پیچھے چھوڑ سکیں گے۔
اور اُس سمے ہمیں مانس جگت کا پورا پورا گیان حاصل ہو سکیگا۔ یہی وہ جگت
ہے۔ جسے مرنے کے بعد سُرگ کہا کرتے ہیں۔ انہیں تین لوک کو بھو لوک
بھوہ لوک۔ اور سوہ (سُورگ) لوک بھی کہتے ہیں[1]

آتم وِدیا۔ جو مثال بیان کیگئی ہے۔ اُس میں خود سویکار کیا گیا ہے۔ کہ
لطیف یا نو بوڈیری دونو شریر ابھی اویکت بلکہ ناتمام ہیں۔ اور اُن کے تتھا
اُن کے متعلقہ لوکوں کے جاننے کے وسائل مینٹل گرنتھی اور پی ٹو ٹو
ٹیری گرنتھی تو ابھی بالکل نا ترقی یافتہ ہیں۔ ایسی حالت میں ان آزاد
اجسام اور اُن سے متعلق تین لوکوں کی کلپنا محض غلط ہے[2] اصلی۔ اور

---

[1]

[2] پلیٹو نے بھی ایک ترنود (   ) کی کلپنا کی تھی۔ اُن کے نام
اُس نے (۱) جیو آتما (   ) (۲) آتمنک شریر۔ (۳) بارنفک

ہو ہارک جگت ہے اُن کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ لطیف جسم کے متعلق اِس طرح کی کلپناؤں نے ہی رُوح بلانے کی کلپنائیں پر جلبت کر دی ہیں ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ لطیف اور کثیف اجسام کے ٹھیک تعلق کے جاننے اور سمجھ لینے سے منش بھوت پریت رُوحوں کے بُلانے وغیرہ بھرم جال سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ رُوحوں کے بُلانے کے متعلق جو طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اُن سب کا سمادھان کس طرح مذکورہ بالا گیان پر اپنی سے کیا جا سکتا ہے ؟

دُوسرا حصّہ

رُوحوں کے بُلانے کے وسائل کی تشریح

رُوحوں کے بلانے کے لئے مندرجہ ذیل طریقے استعمال کئے جاتے ہیں :- (۱) پلین چیٹ - (۲) سویم پریرت لیکھ - (۳) میز کا ہلنا (۴) اُجّل سوپن (صاف ستھری خواب)

رُوحوں کے سندیش لینے کے وسائل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۵ - شریر (رکھتے ہیں - سویدن)

ورگ جدا اپنے آپ کو ایشور کا بیٹا کیا ہوا یروشیلم کے لئے پیغمبر سمجھا کرتا تھا۔ (آتم درشن صفحہ ۱۹۷ - ۱۹۸) اُس نے بھی تین اور اجسام کو ایک اور طریقہ سے بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہر ایک آدمی کے لئے تین شریر ملے ایک (۱) آنترک پرش (۲) سنیو کتک پرش - (۳) باہیہ پرش - اُس نے جیون کو بھی تین حصوں میں تقسیم کیا ہے

(۵) پرچت گیان - (۶) بھوت پربت - ان میں ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ بیان دیا جاتا ہے :-

پلین چٹ کا کام

پلین چٹ ایک دل کی شکل جیسا لکڑی کا ٹکڑا ہوتا ہے - جس کے نیچے دو چھوٹے پہیے اور ایک پنسل لگے ہوتے ہیں - اور انہیں کے سہارے وہ زمین سے اٹھا ہوا رہتا ہے - اس کے اوپر دونو کناروں پر دو آدمی اپنا اپنا ایک ایک ہاتھ رکھتے ہیں - اس طرح ہاتھوں کے رکھنے سے کوئی طاقت پیدا ہوتی ہے - جس سے پلین چٹ نیچے رکھے ہوئے کاغذ پر گھومنے لگتا ہے - اور اس کے اس طرح گھومنے سے کچھ لفظ یا نشان کاغذ پر بن جاتے ہیں - روحوں کو بلانے والوں کا کہنا ہے - کہ پلانچٹ سے کاغذ پر جو کچھ لکھا جاتا ہے - وہ بلائی ہوئی روحوں کی پریرنا کا نتیجہ ہوا کرتا ہے - لیکن یہ ان کا بھرم مات ہے :

اس کے متعلق ڈوکیٹ کی رائے

ایک عالم ڈوکیٹ نے پلین چٹ کے کام کے بارے رائے دی ہے کہ اس کے لیکھ مفرادوں پر کام کرنے والے سوبھاو اور خود اپنی حرکت کی حالت کا پھل ہوتے ہیں :

اس کا اصلی سبب

منش اپنی طاقتوں کو جانے اور انہیں کام میں لاسکے - اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے مہا منی پتنجلی نے یوگ کی شکشا کا وستار کیا تھا - ابھی تک ہم تھوڑا بہت گیان پہلے منشک کار کہتے ہیں - جو خواہش کی طاقت کا مرکز ہے - اور جس کے ذریعہ ارادہ کرکے کام کئے جایا کرتے ہیں - لیکن دوسرے منشک کے کاموں

ہے جس کا تعلق اپچیت پربھاووں کے انکن کرنے سے ہے۔ عام طور پر منش انجان دیکھے گئے ہیں۔ جیساکہ کہا جا چکا ہے۔ ہمارے انتہکرن میں چیت ایک ایسی شے ہے۔ جس میں ہمارے جنم جنمانتروں کے کئے ہوئے کاموں کے باسنا اور حاصل شدہ گیان کی یادکنندہ رہتی ہے عام طور پر ہم اُن سے انجان ہوتے ہیں۔ لیکن موجود ہونے پر چیت اپنی باسنا اور یادداشت کے بیشمار خزانہ سے اسی طرح کے خیال دل میں پیدا کردیا کرتا ہے۔ ان وچاروں سے صرف موٹی یا کم سمجھ رکھنے کے سبب ہم ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لئے اُن کو اپنے ہی دماغ سے نکلا ہُوا نہ سمجھ کر کسی نہ کسی باہری مانی ہوئی (ACENCY) اس کا سبب ٹھیرانے کی کھوج کیا کرتے ہیں۔ اور اپنی کھوج کئے ہوئے غلط اسباب میں سے ایک سبب رُوحوں کے بُلانے کا بھی ہے ؛

پلین چٹ سے کیا لکھا جاتا ہے

پلین چٹ سے کئے ہوئے سوالوں کے جواب جو لکھے جایا کرتے ہیں۔ وہ وہی ہوتے ہیں۔ جو ہاتھ رکھنے والوں میں سے کسی نہ کسی کے دل میں مذکورہ بالا کی طرح پوشیدہ ہُوا کرتے ہیں۔ لیکن یہ ممکن ہے۔ کہ کوئی سوال اس قسم کا ہو۔ جس کا جواب ہاتھ رکھنے والوں میں سے کسی کے دل میں بھی نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو اُس کا جواب پلین چٹ سے بھی لکھا جائیگا۔ ہاتھ رکھنے سے پلین چٹ میں حرکت ضرور آجاویگی۔ لیکن اُس سے کاغذ پر سوائے اُلٹی سیدھی لکیریں کھینچنے کے لکھا کچھ بھی نہ جائے گا ؛

جیسا کہ رُوحوں کے بُلانے کا عمل کرنے والے کہا کرتے ہیں۔ کہ اگر

کیا رُوحیں پلیین چِٹ کے ذریعہ جواب دیتی ہیں ؟

پلیین چِٹ پر ہاتھ رکھنے کے پلیین چِٹ خود اُن روحوں کی خواہش سے حرکت میں آکر جواب لکھ دیتا ہے۔ لیکن دیکھا یہ جاتا ہے۔ کہ جب تک اُس پر ہاتھ نہ رکھے جاویں وہ غیر متحرک ہی رہتا ہے ۔

ایک مثال

ایک مثال یہاں دی جاتی ہے۔ جس سے ظاہر ہو جاویگا۔ کہ رُوحوں کے نہ رہنے پر بھی پلانچِٹ کچھ لکھ دیا کرتا ہے ۔

انگلینڈ کے ایک وِدوان ہینس نے لکھا ہے۔ کہ اسکی ایک رشتہ دار کی لڑکی مر گئی۔ یہ عورت پلیین چِٹ کے ذریعہ عمل کیا کرتی تھی ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے۔ کہ ہیش نے پلیین چِٹ کے ذریعہ اُسے بُلایا۔ وہ اپنے ساتھ ایک امریکن آدمی کی رُوح کو بھی لیتی آئی۔ جو ہیش کا دوست تھا۔ اور امریکہ کی مغربی سرحد کے لیف روٹے نام کے پہاڑ سے گر کر ۱۸۹۶ء میں ۳۰ برس کی عمر میں مر چکا تھا۔ ہینس، کا قول ہے۔ کہ عورت سے اُسے مُردہ شخص سے شناخت کرائی۔ شناخت ہونے پر ہیش نے اس پرش کی رُوح سے پُوچھا۔ کہ جب وہ پہاڑ سے گر کر مرا تھا۔ اُس کی عمر کیا تھی؟ جواب ملا۔ کہ ۳۳ برس کی۔ لیکن جب ہیش نے کہا۔ کہ مرتے وقت اُس کی عمر تو ۳۰ برس کی تھی۔ تو روح نے جواب دیا۔ کہ اُس کا مطلب اس وقت کی عمر سے ہے۔ لیکن ہیش نے کہا۔ کہ اس وقت کی عمر تو ۳۶ برس کی ہونی چاہئے۔ تو اس قسم کی جرح کرنے سے دونوں روحیں ناراض ہو گئیں۔

اِس کے بعد ہنس کے پُوچھا۔ کہ اچھا اُس پہاڑ کا نام کیا تھا۔ جس سے گر کر موت ہوئی تھی؟ تو پلینچٹ نے لکھ دیا۔ کہ وہ دونو رُوحیں ناراض ہو کر چلی گئیں ٭

مثال سے ظاہر ہے۔ کہ پلینچٹ سے صحیح جواب نہیں ملا۔ اور یہ بھی کہ یہ الفاظ کہ دونوں روحیں ناراض ہو کر چلی گئیں۔ پلینچٹ نے رُوحوں کے چلے جانے کے بعد لکھے۔ تو بتلانا چاہیئے۔ کہ یہ الفاظ کس کی تحریک کا نتیجہ تھا؟ وہ خود تو یہ لکھ نہیں سکتا تھا۔ اور روحیں دال۔ فے۔ غین ہو چکی تھیں۔ ماننا پڑیگا۔ کہ یہ جواب اُسی کا تھا۔ جس کا ہاتھ پلینچٹ پر رکھا ہوا تھا۔ اور اس طرح کے جواب عام طور پر اُس وقت دیئے جایا کرتے ہیں۔ جب عمل کرنے والا پوچھنے والوں کے سوالات سے تنگ آکر اپنا پیچھا چھڑانا چاہا کرتا ہے۔ اسلیئے یہ تو ہوا عملی پہلو۔ لیکن دُوسرا پہلو ہے کہ اپنے سوالات کے صحیح جواب ملتے ہیں۔ تو بھی جتنی زیادہ اس معاملہ میں کھوج کی جاویگی۔ نتیجہ یہی نکلیگا۔ کہ جواب چاہے صحیح ہو یا غلط۔ وہ ہوتا وہی ہے جو پلینچٹ پر ہاتھ رکھنے والے کے دل میں ہوا کرتا ہے۔ اس نتیجہ کو صاف کرنے کے لئے دو سنگوں کی تفصیل دیجاتی ہے ٭

دو سنگوں کی تفصیل

اِن سنگوں میں رُوحوں کے بلانے اور اُن کے سندیش کی اصلیت ظاہر کرنے کے لئے ہی ایک ایک شخص نے سوال کئے تھے اُن میں سے پہلے سنگ میں آریہ سماج کے بانی مہرشی سوامی دیانند سرسوتی کی رُوح کو بلایا گیا تھا۔ اور اُن سے اکثر سنگ میں جمع شدہ اشخاص کیطرف

ے خاص خاص ٹائپ کے عام سوالات کئے اور جواب حاصل کئے۔ یہ سب
سوال ایسے ہی تھے۔ کہ جن کے جواب پریوگ کرتاؤں کی طرف سے دئیے جا
سکتے تھے۔ لیکن ایک شخص نے رگوید کے اُس حصّے کا ایک منتر پڑھکر
جس کا بھاشیہ سوامی دیانند جی نہیں کر پائے تھے۔ اس کے ارتھ پوچھے
یہ بات لمنت پُرشوں کی لیاقت اور علم سے باہر تھی۔ اس لئے پلین چٹ
سے منتر کے ارتھ نہیں لکھے گئے۔ یہ حالت اکثر ہر ایک سنگ میں اپسھت
کی جاسکتی ہے۔ اگر سوال کرتے وقت احتیاط رکھی جاوے۔ اور سوچ
لیا جاوے۔ کہ ایسے ہی سوال کئے جاویں گے۔ جن کے جواب دینے
پریوگ کرتاؤں کی لیاقت اور علم سے باہر ہو۔ اگر سچ مچ سوامی دیانند کی
رُوح آئی ہوئی۔ تو سوامی جی وید کے اعلیٰ درجہ کے پنڈت اُن کی رُوح
کو کسی منتر کا ارتھ کر دینا کیا مشکل تھا۔ ایک دوسری سنگ میں سوال
کرتا نے اُسی سنگ میں اپسھت ایک جیتے جاگتے دیکتی کو مرا ہوا
ظاہر کر کے اُس کی رُوح کو بُلانے کی خواہش ظاہر کی۔ سنت پُرش اس
چالاکی سے واقف نہیں تھا۔ جو اُس کے ساتھ کی گئی تھی۔ اس لئے اپنے
نیموں کے انوسار اُنھوں نے تھوڑی دیر کے بعد جواب دیا۔ کہ رُوح
آگئی۔ اس سے کچھ سوال کئے گئے اور جواب بھی پراپت کئے گئے۔
جواب اس سے بالکل مختلف تھے۔ جو وہ زندہ پُرش جس کی روح کی طرف
سے جواب دیا جانا ظاہر کیا گیا تھا۔ دیتا۔ بھید کھول دینے پر عامل شخص
بہت ناراض ہو کر چلے گئے۔ اس سے دُوسرے سنگ کا طریق عمل سے

صاف ہو گیا۔ کہ کوئی روح کہیں سے نہ آتی اور نہ آسکتی ہے۔ یہ کیول بھرم ہی بھرم ہے۔ یہ پہلا جب ایک پرش سنگ میں موجود ہے۔ اور مرا بھی نہیں ہے۔ تو پھر اُس کی رُوح کہاں سے آگئی۔ یلبن چٹ کی اور سے سچائی۔ تو یہہ ہوتی۔ کہ کتنی بار بھی پرارتھنا کرنے پر اُس زندہ پُرش کی رُوح نہ آئی۔ لیکن جیتے پُرش کی رُوح کے بھی آجانے سے رُوح بلانے کی اصلیت روز روشن کی طرح کھل گئی ؂

روحیں بولتی کیوں نہیں؟

اِس کے سوا ایک بات اور بھی وچار کے لائق ہے۔ کہ یہ آنے والی رُوحیں لکھوا کر ہی کیوں اُتر دیا کرتی ہیں۔ مُنہ سے بولتی کیوں نہیں۔ اگر اپنی صُورت نہ دکھاویں۔ نہ سہی۔ لیکن بول کر جواب کیوں نہیں دے سکتیں۔ جب رُوحیں پرلوک میں اَنّ کھاتی ہیں۔ بستر (پوشاک) پہنتی ہیں۔ تعلیم پاتی ہیں۔ گُورو کی دیکھ ریکھ میں رہتی ہیں۔ جب وہ وہاں آپس میں ہنسی مذاق کرتی ہیں۔ جب وہ وہاں چوری چغلی بھی کرتی ہیں۔ جب وے وہاں جھوٹ بولتی ہیں۔ جب اُنہیں ڈنڈ بھی بھوگنا پڑتا ہے۔ جب ان کی بھُوتوں کے موافق آواز بھی چیں چیں کرنے یعنی دھیمی بربراہٹ کی طرح ہوتی ہے۔ جبکہ اُن کی آواز آج کل کے آتم وادیوں کے اونکار النسار کا ناچُوسی کی طرح ہے۔ جب اُن کا وزن

(۱) دی ڈی - رشی کرت سو بھدرا صفحہ ۵۶ - ۵۷ - ۵۹
(۲) 〃 〃 〃 〃 ۸۵
(۳) 〃 〃 〃 〃 ۷۵
(۴) 〃 〃 〃 [illegible] ۷۳

بھی ۳۲ - ۳۴ - اونس کا بتلایا جاتا ہے - تو پھر وہ سنگوں میں آکر کیوں نہیں بولتیں - یہاں آکر دھیرے دھیرے ہی بولا کریں - کانا پھوسی ہی کیا کریں - جب اُن کے ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں - تو یہ کوئی خیال ہی نہیں کر سکتا - کہ منہ نہ ہوتا ہوگا - جب مُنہ ہوتا ہے - تو پھر اُن کو اُس کے کھولنے اور زبان ہلانے میں کیا سنکوچ کرنا چاہیئے - جب اُن کے اِس طرح چُپ رہنے سے اُن کی ہستی ہی میں شک کیا جا رہا ہے تب تو انہیں منہ کھول کر کم سے کم اپنی ہستی تو ثابت ہی کر دینا چاہیئے - ایک اُردو کے کوی نے لکھا ہے ؎

کم بولنا ادر ہے ہر چند ہو نہ اتنا مُند جائے چشم عاشق تو بھی وہ منہ نہ کھولے

مایارس نے اس قسم کے لیکھ کو ایک طرح کا خود تحریک کردہ (A FROM OF AUTOMATISM) ٹھیرایا ہے اور قبول کیا ہے - کہ لکھکر جواب دینے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لیکھ سے حاصل شدہ پیغام خود لیکھک کے مستشک سے نکلے ہوئے نہیں ہیں - ہاں اُس نے اس بات کو ضرور مانا ہے - کہ کئی صورتوں میں پیغام ٹھیک اُترتے ہیں -

خود تحریک کردہ لیکھ

ایک اور مغربی لیکھک نے لکھا ہے - کہ اگر اِس طریق تحریر کا اچھا خاصہ ابھیاس کیا جاوے تو عامل کامل بن سکتا ہے - اور اُس کے پیغام بھی ٹھیک اُتر سکتے ہیں - اُس نے ایک اس کی مشق بھی شروع کی تھی - مشق اِس طرح کی - کہ وہ اپنی آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا - اور اپنے ہاتھ

کے قلم کو چھوڑ دیا۔ کہ جس طرح چاہے کاغذ پر گھومے۔ قلم گھومنے لگا اور کچھ بے جوڑ خیالات لکھے۔ عامل مانتا ہے۔ کہ اُس کا من بالکل یکسو نہیں تھا۔ اور نہ یہ بھی کہ جو فقرے لکھے گئے وہ اُس کے دماغ کے اندرونی پردے کے اثرات کے نتائج تھے۔ اُس نے یہ بھی لکھا۔ کہ اُس نے صرف ۱۰ منٹ اس کا ابھیاس کیا تھا۔ اگر وہ اس میں پورا دل لگاتا۔ تو شاید بہت کچھ قابل یقین نتیجہ نکلتا ۔

لیکن یہاں ہم ایک مثال دیتے ہیں۔ جو خود مائرس کے متعلق ہے

مثال اور جس سے وہ بات ظاہر ہو جاتی ہے۔ کہ خود تحریک شدہ لیکھ ہمیشہ ٹھیک نہیں ہوا کرتے۔ مائرس نے ایک چٹھی لکھی۔ اور اس کو دو تین لفافوں میں بند کر کے مہر لگا کر ایک بنک میں محفوظ رکھنے کے لئے دیدی۔ جس سے اُس کا مضمون ظاہر نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد خود محرک کردہ لیکھ کی ایک مجلس جمع کی گئی۔ کہ اس چٹھی کا مضمون معلوم کیا جاوے ایک ویرال دیوی نے۔ جو عامل تھی خود محرک تحریر کے چٹھی کا مضمون کاغذ پر لکھ لیا۔ اور اُس لیکھ کو اُنہوں نے مجمع میں ظاہر کر دیا۔ اُس کے بعد ۱۳ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء کو وہ لفافہ بنک سے منگا کر کھولا گیا۔ اور چٹھی پڑھی گئی۔ تو ظاہر ہوا۔ کہ چٹھی کا اصلی مضمون اور وہ مضمون جو اس طریقہ سے حاصل کیا گیا تھا۔ ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے۔ اس طریق تحریر کی مشق بہت آسانی سے ہو جاتی ہے۔ جس کا طریقہ اس طرح ہے ۔

مشق کرنے والے کو شانت چت ہو کر ایک میز کے پاس بیٹھنا چاہیے۔

خود تحریک شدہ تحریر کی مشق کسطرح کیجاتی ہے

پنسل ہاتھ میں ہو اور کاغذ میز پر رکھا ہوا ہو اور
دماغ تمام خیالات سے خالی اور یکسو رکھنے کی
کوشش کرنی چاہیئے۔ پنسل ہاتھ میں اس طرح رکھنی چاہیئے۔ گویا یہ کچھ
لکھنا چاہتا ہے۔ آغاز میں ہاتھ میں کپکپی سی محسوس ہوتی ہے۔ تب پنسل
لکھنے لگتی ہے۔ اور اس کے بعد آغازہ ہو جاتا ہے۔ کل مشق میں چند ہفتے
لگتے ہیں۔ عاملوں کو ہفتے میں دو چار ابھیاس کرنا اچھا ہوتا ہے ؛

اوپر جو مثال دی گئی ہے۔ اس سے اس طرز تحریک کا تاریک
پہلو ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن بات ایسی نہیں ہے۔ کہ اس کا ایک ہی اندھیرا

اس میز کے لیکھ ٹھیک بھی ہوتے ہیں

پہلو ہو۔ سر آلیور لاج نے اپنی ایک کتاب میں کئی مثالیں
دی ہیں۔ جن سے اس کا دوسرا پہلو ظاہر ہوتا ہے۔
یعنی اگر اس کے لیکھ اگر کبھی جھوٹ ہوتے ہیں۔ تو کبھی سچے بھی۔ اسی کتاب
میں سے دوسرا پہلو ظاہر کرنیوالی مثال دی جاتی ہے ؛

ایک بار سٹینٹن موسیز مہاشہ ڈاکٹر سپیر کے گرنب خانہ میں بیٹھے

ایک دوسری مثال

خود محرک آلہ کے پیچھے یا غیر حاضر محرر سے بات کر رہے
تھے۔ وہ غیر حاضر پوشیدہ محرر پہلے فینوٹ لیکن اب ریکٹر اپنا نام بتاتا
ہے۔ اُن کا ایک سوال دجواب اسطرح ہے :۔

موسیز: مجھے بتلایا گیا ہے۔ کہ آپ پڑھ سکتے ہیں۔ کیا یہ ٹھیک
ہے۔ اور کیا آپ کوئی پستک پڑھ سکتے ہیں ؟
نوٹ۔ موسیز اپنا پرشن منہ سے کہتے تھے۔ ریکٹر کا جواب خود محرک

آلہ سے لکھا جاتا تھا۔ موسیز کا قول ہے۔ کہ اس خود محرک آلہ کا طریق بدل گیا۔ کیونکہ پہلے کوئی اور لکھتا تھا۔ اب اس کا آدشیہ کیمبھک ریکٹر ہے۔

رکیٹر۔ ہاں مشکل ہے ؂

موسیز۔ کیا آپ مہربانی کر کے اے نیلڈ (AENEILD) کی پہلی کتاب کی آخری سطر لکھیں گے؟

ریکٹر۔ امتحان کرو۔ (پھر اس نے لکھدیا)

OMNIBAS ERRANTEM TERRIS AT FLUCTIBIJS AESTAS.

موسیز۔ یہ ٹھیک تھا۔ ٹھیک ایسا ہی ہے۔ کیا آپ کتب خانہ تک جائینگے اور دوسرے خانہ کی آخری کتاب کے ۹۴ صفحہ کا آخری فقرہ پڑھینگے موسیز نے لکھا ہے۔ کہ انہوں نے یہ سوال اتفاقیہ کر دیا تھا۔ ان کو معلوم بھی نہیں تھا۔ کہ وہ کونسی کتاب ہے۔ جس کے پڑھنے کو انہوں نے کہہ دیا تھا۔ تھوڑی سی دیر کے بعد آلہ نے یہ لکھدیا:-

I WIL CURTLY PROVE BY A SHORT HISTORICAL NARRATIVE, THATPROPERTY IS A NOVELTY, ANDHS GRADUALLY ARISEN OR GROWN IJP SINCE THE PRIMITIVE AND PURE TIME OF CHRIS-TINUANETY, NOT ONLY SINCE THE

APOSTOLIC AGE, BUT EVEN SINCE THE LAMENTABLE UNION OF KIRK AND STATE BY CONTANTIVE.

نوٹ - کتاب نکال کر مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا - کہ رجسٹر کی تحریر صحیح ہے - صرف ایک بھول اس میں یہ تھی - کہ تحریر میں ACCOUNT کی جگہ NARRATIVE لکھا گیا تھا - جس کتاب کی یہ تحریر تھی - اس کا نام ROGERS ANTI FOPRIESTIAN - تھا

لاج مہاشہ نے اس آلہ کے متعلق اپنی رائے اس طرح لکھی ہے -

وہ اوشٹنشٹ جیو جو ماضی قریب میں اس زمین پر تھے - اور اب مر چکے ہیں - کبھی کبھی اور بمشکل ایسے مدھ درتی آلہ کے ذریعہ جو اُن کے اختیار میں دی جاتی ہے - ہم سے بات چیت کرتے ہیں - یہ بنتر رچنا لمنت پورس (مادھیم) سمشٹ کو مقامی طریق سے اپنے دماغ سے کام لینا بند کر دیتی ہے - تب وہ اد اس سے کام لیتے ہیں - اس مقصد سے کہ اپنے خیالات اس میں بھریں - اور یہی اُن کے اس طرح بھرے ہوئے وچار مادی دنیا میں بات چیت اور تحریر کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں - اور اوشٹنشٹ جیوں کا - اس طرح ایسے مادی ذرائعہ دماغ وغیرہ کے کام میں لانے ہی کو جو اصل میں اُن کے نہیں ہیں خود چلنے والا آلہ کہتے ہیں :-

لاج کی اس رائے کے خلاف ایک دوسرے عالم نے اس خود محرک تحریر کا سبب اس طرح ظاہر کیا ہے :-

لگھو (چھوٹا۔ دوسرا) دماغ SUBJECTIVE MIND

تنتر (رگیں) پٹھیوں۔ ہاتھ اور بازو پر اپنا ادھیکار کر لینا اور وہی پنسل
کو آگے چلاتا ہے۔ اور اس درمیان میں پہلا من بالکل مطمئن۔ بغیر حرکت
اور اکثر یکسو ہوا کرتا ہے۔ پہلے کہا جا چکا ہے۔ کہ چت میں جنم جنمانتر کے
وچار چھپے رہتے ہیں۔ اور مضمون اپسقت ہونے پر جاگرت ہو جاتے ہیں۔
چت کا یکسو ہو جانا اس کے لئے ضروری ہے۔ یکسوئی کا دھیان اور سمادھی
کے ساتھ جوڑ دینے سے اور پھر اس ملی ہوئی طاقت کو کسی پوشیدہ وشئے پر
دینے سے وہ وشئے ظاہر اور واضح ہو جاتا ہے۔ یوگ کی پربھاشا میں اسی
کا نام سنیم کرتا ہے۔ موہبر کو جواب ریکرڈ سے حاصل ہوا ہے۔ اصل میں
وہ جواب اسی کے اپنے دل کے دیئے ہوئے تھے۔ اگر دل کی یادداشت
کے خزانے میں گیان ہوتا۔ تو پھر دوسروں کی طرح اس کا بھی جواب نہ ملتا

میز کے ذریعہ بھی روحوں کے بلانے کی بات کہی جاتی ہے۔ اس کا

میز کا ہلنا اور جھکنا

عمل اس طرح کیا جاتا ہے۔ ایک گول میز لو۔ اور چند ایک
استری پرش اور اس کے چاروں طرف بیٹھ جاویں۔ اور اپنے ہاتھوں کی
ہتھیلیوں کو میز پر ہلکے پن کے ساتھ رکھو۔ اور امتحان کریں کہ وہ کسی حالت
کو محسوس کرنے والے ہیں ۔

تھوڑی دیر میں ایک قسم کی جنبش محسوس کرنے لگیں گے۔ جس کا بھاو

ہلنے کا احساس

اس عمل کے کرنیوالے یہ بتلایا کرتے ہیں۔ کہ یہ کسی روح
کے وہاں حاضر ہونے کی آگاہی ہے۔ اس کے بعد کچھ منٹ گذر جانے

پر میز کے چاروں طرف بیٹھنے والے میں سے کوئی ایک میز سے اس طرح کہے یا پوچھے یا وہ کسی شخص کو مخاطب کر کے کہہ یا پوچھ رہا ہے ؛

سوال کنندہ کو جواب دینے کے طریقے روح کو بتلا دینے چاہئیں جن سے وہ سوال کر رہا ہے۔ وہ طریقے کچھ اس قسم کے ہونے چاہئیں کہ اگر تین بار میز جھکے یا ہلے یا کھٹکا ہو تو نہیں۔ اگر دو ہوں تو ٹھیک۔ اگر چار ہوں۔ تو اچھی بات سمجھی جاوے گی۔ اور میز کے انہیں جھکاؤ یا تعداد سے سوال کا جواب لیا جا کرتا ہے۔ میز کے چاروں طرف بیٹھنے کے بھی کچھ طریقے مقرر ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ کہ ایک پرش۔ اس کے بعد عورت پھر پرش اور پھر عورت وغیرہ۔ کبھی کبھی اس قاعدے کا الٹ بھی کیا جاتا ہے۔ اندھیرے کمرے میں بیٹھ کر یہ عمل کرنا بہتر اور کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ دوپہر کے بعد شام یا رات کا آغاز اس مطلب کے لئے اچھا سمجھا جاتا ہے ؛

> جواب دینے کے طریقے

یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ کبھی کبھی زیادہ مشق کرنے کے بعد عمل کرنیوالوں کو کمرے میں روشنی۔ کبھی کبھی تارے۔ کبھی کبھی آدمیوں کے سر وغیرہ بھی دکھائی دیا کرتے ہیں۔ اس لئے اس طرح میز کے ہلنے اور کھٹکوں سے روح کا جواب سمجھ لیا جاتا ہے ؛

> روشنی اور مانوؤں کا نظارہ

لیکن میز کے ہلنے اور کھٹکا ہونے کے سبب میز پر نمائلین کے ہاتھ ہوا کرتے ہیں۔ اگر ہاتھ نہ رکھے جاویں۔ تو کتنی ہی یقین اور شردھا سے کیوں نہ کسی روح کو بلایا جاوے۔ وہاں کوئی پتہ تک نہیں ہل سکتا۔ جب میز پر ہاتھ حرکت کے احساس کا خیال کرتے ہیں۔ تبھی

> میز کے ہلنے کا سبب

دوسری ٹھکھو سنسنک کے پربھاو سے ہاتھ میں حرکت آتی ہے۔ اور وہی حالت میز کو بھی ہلنے جھلنے کا سبب ہوجاتی ہے ؛

نیز ادھیاتمک واد کا ایک الگ اُجل خواب بھی ہے۔ جس کے ذریعہ اس کے معتقد الوکک ریتی سے گھٹناؤں کے گیان پر اپنی کی سمجھا

ادھی سوپن

سویکار کرنے میں مسٹر الور لاج نے لکھا ہے۔ کہ گیان تو ضرور ہی کسی بیچ دانے کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اُس (مادھیم) کا گیان ہم کو کچھ بھی نہیں ہے۔ اور کس طرح وہ الوکک گیان ہم تک پہنچتا ہے یہ بات بھی ابھی تک پوشیدہ ہے۔ سر آلور لاج اور دیگر ادھیاتمک وادیوں نے واد کے قائم کرنے کے لئے کئی حالتیں مشتہر کی ہیں۔ جن میں سے مثال کے طور پر لاج مہودے کا بیان کردہ ایک واقعہ یہاں لکھا جاتا ہے ؛

پادری ای کوالسیر جب بحیرہ اعظم میں ایک جہاز پر سفر کر رہے تھے

ایک مثال

جہاں تار اور خطوط نہیں پہنچ سکتے تھے۔ انہوں نے ۱۴ جنوری ۱۸۸۶ء کو اپنے روزنامہ میں لکھا ہے۔ کہ پچھلی رات مجھے خواب آیا کہ میرے چچا ایچ ای کا خط آیا ہے۔ جس میں مجھے میرے پیارے بھائی کی ۳ جنوری کو موت ہوجانے کی اطلاع دی ہے۔ اس سے مجھے بڑا دکھ ہوا۔ میرا بھائی سوئیٹزرلینڈ میں بیمار ضرور تھا۔ لیکن اُس کے متعلق آخری خبر جو انگلینڈ سے مجھے ملی تھی۔ یہ تھی کہ اب وہ اچھا ہے۔ جب میں اپنا سفر ختم کر کے انگلینڈ واپس آیا۔ جیسی کہ مجھے انتظاری تھی مجھے خط ملا۔ جس میں ۳ جنوری کو بھائی کی موت کی مجھے اطلاع دی گئی تھی ؛

اس طرح کے واقعات کے خواب میں معلوم ہونے کا اصلی سبب اندرونی طاقت ہے۔ اندرونی دماغ کہا جا چکا ہے۔ کہ بنید میں کام کیا کرتا۔ اور پوشیدہ نظارہ اُس کے اختیار میں ہے۔ اس لئے اِس کو اسی پوشیدہ طاقت کی قابلیت کے لئے ذریعہ اس قسم کا علم ہو جایا کرتا ہے۔ اس علم کے حاصل ہونے میں کسی باہری ذریعہ کا ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ یہ اپنی ہی طاقتوں سے بے علم ہونے کا باعث ہے۔ کہ ہم اس کا سبب باہر ڈھونڈھا کرتے ہیں ؛

بھوت پریت داد

بھوت پریت کی ہستی وہ ہوم کی طرح ہے۔ مغرب کے اکثر ودوان اس کو ایسا ہی مانتے بھی ہیں۔ اُن کا بیان ہے۔ کہ نظر کی کمی اور شک سے آدمی کچھ کا کچھ دیکھنے لگتا ہے۔ انکی پربھاشا میں اس طرح کچھ کا کچھ دیکھنے کو اندر جال کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایک انگریز پرش یہ دیکھنے کا عادی تھا۔ کہ اس کے کمیت میں ادھر سے ادھر فوجی سپاہی گھوما کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک عورت کہا کرتی تھی۔ کہ وہ اکثر اوقات اپنے مردہ شناسا پرشوں کو دیکھا کرتی ہے۔ کہ اس کے کمرے میں گھوما کرتے ہیں۔ ڈوگیٹ کہتا ہے۔ کہ پارلیمنٹ کے ایک ممبر کو یقین تھا۔ کہ اُس نے پارلیمنٹ کے ایک مرے ہوئے ممبر کو پارلیمنٹ بھون کے برآمدے میں ٹہلتے ہوئے دیکھا ہے۔ جس طرح نظر غور سے نہ دیکھنے سے انسان کچھ کا کچھ دیکھتا ہے۔ اسی طرح غور سے نہ سُننے سے کچھ کا کچھ، یا کچھ نہ ہونے پر بھی کچھ نہ کچھ سنا بھی کرتا ہے۔ پر دفیسر دے ریٹ نے بھوت واد کی تشریح اس طرح کی ہے

اور بھی مثالیں دی جا سکتی ہیں - جن سے پہلے دو کی طرح یہ بات

ایک مغربی عالم کی رائے

ظاہر ہوتی ہے - کہ بھوت دیکھنے کے واقعات جو
خاص خاص اشخاص پر عائد ہوتے ہیں - مادی ڈھانچوں اور مقامات پر
جن سے اُن اشخاص کا تعلق تھا - کچھ اس قسم کی اپنی نشانی چھوڑ جاتے ہیں
کہ اُن کی چھایا یا گونج اُن پرشوں کو محسوس ہونے لگتی ہے - جو اب یہاں
رہتے ہیں - اور جو کمزور اعصاب اور نازک مزاج والے ہوتے ہیں - اگرچہ یہ
خیال اکثر یقین کے ناقابل ہے - لیکن بھوتک شریر یا آتمک کھوج کی حد
میں اس کے خلاف مثالوں کی کمی نہیں ہے - ایک سکے کو ایک کانچ کے
ٹکڑے پر کچھ وقت کے لئے چھوڑ دو - اس کے بعد ہٹانے پر اُس کا نشان
کانچ پر رہ جاتا ہے - اور کانچ پر کے نشان کو ہلانے سے دکھائی دینے
لگتا ہے - لکڑی کے کوئلے اور کئی مادی چیزوں کے ٹکڑے فوٹوگرافی کے
پلیٹ پر رکھنے اور کچھ وقت کے بعد ہٹانے سے اُن کے نشان پلیٹ پر رہ
جاتے ہیں - جس چیز کے وہ نشان ہوتے ہیں - پلیٹ کو حسب قاعدہ فوٹو
گرافی ڈیولپ (نمایاں) کرنے سے وہی چیز دکھائی دینے لگتی ہے - یہ اور
اسی طرح کے دیگر نظارے بھوتک وگیان سے پرگٹ ہوتے ہیں - لیکن
آتم جگت میں اس طرح کی کسی مثال کی تائید نہیں ہوتی ؛

ایک مغربی وِدوان کا قول ہے - کہ نگاہ کی غلطی سے ایک ادھر تو

ایک اور وِدوان کی رائے

بھوت دیکھا جاتا ہے - اور پھر دوسری طرف پر جنت گیان
واد کے ذریعہ اُس پر دوسری رنگت چڑھ جاتی ہے اور

اس طرح خیالی بھوت بھر خیالی نہیں رہتا۔ بلکہ اصلی کہلانے لگتا ہے ؛

مسٹر آلیور لاج اس پکش کے مویدہ ہیں۔ انہوں نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے۔ کہ بھوت پریتوں کی کوئی مادی ہستی نہیں ہے۔ وہ خیال کا اثر یا سایہ ہے۔ جو گراہک کے دماغ میں پڑا ہے۔

لاج اس کے مویدہ ہیں

اور جو اس اثر اور چھایا کے موافق ہے۔ جو کسی دوسرے آدمی کے دماغ میں پیدا ہوا ہے۔ اور ایک تیسرے شخص کے ذریعہ پہلے شخص کے دماغ میں تبدیل کیا گیا ہے۔ لاج مہاشہ نے اپنی اسی کتاب میں تھوڑے عرصہ سے مرے ہوئے پرشوں کی چھایا کے دکھائی دینے کا سمرتھن کیا ہے۔ انہوں نے صفحہ ۹۶ پر اسی کے ثابت کرنے کے لئے ایک مثال بھی دی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے :-

"سیڈم مرتے بلی۔ جو ہنوراج دنیا کی بدہوا سٹاک ہولم نگمہ میں تھیں۔ اُن کے خاوند کی موت پر ایک سنار نے چاندی کے دام مانگے۔ جو اُن کے خاوند نے خرید کی تھی میڈم کو یقین تھا۔ کہ روپیہ اُن کے خاوند کے ذریعہ ادا کیا جا چکا ہے۔ لیکن سنار کی رسید نہیں ملتی تھی۔ میڈم نے سویڈن ورگ مہاشہ کو اپنے گھر بلایا۔ اور اُسسے اس معاملہ کی اہمیت بتلاتے ہوئے گذارش کی کہ جیسا مشہور ہے۔ اگر آپ مرے ہوئے انسانوں کی روح سے بات چیت کر سکتے اور بلا سکتے ہیں۔ تو اُن کے مردہ خاوند کی روح سے اس چاندی کی تفصیل پوچھیں۔ تین دن کے بعد سویڈن ورگ نے مردہ خاوند کی روح سے پوچھکر میڈم کو بتلا دیا۔ کہ اُن کے خاوند کا جواب

ایک مثال

یہ ہے۔ کہ چاندی کا روپیہ چکایا جا چکا ہے۔ اور رسید اُس کی اُوپر کے کمرے کی الماری میں ہے۔ اس میڈم نے کہا۔ کہ الماری تو صاف کر کے دیکھ لی گئی ہے۔ اس میں رسید نہیں ملی۔ اور کاغذ ضرور ہیں۔ سویڈن ورگ نے کہا۔ کہ اُن کے خاوند نے بتلایا ہے۔ کہ الماری کی بائیں دراز کھینچنے کے بعد ایک تختہ دکھائی دیگا۔ اُسے بھی کھینچ لینا چاہیئے۔ تب ایک خُفیہ خانہ نکلیگا۔ اس میں ڈچ راج کے مُتعلق کچھ کاغذات ہیں۔ اور رسید بھی۔ اس خُفیہ خانہ کا حال کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ میڈم اور دیگر لوگ جو اُس وقت موجود تھے۔ سب کے سب اُوپر کے کمرے میں گئے۔ اور الماری مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق کسولی گئی۔ تو اُس میں خُفیہ خانہ نکلا۔ اور اس میں بتلائے ہوئے کاغذ اور وہ رسید بھی نکلی۔ ایسے ہی دیگر مثالیں دے کر لاج مہودیہ نے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ لیکن اصل میں یہ سب کرامات اپنی طاقت کی ہے

دا ستوکتا پرچیت گیان سے اس قسم کی کئی باتیں مثلاً میز کے خُفیہ خانہ اور خفیہ باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ پرچیت گیان کی ایک مثال دی جاتی ہے۔ نیویارک کی ایک عاملہ نے سینوکت راج کے پیٹنٹ آفس کے ایک آفیسر کے مُتعلق کئی باتیں ظاہر کیں۔ جس کا اُسے علم نہ تھا۔ یہ امتحان صرف اس دیوی کے ذریعہ پرچیت گیاتک طاقتوں کی جانچ کے لئے ہی کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر کر دینے کے لئے اس طرح کے جوابات دینے کا تعلق کسی مردہ اِنسان کی رُوح سے نہیں۔ وہ عہدہ دار خود وہاں موجود تھا۔ لیکن میڈم اور عہدہ دار دو تو ایک دوسرے سے بالکل ناواقف تھے۔

یہاں تک کہ ایک دُوسرے کے نام کا بھی علم نہ تھا - اور جب وہاں باہم ایک دوسرے کو شناسا کرایا گیا - تو وہ بھی کلپت ناموں سے - پرادھیکاری کے سمبندھ میں میڈم کو کچھ بتلانا تھا - سب ٹھیک ہو جانے پر میڈم نے کہنا شروع کیا - میں ایک بڑی عمارت دیکھ رہی ہوں جس میں کئی کمرے ہیں - انہیں کمروں میں سے ایک میں تم کو دیکھتی ہوں - تم ایک بڑے ڈیسک کے سامنے بیٹھے ہو جس پر بہت سے کاغذ پھیلے ہوئے ہیں - میں ڈیسک کے درازوں کو بھی دیکھتی ہوں - مجھے ایسا جان پڑتا ہے - کہ تم پیٹنٹ کے سُوتروں سے سمبندھت کچھ کام کرتے ہو - لیکن تمہارا ابھی ایک کام نہیں - میں تمکو تمہارے گھر کے پُستکالے میں بھی دیکھتی ہوں جس میں بہت سی کتابیں اور ہاتھ سے لکھی ہوئی کتابیں بھی ہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم ایک پُستک بھی لکھ رہے ہو - اس کے بعد میڈم نے لائبریری کی الماریوں کی اور دیگر سامان کی صحیح تفصیل بھی بتلا دی - اور اس کے بعد کہا کہ پُستک کے مضمون کے متعلق جس نتیجہ پر تم پہنچے ہو - اُسے بھی میں دیکھتی ہوں ٭

عہدہ دار - کیا وہ مطلب ٹھیک ہے -

میڈم - یہ میں نہیں بتلا سکتی کیونکہ میں اُس پُستک کے مضمون سے واقف ہوں - اس کے بعد میڈم نے پُستک تیار کرنے میں جس سے مدد لی جا رہی تھی - اس کا بھی حال بتلا یا وغیرہ ٭

مثال سے ظاہر ہے - کہ کس طرح میڈم نے اپنی مشق کردہ واقفیت

ے عہدہ دار کا سارا حال بتلا دیا۔ یہاں تک کہ کتاب کے مضمون کا نتیجہ
بھی بتلا دیا۔ اپنی طاقتوں سے ناواقف نرناری اس کو بھی کسی روح کا کام
ہی بتلاتے۔ لیکن یہ سب مشق کردہ طاقت کا ہی نتیجہ ہے ؛

روحوں کا فوٹو لینا

پنچمی ادھیاتم واد کا ایک حصہ جو خصوصاً بحث طلب ہے روحوں
کا فوٹو لینا ہے۔ ادھیاتم وادی اس کریا پر پورا
پورا یقین رکھتے ہیں۔ لیکن زیادہ تعداد میں اس کے خلاف ہیں۔ اس
کریا کا کچھ روپ جانا جا سکے۔ اس کے لئے ایک مثال دی جاتی ہے :-

سر آرتھر کونن ڈویل نے خود فوٹوگرافی کا امتحان کر کے اس کا ذکر
اس طرح اپنی ایک پستک میں کیا ہے۔ ڈویل کا قول ہے۔ کہ ۱۹۱۹ء کی
موسم گرما میں اسی امتحان کے لئے پہلے سے نیت کئے ہوئے وقت پر کرلیو
گئے۔ مسٹر اوٹن ایڈیٹر ٹو ورلڈس۔ اور واکر اور دو ادھیاتم وادی میرے
ساتھ تھے۔ ہوپ اور دیوی وکسٹن مادھیم ہماری انتظاری کر رہے تھے
ملاقات ہونے پر ایک مختصر دعا کے بعد ہوپ اور میں ایک اندھیرے مکان
میں گئے۔ اور وہاں پہنچ کر میں نے پلیٹ کا پیکٹ کھولا۔ جو میں مانچسٹر
سے خرید کر کے ساتھ لے گیا تھا۔ اور اُن میں سے دو پلیٹوں پر نشان
کر کے کیرئیر میں رکھ دیئے۔ تب کیرئیر کو ہوپ نے کیمرے میں لگا دیا۔
اور ہم تینوں ادھیاتم وادی ایک کمبل کا پیچھے سے سایہ کر کے بیٹھے
تب پردہ کھولا گیا۔ اور کیرئیر پھر تاریک مکان میں پہنچایا گیا۔ اور وہاں میں
نے خود اپنے ہاتھوں سے اُن پلیٹوں کو نکالا۔ اور انہیں ڈیولپ کیا۔ اور

جہاں تک ہیں الو بھو کر سکا تھا۔ اِن سب کاموں میں پلیٹوں کے بدلے
جانے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ فوٹو جو اس طرح کھنچا۔ اُس کی یہ حالت تھی
کہ ہمارے چاروں طرف گھرے بادل تھے۔ اور ایک گوشے میں ایک
نوجوان کا چہرہ اور اُس کے بال تھے۔ اور تصویر پر یہ عبارت لکھی تھی :-
ٹی کوبے کی طرف سے میرے نام پیغام تھا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ
"مسٹر ڈویل۔ آپ نے بہت اچھا کیا ہیں کریو میں آنے کے لئے خوش آمدید
کہتا ہوں۔ سب کو نمسکار"
یہ کوبے مہاشہ اس کریو سرکل کے قائم کنندہ تھے۔ اور پیغام کے
حروف کوبے کے حروف سے ملتے تھے ؛

ڈوئل نے مذکورہ تفصیل کے متعلق اپنے ایک تجربہ کا حوالہ دیکر دعوی

اس کی اصلیت

کیا ہے۔ کہ رُوحوں کے فوٹو لینے کی بات ٹھیک کہی
ہے۔ لیکن جو اس کریا کے مخالف ہیں۔ اُن کا کہنا یہ ہے۔ کہ یہ ماھیم
لوگ پیشے ور ہوتے ہیں۔ اور انھوں نے اپنی روزی کمانے کا ڈھنگ
نکال لیا ہے۔ اور اپنے کام میں اتنے ہوشیار ہوتے ہیں۔ اتنی صفائی سے
بدل لیا کرتے ہیں۔ کہ ناواقف آدمیوں کو اس کا علم بھی نہیں ہونے پاتا۔ اور
یہ کہ یہ لوگ جو فوٹو میں بادلوں کے چنہہ (نشان) دکھلایا کرتے ہیں۔ یہ
نشان اُون (COTTON WOOL) کا عکس ہوتا ہے۔ جو
سامنے رکھے پلیٹ پر پڑا کرتا ہے۔ جو سامنے رکھنے سے پلیٹ پر پڑا
کرتا ہے۔ یہ اختلاف خود ایک معزز ادھیاتم واد کی سوسائٹی کی طرف

سے ہوا تھا۔ اس مجلس نے اس کریا کی سچائی جاننے کی کوشش کی۔ اور اس کے لیڈر مسٹر پرائس نے ادھیاتم ہوپ کے ساتھ خط و کتابت کر کے تجربہ کے لئے وقت مقرر کرایا۔ مقررہ وقت پر پرائس مقررہ جگہ پر پہنچے انہوں نے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے ایک کمپنی سے پلیٹ خریدے اور ان میں سے چھ پلیٹوں پر ایکس ریز سے اس طرح کمپنی کا بیوپاری نشان کندہ کرایا۔ کہ باہر سے کسی کو پتہ نہ چلے۔ کہ اس پر کوئی نشان ہے۔ لیکن ڈیولپ کرنے سے یہ نشان معلوم ہو سکے۔ اس طرح نشان شدہ چھ پلیٹوں کو لے کر پرائس حسب منشا وہاں پہنچے؛

دوسری مثال

پرائس کے ساتھ ایک معزز سجن مسٹر سی مور اور ایک اور شعبدہ باز بھی تھا۔ یہ تجربہ ۲۴ فروری ۱۹۲۸ء کو لندن کے سائیکک کالج میں کیا گیا تھا۔ پرائس کا کہنا ہے۔ کہ میں نے اپنے آپ کو بہت خوش ظاہر کیا۔ اور معمولی شروع کی کارروائیوں کے بعد پرائس اور ہوپ دونوں تاریک مکان میں گئے۔ وہاں وہ نشان شدہ پلیٹ کھولے گئے اور دو پلیٹ اوپر سے لے کر کیریر میں ڈالے گئے؛

ہوپ نے کیریر لے کر پرائس سے کہا۔ کہ باقی پلیٹوں کو باندھ لے۔

مادھیم ہوپ کی چالاکی

اسی بیچ میں پرائس نے دیکھا۔ کہ مادھیم ہوپ نے بنا کچھ کہے سنے اس کو اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اور اپنے پاس کا دوسرا کیریر وہاں رکھ دیا۔ پہلے کیریر پر پرائس نے سوئی کی طرح کسی نوکیلی چیز سے کچھ نشان بھی کر دیا تھا۔ جس کا حال ہوپ بھی جانتا

تھا۔ اِس کے بعد پرائس اور ہوپ دونوں اندھیرے مکان سے نکلے
اور پلیٹوں کے ڈولپ ہونے پر دو فوٹو کھنچے ہوئے دکھائی دیئے۔
ایک تو صرف پرائس کا تھا۔ اور دُوسرے فوٹو میں پرائس کے سوا اُس کے
کندھے کی طرف دیکھتی ہوئی ایک عورت کا چہرہ تھا۔ دونو پلیٹوں کو لے
کر پرائس اپنے سنگھ کو لوٹ گئے۔ اور دیکھنے سے صاف معلوم ہو گیا کہ پلیٹ
اور کیر ٹیپر دونو بدلے ہوئے تھے۔ نہ پلیٹ پر ایکسریز کا نشان تھا۔ اور
نہ کیر ٹیپر پر پرائس کا کیا ہُوا نشان تھا۔ پلیٹ کے رنگ اور موٹائی میں بھی
فرق تھا۔ اس امتحان سے پرائس اور اُنکی مجلس نے یہ نتیجہ نکالا تھا۔ کہ ہوپ
لوگ چالاکی سے پیسہ کماتے ہیں۔ اور یہ کہ روحوں کے فوٹو وغیرہ لینے کی بات
بالکل غلط ہے۔ اس امتحان میں پلیٹ بدلنے کی بات ہوپ کے طرفدار
ڈوئل کو بھی ماننی پڑی ہے[۱]۔

[۱] ڈوئل نے لکھا ہے:- THIS STATEMENT (OF CHANGING PLATES) HOLDS GOOD. THE PLATES HAVE BEEN EXAMINED AND COMPARED, AND THOSE WHO DESIRED TO GUARD THE INTRESTS OF MR HOPE, AGREED THAT THIS CONTENTION WAS RIGHT, AND THAT THERE HAD ACTUALLY BEEN A SUBSTITION OF PLATES AT

مجلس کا یہ بھی کہنا ہے۔ کہ مذکورہ امتحان کے بعد اصلی پلیٹوں میں سے ایک پلیٹ (اکیس ریز کے نشان والے) جو امتحان کے وقت ڈارک روم میں بدلے گئے تھے۔ مجلس میں نہائت پوشیدہ طریق سے کسی نے پہنچا دیا تھا۔ جس کے لئے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اُسے کون لایا۔ اور کس طرح وہ حاصل کیا گیا۔ ڈوئل نے اس بات کو بھی ہوپ کے خلاف ٹھیرایا ہے[۱] ؀

اِس اِمتحان کے ذریعہ پلیٹ اور کیریئر کے بدلے جانے کی بات کھل جانے سے ایک مہاشہ ڈِنگ وال نے بھی ۱۹۲۲ء کے مئی ماس میں ہوپ سے امتحان کرنے کے لئے وقت مقرر کرنے کو لکھا۔ لیکن ہوپ نے امتحان کرانے سے اِنکار کر دیا تھا[۲]۔ تب مذکورہ بالا امتحان کی تفصیل مذکورہ کالج میں مجلس جمع کر کے اُس پر ظاہر کر دیا گیا ؀

مادھیم ہوپ کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ وہ ڈارک روم میں برابر بیچینی کے ساتھ اِدھر اُدھر دوڑ دھوپ میں پریشان رہا کرتا ہے۔ اُسکی یہ بات بھی شک کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ مادھیم کو ڈارک روم میں کیوں جانا چاہئے۔ سب کام امتحان کرنیوالے کے ذریعہ ہی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱ SOMETIME BY SOME BODY

(THE CASE FOR SPIRIT PHOTOGRAPHY

BY MR, DOYLE P. 39

[۱] و [۲] دی کیس فار سپرٹ فوٹوگرافی مصنفہ مسٹر ڈوئل صفحہ ۴۱ و ۴۴

کیوں نہیں کرائے جاتے؟ یہ تو ہی ایک عامل ہوپ کی بات۔ اب دُوسری عاملہ دیوی ڈین کی بات سُنیئے۔ یہ دیوی جو کہ مہر شدہ پیکٹوں کو تجربہ کے دن سے کچھ دن پہلے اپنے پاس منگوا لیتی ہے۔ پیچھے سے ادلنے بدلنے کا جھگڑا ہی نہیں رکھتی۔ اور کہتی ہے کہ پیکٹوں کو وہ چار پانچ دن اپنے پاس رکھ کر سینسٹائز کر دیتی ہے[1]۔ اُس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ امتحان کنندگان کو تسلی نہیں ہوتی۔ اور سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ اس فوٹوگرافی میں کچھ چالاکی ضرور ہوتی ہے ؎

دوسری عاملہ ڈین کا حال

تیسرے عامل مسٹر ویرن کومبے ایک معمولی فوٹوگرافر سے رُوحانی فوٹوگرافر بنے ہیں۔ ڈوئل کا کہنا ہے کہ اُس نے دو بار اُن کے ذریعہ تجربہ کیا۔ لیکن دونوں دفعہ ناکامیاب ہوئے۔ ایک تجربے کی بات اُس نے اس طرح لکھی ہے[2]:

تیسرے عامل ویرن کومبے کا حال

"ایک چٹھی کو لفافہ میں بند کر کے میں نے ویرن کومبے کے پاس اس لئے بھیجی کہ ہنٹر کا فوٹو لیوے۔ لیکن ہنٹر کا فوٹو آنے کی جگہ چھ سات چہروں کا فوٹو کھنچ گیا۔ یہی حال دُوسرے تجربہ کا ہوا۔ ویرن کومبے کی چالاکی کا حال ایک بار اس طرح معلوم ہوا کہ اکثر سجنوں نے ایک مہر کیا ہوا پیکٹ ویرن کومبے کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جو کچھ وہ اس کے متعلق کر سکتا ہے کرے۔ تجربہ کے بعد پیکٹ

[1] دی کیس فار سپرٹ فوٹوگرافی صفحہ ۵۴

[2] ,, ,, ,, ,, ,, ۵۷

نتیجہ کے ساتھ بیرن کو میے نے اُن سجنوں کے پاس لوٹا دیا۔ پیکیٹ کھولنے اور دیکھنے کے بعد اُن لوگوں نے اطلاع دی۔ کہ پیکیٹ میں کچھ ادل بدل کردی گئی ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ ویرن کو میے کی بدنامی ہوئی۔ اور خاص صورتوں کے بعد اس نے رُوحوں کے فوٹو لینے کے تجربات عوام کے سامنے کرنے چھوڑ دیئے ۔

اِن تجربات اور عالمان کی چالاکیوں پر نظر ڈالنے سے ہر ایک سمجھدار آدمی اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ روح کے فوٹو لینے کی بات بالکل جھوٹ ہے۔ اسی نتیجہ پر خود لنڈن کے سائکسنگھ کو پہنچنا پڑا۔ جیسا کہ اُوپر کہا جا چکا ہے اسکے سوا کہ فوٹو کثیف جسم کا کھینچا کرتا ہے جب رُوحیں بغیر کثیف جسم کے ہوتی ہیں۔ جیسا کہ رُوحوں کے پیوسائی کہا کرتے ہیں۔ تو پھر فوٹو کس چیز کا کھینچ سکتا ہے۔ سمجھدار آدمیوں کو اِس کا بھی وچار کرنا چاہیئے ۔

رُوحوں کے فوٹو لینے کی بات جھوٹ ہے

تیسرا حصّہ

ایک چت کے دوسرے چت پر اُن سادھنوں سے جن کا علم اس وقت عامل کو نہیں ہے۔ کام کرنے کو پرچیت گیان[1] کہتے ہیں۔ مائیرس کی رائے ہے۔ کہ انسانی دماغ کا بڑا حصّہ تاریک ہے اور وہ تاریک حصّہ نہ صرف ابھی بلکہ اولین کی بھی یادداشت کا خزانہ ہے اس کو اُس نے اعلیٰ آگاہی کا نام دیا ہے۔ مائیرس کا یہ واد سموئیل بٹلر کے اگیات سمرتی واد سے ملتا جلتا ہے :

پرچیت گیان

مائیرس نے اس واد کی تفصیل اس طرح دی ہے[2]۔ سالوں سے یہ بات زیادہ غور سے سوچی اور سمجھی جاتی رہی ہے۔ کہ کس طرح ایک شخص کا جیون پورو جول کے تجربات کا اگیات پریورتن یکت وِستم رُوپ ہے۔ پیدا ہونے سے مرنے تک رنگ روپ سکار یہ اور پرکرتی وغیرہ میں ہم اعلیٰ جیووں کا جو پرتھوی پر کروڑوں برس سے ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ روپانتر (تبادلہ اشکال) ہیں۔ نرنتر

مائیرس کی رائے

[1] یعنی دو زندہ اشخاص کے چت میں بنا کسی بیرونی جانے ہوئے سادھن کے وچار پریورتن کی ودھی (تبدیلی خیالات کا نیم) پرچیت گیان (TLEPATHY) کہلاتی ہے :

[2] HUMAN PERSONALITY BY MAYERS VOL. I P. 16

وسترت پربھشتی کے ساتھ سمبندھت ہونے سے کرمشہ چیتنا کا دوارا اپنا ستھان چھوڑتا سا گیا۔ جس کا اثر یہ ہوا۔ کہ چیتنا کی وہ دھارا جو ایک بار ہماری ستّا کے مکھیہ بھاگ ہیں پرواہت ہوتی تھی۔ اور زیادہ تر بند سی ہو گئی۔ ہماری چیتنا و کاس کے ایک دریچے پر پہنچے ہوئے اسار سنسار سمدر ہیں ایک لہر کی مانند ہے۔ اور لہر کی ہی مانند وہ نہ صرف بیرونی ہستی رکھتی ہے۔ بلکہ بہت سی تہوں والی بھی ہے۔ ہمارا آتم سنیوگ نہ صرف اس سمہ کی چہل پہل ہے۔ بلکہ اسھتر بھی ہے اور غرضٗ مزید کی بے قاعدگی کا نتیجہ ہے۔ اور اب تک بھن بھن ادیوؤں کے سمبت شرم سے یکت ہے۔

دماغ کا ٹھیک علم نہ ہونے سے دماغ کے نام اور کام کے متعلق جو بات بھی کہی جاتی ہے۔ کوئی دوسرا پرش جو اس بات کو بھی نہ مانتا ہو۔ یقینی طور پر اس کا منڈن نہیں کر سکتا۔ یہی ہیتو ہے۔ جس سے پرچت گیان سمبندھی وشواس ہیچیم ہیں بڑھ رہا ہے۔ اس مضمون کے متعلق کئی کتابیں جن ہیں پرچت گیان کے پرکھیشنوں کا ذکر ہے۔ شائع ہو چکے ہیں۔ انہیں کے آدھار پر دو ایک پرکیشن یہاں لکھے جاتے ہیں۔ وہربرٹ کی پستک[۱] ہیں ایک گھٹنا جو اس واد کی معاون ہے۔ درج ہے۔ اور وہ اس طرح ہے:۔

ایک مثال فروری ۱۸۹۱ء ہیں ایک امریکن کاشتکار گھر سے ۱۰۰ میل کی دوری پر "ڈوبک" نام والے شہر ہیں اچانک مر گیا۔ پرانے

۱۔ فزیکل ریسرچ مصنفہ پروفیسر ہربرٹ صفحہ ۱۳۰
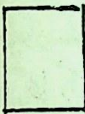
کپڑے جو پہن رہا تھا۔ وہیں پھینک کر اُس کا پُتر لاش کو گھر لے آیا۔ اپنے باپ کا دُکھدائی موت کا حال سُن کر اُس کی بیٹی بیہوش ہو گئی۔ اور کئی گھنٹے اسی حالت میں پڑی رہی۔ جب اُسے سُدھ ہوئی۔ تو اُس نے کہا "کہاں ہیں میرے باپ کے کپڑے؟ وہ ابھی میرے پاس آئے تھے۔ سفید کرتی اور دیگر کالے کپڑے اور سٹیٹن کے سلیپر پہنے ہوئے تھے اُنھوں نے مجھ سے کہا۔ کہ گھر چھوڑنے کے بعد بلوں کی ایک لمبی فہرست تیار کر کے اُنھوں نے جیب میں رکھ لی تھی۔ جو اپنے خاکی کرتے کے اندر لال کپڑے کے ٹکڑے سے سِلی تھی۔ اور روپیہ بھی اسی میں ہے دفن کرتے وقت جو کپڑے لاش کو پہنائے گئے تھے۔ وہ وہی تھے۔ جن کی تفصیل لڑکی نے دی تھی۔ اور لڑکی کو ان بستروں کے پہنانے کا کچھ بھی علم نہ تھا۔ اس کے علاوہ کُرتے کے اندر والی جیب اور روپیوں کا حال اُسے اور نہ اور کسی کو معلوم تھا۔ لڑکی کو سنتشٹ کرنے کے لئے اُس کا بھائی کمرے میں گیا۔ جہاں اُس کا باپ مرا تھا۔ وہاں اُس نے پُرانے کپڑے پائے جو ایک چھپر میں رکھے تھے۔ کُرتے کی اندر کی جیب میں۔ وہ لمبی فہرست بھی بلوں کی ملی جو ۳۵ ڈالر کے تھے۔ اور اسی طرح لال کپڑے کے ٹکڑے سے ملے تھے۔ جیسا لڑکی نے بتلایا تھا۔ جیب کے ٹانکے بیڈھنگے سے لگے ہوئے تھے۔ جیسے کسی پُرش نے سیئے ہوں۔ پروفیسر وبرمیٹ نے اِس گھٹنا کے آدھار پر "پریچیت گیان" کی ستتا پر یقین کیا تھا۔

۵۱ ہیومن پرسنیلٹی جلد دوم صفحہ ۳۹ مُصنّفہ میٹرز

مبتہرین نے بھی اس واقعہ کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے اس خیال کی تصدیق کی ہے ؛

ایک دُوسرے تجربہ کا بھی بیان کیا جاتا ہے۔ یہ تجربہ سر آلور لاج نے کیا تھا۔ اور انہوں نے ہی اسے اپنی ایک پُستک۱؎ میں درج کیا ہے :۔

ایک اور تجربہ

دو آدمی اپنے وچار ایک تیسرے پرش میں جس کی آنکھیں اچھی طرح کپڑے سے باندھ دی گئی تھیں۔ پہنچانے کیلئے بیٹھے۔ ایک موٹے کاغذ کی ایک طرف ایک شکل مُربع اس قسم کی بنا دی گئی تھی۔ اور کاغذ کی دُوسری طرف دو لکیریں اس + قسم کی کھینچ دی گئی تھیں۔ وہ دونوں آدمی ایک میز پر آمنے سامنے بیٹھے اور دونوں کے بیچ میں وہ کاغذ اس طرح رکھا گیا تھا۔ کہ ایک آدمی اپنی طرف والی شکل کو دیکھتا رہے۔ لیکن اُن دونو کو بھی یہ جاننے کا موقعہ نہیں دیا گیا تھا۔ کہ کاغذ کی دوسری طرف کیا ہے۔ تیسرے پُرش کو جو اثر حاصل کرنیوالا تھا۔ اور جس کی آنکھوں سے پٹی بندھی تھی۔ وہ بھی میز کے پاس بیٹھلایا گیا۔ اور تینوں کے بیچ میں کوئی ۲ فٹ کا کھُلا فاصلہ رکھا گیا تھا۔ دونو آدمی اپنے سامنے کی چیزوں کو پوری لگن کیساتھ اس خیال سے دیکھنے لگے۔ کہ انھیں معمول کے دل میں نقش کر دیں تھوڑی دیر بعد اس معمول نے اس طرح کہنا شروع کیا :۔

کچھ ہل رہا ہے۔ اور میں ایک چیز کو اُوپر اور دُوسری کو نیچے دیکھ

۱؎ دی سروائیوال آف مین۔ مصنفہ سر آلور لاج صفحہ ۲۸-۲۹ ؛

رہا ہوں۔ صاف صاف دونوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ تب وہ کاغذ جس پر چتر کھینچے تھے چھپا دیا گیا۔ اور ممول کی آنکھوں سے پٹی کھول کر کے جو چیز اُس کے وچار میں آئی تھی۔ اُنہیں کاغذ پر لکھ دیوے۔ اُس نے ایک چتر اس قسم کا کھینچ دیا۔ لاج کا کہنا ہے۔ کہ یہ تجربہ کئی آدمیوں کی حاضری میں کیا گیا تھا۔ اُن پُرشوں میں کچھ ایک وگیانک بھی تھے۔ اور یہ کہ تجربہ نے آسانی سے سدھ کر دیا۔ کہ ایک ہی وقت میں نہ صرف ایک بلکہ دو پُرشوں کے وچار بھی ایک تیسرے پُرش میں ڈالے جا سکتے ہیں سر آلور لاج نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وگیانک ہونے کی حیثیت سے وہ اس پریچیت گیان کا کوئی سبب نہیں دے سکتے۔ ممکن ہے۔ کہ اس کا سمبندھ ایتھر اکاش سے ہو۔ اگر یہ سدھ ہو گیا۔ تو ضرور یہ وادبھوتک وگیان کی سیما میں آ جاوے گا۔ مدح نے اس کے وگیانک ہپنو دینے کا یتن کہا ہے۔

وگیانک ہپنو

اور وہ اس طرح ہے۔[1] ایک آئینے کو ایک اکشا گر (دھوری) میں اس طرح جڑ دو۔ کہ جس سے وہ ہل سکے۔ اس سے کچھ دوری پر فوٹوگرافی کا کاغذ اور اسی کا ادھیوننت (درمیان میں) موٹے کانچ رکھو۔ اگر سورج کی کرنیں آئینے پر پڑیں گی۔ اور کاغذ وغیرہ سب دیوستھا کے ساتھ رکھے ہوئے ہونگے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس کاغذ پر ایک ریکھا کھنچ جاویگی۔ اور اسی پرکار ہر ایک کھٹکے سے جو آئینے

[1] دی سروی وال آف مین مصنفہ سر آلور لاج صفحہ ۶۱ - ۶۴ +

کو دیا جاوے گا۔ ریکھا کھنچتی جاویگی۔ سورج اور اس شیشے کے بیچ میں کوئی تار اور دیگر اسی طرح کا کوئی مادی مادھیم سوریہ کی کرنوں اور اکاش (ایتھر) کے سوائے نہیں ہے۔ اسی طرح وہ دو ماغوں میں سے جن میں مطابقت ہو۔ اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہو۔ ایک کو اتیجن دینے سے دوسرا پربھاوت ہوگا۔ یکساں تعلق کا مطلب بھوتک وگیان میں لاج کے کہنے کے مطابق یہ ہے۔ کہ ریل کے سٹیشنوں پر سگنل دینے کے لیے جو کھمبوں میں ہاتھ لگے ہوئے ہیں۔ اور اسی پر لگے ہوئے ایک دوسرے آلہ کے ہلانے سے جس طرح اوپر یا نیچے کرنے کے لیے اُسے ہلاتے ہیں۔ اسی طرح کا ابھاؤ آلہ کی حرکت اُس ہتھے میں پیدا کر دیتی ہے۔ اور اسی اثر کے مطابق وہ نیچے یا اوپر ہو جاتا ہے۔ تو اس آلہ یا ہاتھ میں سمجھا جاویگا کہ یکساں تعلق ہے۔ یہ ہلانے کا کھٹکا جو اُس آلہ سے ہتھے تک پہنچتا ہے۔ اور اس کا مادھیم لوہے کی سلاخ یا کوئی رسی ہوتی ہے ایک سیکنڈ میں تین میل کی چال سے جاتا ہے۔ سر آلور نے اپنی پستک میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ انگلینڈ اور ہندوستان کا اندر پیہ سمبندھ غیر درج نہیں ہو سکتا۔ جس طرح انگلینڈ میں تار کی مشین کھٹکھٹانے طہران کی مشین پربھاوت ہو کر ویسا ہی کھٹکا پیدا کر دیتی ہے۔ اسی طرح مانسک وچار پریورتن (تبدیلی) انگلینڈ اور ہندوستان کے بیچ ایسے ذرائع سے ہو سکتا ہے۔ جو اس وقت تک معلوم نہیں ہوئے ہیں ❊

پرتیکش گیان اور پروکش درشن (چھپی ہوئی بات دکھلانا) یہی

پریکیت گیان دو فوبتیں ہیں۔ جن کے قبول کرنے میں کچھ ہیر پھیر کرنے کی اصلیّت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور رُوحوں کے بُلانے کا بھی معاملہ اُن کے سمجھ لینے سے ختم ہو جاتا ہے۔ سنگ کا سمیہ سماپت ہو چکا تھا اس لئے آتم دہینا رشی نے سنگ کا کاریہ سماپت کرتے ہوئے کہا۔ کہ ابھی کچھ باتیں اس مضمون میں باقی رہ گئی ہیں۔ وہ اگلے سنگھ میں کہی جاوینگی۔ سنگھ میں بیٹھے ہوئے نرناری یہ سوچتے ہوئے چلنے لگے۔ کہ پرمیشور نے اِنسانوں کے اندر کیسی کیسی بیحد طاقتیں بھر دی ہیں۔ لیکن بدنصیب ہیں ہم سب کہ نہ اُن سے کام لیتے اور نہ اُن کے جاننے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور اب تک جھوٹے دُنیاوی جھگڑوں میں پھنس رہے ہیں۔ انہیں نرناریوں میں سے ایک پُرش نے گیان بڑھانے کے لئے ایک بھجن گانا شروع کیا۔ اور سبھی شانتی کے ساتھ اُسے سننے لگے ؛

بھجن نمبر (۱)

اب تو ابدھ آلسی جاگو ۔ ٹیک

اُدِت[۱] بھیو گیان دِواکر[۲] مند موہ[۳] بھاگو

ڈوب گیو درجن تارا گن ورند[۴] وشے رس پاگو

اب تو ابدھ آلسی جاگو (۱)

ساہس سر[۵] میں کرم کمل بن اب پھر جھولن لاگو

---

۱ نکلا ۔ ۲ سورج ۔ ۳ جھوٹی محبت ۔

۴ سمود یا سموداے ۔ ۵ تالاب

پریم پراگ[۱] ہنو سجن گل بھر نگ[۲] یوبھ[۳] الوراگو[۳]

اب تو ابدھ آلسی جاگو[۲]

سکھ سمپت چکوا چکئی نے پل[۴] بیوگ دکھ تیاگو

جائے دور و آلس[۵] اجاڑیں دیو الوتس[۶] ابھاگو[۷]

اب تو ابدھ آلسی جاگو[۳]

سکل کلا کوشل[۸] چڑیوں نے راگ کرن پریہ[۹] راگو

ہل مل گنپل[۱۰] گھواندو کم[۱۱] کی پیچھے تکو نہ آگو

اب تو ابدھ آلسی جاگو[۴]

بھجن نمبر (۲)

اٹھ ری[۱۲] والے اب تو جاگ۔ بھور[۱۳] بھئی ہے ندرا تیاگ

اٹھ ری سجنی بیتی رجنی[۱۴]۔ بول رہے چڑیا اور کاگ

نکلی کرنیں سر جن جاگے۔ جاگ اٹھا تو[۱۵] سمپت[۱۶] سہاگ

برا[۱۷] ستہ کال بھجن کر پربھو کا۔ جس سے ہو پریہ[۱۸] سے انوراگ[۱۹]

---

۱ پھولوں بیں جوزیرہ ہوتا ہے ۲ بھونروں کا سمودائے ۳ پریم کیا۔ ۴ جدائی۔ ۵ چھپا نہ سکا۔ ۶ الو۔ ۷ بدنصیب۔ ۸ صنعت و حرفت ۹ جو کانوں کو پیارا لگے۔ ۱۰ راستہ۔ ۱۱ کام کاج کا بیوپار۔ ۱۲ صبح ۱۳ سونا چھوڑ۔ ۱۴ رات۔ ۱۵ تیرا۔ ۱۶ سویا ہوا ۱۷ صبح کا وقت۔ ۱۸ پیارے سے۔ ۱۹ پریم ؎

چوتھا حصّہ

دسواں سنگ - رُوحوں کا بُلانا

آغاز

سنگھ کا وقت آئندہ نزدیک ہی میں آنے والا ہے۔ اِس لئے
ہر ایک نرناری سنگھ میں جانے کے لئے آمادہ ہے۔ اُن کے
دلوں میں نرالا بھاو پیدا ہو رہا ہے۔ جب وہ اپنی طرف دیکھتے ہیں۔
تو اپنے کو کئی افکار سے گھرے نیکیوں سے خالی۔ نافرض شناس پاتے
ہیں۔ رونگٹے کھڑے کر دینے والی بدرسوم کے قابل نفرت۔ چکّر
میں آئے ہوئے۔ کئی قسم کی تکالیف بھوگتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ دل دُکھوں سے
پریشان ہے۔ اور اندرونی بےچینی سے بےچین ہے۔ سوچتے ہیں۔ کہ کب
اور کس طرح یہ دھرم کو تباہ کرنے والی موہ کی نیند دُور ہوگی۔ کب اُن
کے دل میں دھرم بھاو پیدا ہونگے۔ اور کب آتم تیاگ پُوروک نڈر
چت سے نیک چلنی کے اچھے مارگ میں قدم رکھ سکیں گے۔ لیکن
جب سنگھ کے عجیب اثر کی یاد کرتے ہیں۔ کہ کئی مائی کے لال اپنی
کمینہ الوک مالا کے شگفتہ کرنے کے لئے اسی کے اثر سے مؤثر ہو کر
آمادہ ہو رہے ہیں۔ اور جہالت کی تاریکی کو دُور کرنے کی کوشش میں
ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی جب رشی آتم دیبتا کی یاد کرتے ہیں۔

کہ اُن کی بیمثال نصیحت - اُپدیش - مختصر بیانی - گہرے وچار نیک اخلاق نیک کلامی کس طرح سے مجتمع بُرے اثرات کے دُور کرنے کے لئے تیز اوزار کا کام کر رہے ہیں - اور کس طرح محبت بھرا دل اعلیٰ اور نیک خیالات والی ذہن ہیشانی - روشن چہرہ رنج کے گہرے سمندر میں ڈوبے ہوئے اور گرے ہوئے نیچ کو بھی سکھ اور اطمینان کی راہ کا مسافر بنا رہا ہے - تو دل اُمید اور حوصلہ سے بھر جاتا ہے - اس طرح اعلیٰ خیالات کی لہروں میں بہتے ہوئے نرناری جلدی ہی کے ساتھ سنگھ کی طرف جا رہے ہیں - آشرم کی پوتر بھومی آگئی - دیکھتے ہی دیکھتے رشی آتم ویتا سنگھ میں تشریف لائے - اور اُن کے ساتھ ہی سبھی جمع نرناری مناسب جگہوں پر بیٹھ گئے ؛

آتم ویتا - رُوحوں کے بُلانے کے متعلق جو طریقے استعمال کئے جاتے ہیں - ان کا بیان ضروری رائے کے ساتھ کیا جا چکا ہے - دو باتوں کا بیان کر کے شکوک رفع کرنے کا موقعہ دیا جاوے گا ؛

اُن میں سے پہلی بات تو یہ ہے - کہ روحیں بلانے کے عامل کہا کرتے ہیں - کہ اگر اُن کے آنے اور پیغام دینے میں یقین نہ ہو - تو رُوحیں بلانے سے بھی نہ آتیں اور نہ پیغام دیتی ہیں - فرض کرو ایک مجلس رُوحوں کے بلانے کے لئے لگی ہے - کام شروع ہونے سے پہلے اگر کوئی "شکی" بن کر نا اُمیدی کے ساتھ یہ کہہ دے - کہ یہ ہمیشہ ہوتا ہے - کہ جب میں موجود ہوتا ہوں - تو نہ تو

> رُوحوں کے بلانے اور پیغام لینے کے لئے یقین کی کیوں ضرورت ہے

کوئی روح آتی ہے - اور نہ پیغام دیتی ہے - تو بہت کم امکان رہ جاتا ہے
کہ رُوح آوے - یا عمل کرنے والے جو پلانچٹ یا میز پر ہاتھ رکھکر بیٹھا
کرتے ہیں - اور جو رُوحوں کے بلانے میں پورا یقین رکھتے ہیں - رُوحوں کے
بلانے میں سپھلتا پراپت کرسکیں - وچارنیہ یہ ہے - کہ یقین نہ ہونے پر رُوحوں
کا آنا کیوں بند ہو جاتا ہے - جب رُوحوں کو اُن کے بلانے والوں کے کہنے
کے مُطابق میز کے ہلانے کی طاقت ہے - پلان چیٹ کو حرکت میں لانے کی
لیاقت ہے - ہزاروں میل سفر کر لینے کی طاقت ہے - اور اسی طرح دیگر
بھی کئی طرح کے کام کرسکنے کی طاقت ہے - تو اس کا کوئی سبب ظاہر نہیں
ہوتا - کہ ایک اوِشواسی کے سامنے اُن کی ساری شکتیاں کیوں رخصت ہو
جاتی ہیں - اُن کو چاہیئے - تو یہ تھا - کہ یقین نہ رکھنے والوں کو یقین رکھنے
والا بنا دینے کے لئے زیادہ اپنی طاقت اور اثر ظاہر کرتے - لیکن
بات اس کے بالکل خلاف ہوتی ہے - ہڈسن نے خوب لکھا ہے - کہ نپولین
جب زندہ تھا - تو سارا یوروپ اس کا نام سُن کر تھر تھر کانپنے لگتا تھا
وہ یوروپ کے راجاؤں کو کٹھ پتلی کی طرح ناچ نچایا کرتا تھا - لیکن جب
مر گیا - تو اس کی رُوح کا یہ حال - کہ اس کے سامنے آنے سے ہچکچاتی ہے
جسے رُوح کے بلانے وغیرہ کا یقین نہیں ہے[۱] ؛
اس کا اصلی سبب یہ ہے - کہ رُوح تو کہیں سے نہ آتی ہے - نہ

[۱] THE LAW OF PSYCHIC PHENOMENA
BY HUDSON P 209 AND 210

جاتی ہے۔ جو کچھ کرنیہ ہوا کرتے ہیں۔ وہ اپنے ہی دماغ کے اثر کا کام ہوتے ہیں اور وہ خود اپنی تحریک سے محرک ہو کر کیا جاتا ہے لیکن آدمی کو اگر شک ہو تو خود موثرہ ہونے کی حالت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور اسی لئے کوئی کام بھی نہیں ہو سکتا۔ اس بات سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہاں رُوحوں کو بلانے وغیرہ کی بات بالکل غلط ہے ۔

اس کا اصلی سبب

دوسری بات جس کا اس وقت بیان کرنا ہے۔ یہ ہے۔ کہ رُوحوں کے بلانے کے تجربات۔ تجربہ کی حدود سے نکل کر تماشا دکھلا کر دولت کمانے کی مجالس میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور اس لئے اس کا طبعی نتیجہ یہ ہوا کہ ان مجالس میں چھل کپٹ کا میل ہو گیا ہے۔ اس کا کچھ ذکر رُوحوں کے فوٹو لینے کے باب میں کیا جا چکا ہے اور کچھ یہاں کیا جاتا ہے :۔

رُوحوں کے بلانے وغیرہ میں چھل کپٹ کا میل

(۱) میسکے لائن اور ڈوے ونٹ دو عالموں نے جنہیں رُوح بلانے کی ایک مجلس میں کئی باتیں دکھلائی گئی تھیں۔ اسی مجلس میں اُنہوں نے اُن سب باتوں کو دوہرا کر دکھلا دیا۔ اور ظاہر کر دیا۔ کہ اِن باتوں میں کسی بھی کہیں رُوحوں کا کچھ بھی دخل نہیں ہے ۔ [۱]

(۲) ٹوکیٹ ایک عالم نے ایک رُوح بلانے والے پیشے ور اندرجالی کی مثال دی ہے۔ جس نے ۱۸۷۰ء میں برلن کے ایک بینک میں یہ صاف کہہ دیا تھا۔ کہ رُوح بلانے کی مجالس میں جو گھٹنائیں واقعہ ہوتی ہیں۔ اُن

[۱] دی بیلیف آف پرسنل امر مورٹیلیٹی مصنفہ ای ایس پی ہینس چیپٹر آن سپرٹ ازم

کی وہ اچھی تشریح نہیں کرسکتا ہے[۵۱]

(۳) سلیڈ اور ہوم نے جو رُوح بُلانے کا عمل کیا کرتے تھے۔ اِن اِن مجالس میں جو چھل اور کپٹ کئے تھے۔ وہ اکثر سب پر ظاہر ہو گئے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ ان مجالس سے لوگوں کو نفرت ہونے لگی ہے[۵۲] لونٹ۔ اِن لوگوں کے بہت سے ایجنٹ تھے۔ جو اُن مقامات کے جہاں مجالس ہونے والی ہوتی تھیں۔ ایک ایک گھر کا سب حال جان کر انہیں بتلا دیا کرتے تھے۔ اس کام کے لئے لوگوں نے ایک زبان بھی گڑھ لی تھی۔ جسے کوئی دُوسرا جو اُن کی گُٹی سے باہر ہو نہیں سمجھ سکتا تھا :

(۴) ایک بات جو ان مجالس میں عام طور پر عامل کیا کرتے ہیں۔ اور جو سب کو شک میں ڈالنے والی ہُوا کرتی ہے۔ کہ یہ رُوح بلانے کی مجالس اکثر اندھیرے یا دُھندلی روشنی میں کئے جایا کرتے ہیں۔ اور میڈیم کو پردے میں ادھر اُدھر گھمانا پڑتا ہے۔ جبکہ یہ بات اچھی طرح جانی ہوئی رہتی ہے۔ کہ میز کے چاروں طرف جو آدمی کھڑے کئے جاتے ہیں اُن کو ایک دُوسرے کا ہاتھ چھوڑنے اور میز کے پاس سے ہٹنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے :

(۵) ڈاکٹر الفریڈ رسل والیس رُوح بلانے کے حامی تھے۔ تو بھی اُنہوں نے لکھا ہے۔ کہ ایک مجلس میں اُنہوں نے ایک بلائی ہوئی عورت

[۵۱] دی بیلیف آف پرسنل اِم مورٹیلیٹی مصنفہ ای ایس پی ہنیس باب سپرٹ ازم

[۵۲] " " " " " " " "

کی روح کے کان یہ دیکھنے کے لئے چھونا چاہا۔ کہ بالیاں پہننے کے لئے سوراخ ہیں۔ یا نہیں۔ لیکن اُس اور ایسے ہی دیگر تجربات میں دیکھا گیا ہے۔ کہ کبھی ایسا موقعہ نہیں آیا۔ جس میں آئی ہوئی روح پکڑی گئی ہو۔ ہاں یہ تو کئی بار ہوا۔ کہ روح کے بدلے میڈیم کا شریر ہاتھ میں آگیا ہو۔ ۵۱

(۶) پاڈمور نے لکھا ہے۔ کہ ان روح بلانیوالوں کا ایک بڑا مجمع ہوتا ہے۔ جن کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ ضروری اطلاعات حاصل کرتے رہیں۔ اور اس طرح جمع شدہ خبروں سے مجمع کے سارے ممبران کو واقف کرتے رہیں۔ ۵۲

(۷) روح بلانے کا عمل کرنے والی دو بہنوں کے متعلق جو کسی فوکس نامی شخص کی لڑکیاں تھیں۔ چھل کپٹ کا شک ہوا۔ آخر میں دو مختلف موقعوں پر دونوں نے اپنی چالاکی مان لی۔ اور بتلایا۔ کہ وہ اپنے ہی گھٹنے اور انگلیاں چٹخا کر آواز پیدا کیا کرتی تھیں۔ ۵۳

(۸) ہل (J. A. HILL) نامی ایک وِدوان نے لکھا ہے۔ کہ روح بلانے والوں میں اتنا چھل کپٹ اور اتنی زیادہ اندھی وشواسنا ہوتی ہے۔ کہ جس سے مجھے اتنی نفرت ہے۔ کہ میں اُن کے ساتھ

ا۵ مائی لائف مصنفہ ڈاکٹر اے آر والیس صفحہ ۳۴۷ جلد دوم

۵۲ ماڈرن سپرٹ ازم مصنفہ پاڈمور جلد دوم صفحہ ۳۳۹ فٹ نوٹ

۵۳ سپر چولزم مصنفہ جے اے ہل صفحہ ۵:

شریک بھی نہیں ہو سکتا ۱ے ؎

(۹) پھر اُسی زودّان ڈیل، نے ایک دوسری جگہ لکھا ہے۔ کہ رُوح بلانے کے متعلق جو ثبوت دیئے جاتے ہیں۔ وہ تسلّی بخش نہیں ہیں۔ اُس نے پھر یہ لکھتے ہوئے کہ یہ سب کام دھوکہ دینے کے لئے گئے جاتے ہیں۔ اور مثال کے طور پر ۱۱ میڈمیوں کا ذکر کیا ہے۔ جو تھوڑے ہی وقت میں ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا (TRICK) کرتب کرتے ہوئے پکڑے گئے ؎۲

(۱۰) ڈاکٹر دریم ویل ہپناٹزم کے مشہور عامل کا بیان ہے۔ کہ سکتے یا بیہوشی کی حالت میں صرف لگھو منتشک (SUBCONSCIOUS- NES of SUBJECTIVE MIND) کام کرتا ہے۔ اور ان سے سنلاپ وغیرہ کا جواب دینا اس پر اور صرف اسی پر منحصر ہے ؎۳

(۱۱) فرینک پوڈمور نے بھی پریم ویل کے ہی بنائے ہوئے طریقے کی تقلید کی ہے۔ اور وہ بھی رُوح بلانے وغیرہ کا سب کام لگھو منتشک کا ہی سمجھتے ہیں ؎۴

۱ے سپرچوئلزم مصنّفہ جے اے ہل صفحہ ۶

۲ے " " " ۱۶

۳ے MASTER WORKERS BY HAROLD BEGLIE P. 266

۴ے DO DO DO P 261

(۱۲) ایک ودّوان منسٹر ورگ لکھتے ہیں - کہ رُوحیں بلانے وغیرہ کی باتیں نہ تو ٹھیک ہیں - اور نہ کبھی ٹھیک ہونگی - اور اس معاملے میں جتنا بھی بحث مباحثہ کیا جاتا ہے - اُس سے اتنا ہی یہ معاملہ اور خراب ہوتا ہے[ل۱]

(۱۳) ایک ودّوان نے لکھا ہے - کہ یہ رُوحوں کا بلانا وغیرہ سب چالاکی ہے - اگر مرے ہوئے پُرشوں کی رُوحیں زندہ آدمیوں سے بات چیت کر سکتی ہیں - تو کیوں نہیں اُنہیں سے ساکشات بات چیت کریں جو اُن سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں - کیوں کسی عامل کے ذریعہ ہی بات کرتی ہیں - اُس نے یہ بھی لکھا ہے - کہ مخلوق اِن رُوح بلانے والوں کی بڑی احسان مند ہوگی - اگر وہ کوئی ایسی تجویز نکالیں جس کے ذریعہ مرے ہوئے آدمیوں کی گواہی میڈیم کے ذریعہ یا کچہریوں میں ہو سکا کرے[ل۲]

[ل۱] "THE FACTS AS THAY ARE CLAIMED DO NOT EXIST AND NEVER WILL EXIST AND NO DEBATE MAKES THE SITUATION BETTER" (PSYCHOLOGY AND LIF BY MUNSTER-BERT P.254)

THE BELIEF IN PERSONAL IMMORTALITY BY E.S.P. HAYNESS P.109.

(۱۴) مادھیموں (MEDIUMS) کی دہوکے بازی اور ایسی مجالس کے طریق کار پر نظر ڈالتے ہوئے پروفیسر ویریٹ کہتے ہیں۔ کہ مرے ہوئے روحوں کے پیغام اور وہ جوش جو پہلے تھا۔ اب کہیں دکھائی نہیں دیتا ۱؎

آتم وبتا - ضرورت نہیں۔ کہ اس کے متعلق اور زیادہ باتیں بتائی جاویں۔ جو کہا جا چکا ہے۔ وہ روحوں کے بلانیوالی مجالس میں عامل پرشوں کے ذریعہ جو دہوکا اور چالاکی کی جایا کرتی ہے۔ اُن پر روشنی ڈالنے کے لیئے کافی ہے۔ عامل دہوکہ دیتے ہوئے مجالس میں بیٹھے اشخاص کے ذریعہ پکڑے جاتے اور ایسے بے عزّت ہوتے ہیں۔ کہ کیئیوں نے تو روحیں بلانے وغیرہ کا کام ہی چھوڑ دیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ یہ مجالس اب علمی تحقیقات کی حد سے گذر کر دولت کمانے کے پیشوں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ وہ لوگ جن کا گذارہ اس سے چلتا ہے۔ اگر اسے چھوڑ دیں۔ تو پھر کھائیں کیا؟ اسی لئے نہ یہ مجلسیں بند ہوئیں اور نہ ہونے کی اُمید ہے؟

چھل کپٹ کا پیشہ کیوں کیا جاتا ہے؟

لوک منی - پھر لوگ ایسا پیشہ کرتے ہی کیوں ہیں جس میں اُنہیں چھل کپٹ کرنا پڑتا ہے؟

اس کے کارن

آتم وبتا - اس کے دو اسباب ہیں (۱) مغربی تہذیب کا ایک خاص جزو اُپیوگتا واد ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔

۱؎ سپیکالوجیکل ریسرچ مصنفہ پروفیسر بیرٹ صفحہ ۲۴۵ و ۲۴۶؎

کہ اُپیوگتا کی نظر سے ہر ایک بڑے سے بڑا کام کر لینا بھی جائز ہے ۔ اپیوگتا
ہو تو رشوت دینا جائز ہے ۔ بھوک سے اگر آدمی مرتا ہو تو چوری کرنا جائز ہے[۱]
مل کے زیادہ تعداد میں لوگوں کے زیادہ سے زیادہ سکھ کے قاعدے
کے مطابق سجاوک نے فیصلہ کیا ہے ۔ کہ چھوٹے لڑکوں اور پاگلوں کو
جواب دینے کے وقت ۔ اسی طرح بیماروں ۔ دشمنوں اور چوروں کو ۔ یا
بے انصافی سے سوال کرنے والوں کو جواب دیتے وقت ۔ اور وکیلوں کو
اپنی وکالت کے وقت میں جھوٹ بولنا بیجا نہیں ہے[۲] وغیرہ ۔ یہاں تک
کہ عیسیٰ کے ایک معزز شاگرد پال نے نئے عہدنامے کی ایک پستک
میں لکھا ہے ۔ کہ اگر میرے جھوٹ بولنے سے پربھو کے ستیہ کی مہما اور
بڑھتی ہے ۔ یعنی عیسائی دھرم کا زیادہ پرچار ہوتا ہے ۔ تو اس سے
میں پاپی کیونکر ہو سکتا ہوں[۳] ۔ جب ضرورت پڑنے پر چلن اور دھرم پر چا

[1] THUS TO SAVE A LIFE, IT MAY NOT ONLY BE ALLOWABLE BUT A DUTY TO STEAL (MILL'S UTILITARIANISM CH. V. P 95.)

[2] SIDGEVICK'S METHOD OF ETHICS, BOOK III, CH. XI, SEE P. 315, 317 & 335 (7TH ED.)

[3] FOR IF THE TRUTH OF GOD HATH MORE ABOUNDED THROUGH MY LIE UNTO HIS GLORY: WHY YET AM I ALSO JUDGED AS

(بقیہ صفحہ ۲۱۳ پر)

میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے۔ تو دھن کمانا بھی تو اُپیوگتا ہی ہے۔ اِس کے لئے اگر جھوٹ بولنا پڑے۔ یا چھل کپٹ سے کام لینا پڑے۔ تو پھر اِس میں کیوں جھجک ہونا چاہیئے۔ اگر رُوح بُلانے کا ڈھنگ رچ لینے سے دھن مل سکتا ہے۔ تو پھر اس میں ہچر مچر کرنے کی کونسی بات ہے؟

دوسرا سبب یہ ہے۔ کہ بھارت ورش میں انگریزی پڑھے لکھے پرشوں نے اپنی روزی پیدا کرنے کا ذریعہ نوکری اور وکالت کو بنا رکھا تھا۔ سو اِن پیشوں میں اب اُن کو کھپت ہونے کے لئے جگہ باقی نہیں رہی۔ محنت یا بیوپار کرنے کا اُن میں حوصلہ پیدا نہیں ہوا۔ پھر کریں۔ تو کیا کریں۔ ایک گریجوایٹ کو سات جیون ختم کرنے پر بھی سو ڈیڑھ سو روپیہ سے زیادہ آمدنی نوکری کر کے نہیں ہوتی۔ یہی حالت وکالت پیشہ کی ہے۔ وہاں اب زیادہ لوگوں کی کھپت ہی نہیں ہے۔ ایسی حالت میں اگر ایک گریجوایٹ روح بلانے کے پیشہ میں ۵ روپے ہر ایک سنگ میں وصول کر سکے تو وہ سمجھے گا۔ کہ اُس کے ہاتھ سونے کا انڈا دینے والی مرغی آگئی۔ اگر ایک سنگ بھی ہر روز ہو جائے۔ تو پندرہ روپے روزانہ آمدنی ہو گئی۔ اور ایسے کاموں میں دھن خرچ کرنے والے بیوقوفوں کی کسی جگہ بھی کمی نہیں ہے خاص کر یہ دیش تو آج کل ایسوں کی کھان ہی بن رہا ہے۔ پھر اسی پیشے کو کر کے روزگار کیوں نہ حاصل کریں۔ یہ سوال ہے۔ جو ہر ایک انگریزی پڑھے لکھے بابو لوگوں کے سامنے آتا ہے۔ اور اُن میں سے کئی یہ کام

A SINNER? (ROMANS 3.7.) بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۲

سو بچار کر لیتے ہیں۔ زیادہ تر انہیں کے سبب یہ بلانے کی چرچا ادھر ادھر پھیلی ہوئی ہے۔ کچھ دنوں کے بعد جب اس پیشے کی چڑھی ہوئی کمان اتر جائیگی۔ اور لوگوں کے لئے یہ انجمن پسندیدہ نہ رہیگی۔ تب لوگ اس پیشے کا کرنا بھی خود ہی چھوڑ دیں گے ؞

رِشی کمار۔ مشہور تو یہ ہے۔ کہ کسی کو پیغام دینے کے لئے پرلوک سے اس کی استری آیا کرتی ہے۔ کسی کو سندیس دینے کے لئے سر فیروز شاہ مہتہ آتے ہیں۔ کوئی سوامی رام تیرتھ کی روح کو بلاتا ہے۔ تو کیا یہ باتیں سب کی سب جھوٹی ہیں ؞

آتم وبیتا۔ یہ سب اچھی طرح سے سمجھایا جا چکا ہے۔ جو سندیش روحوں کے ناموں سے آیا کرتے ہیں۔ اصل میں یہ عمل کرنے والوں کے ہی وچار اور گیان کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ مثال کے لئے دیکھو ایک دکھن کا رہنے والا جو پورانک مت رکھتا ہے۔ اس کے پاس جو پیغام آتے ہیں۔ ان میں ذکر ہوتا ہے۔ کہ اتوار کو برہمن کو انّ دان کرے[1]۔ موت کے وقت اس کے پاس کالے رنگ فرشتے آئے۔ اور یم پوری کو لے گئے۔ رستے میں سب دیوتاؤں کی مورتیاں دکھتی تھیں۔ ایک ندی ویترنی کو پار کرنا پڑتا ہے[2]۔ پرلوک میں انّ اور کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے مرے ہوئے کو اناج اور کپڑا دینا چاہئے[3]۔ پرلوک میں آرتی پوجا

(حاشیہ: پرلوک کے سندیش ایسے ہی وچاروں کا پھل ہیں)

[1] سوبھدرا دی ڈی رشی کرت صفہ ۲۲ [2] ایضاً صفہ ۵۰

[3] " " صفہ ۵۱-۵۳

ہوتی ہے۔ جب کرنا پڑتا ہے۔ وہ گنتے پورانوں کی کتھا ہوتی ہے۔ پراتہ کال دودھ پیتا ہوں۔ سواری پر بیٹھ کر دو کوس گھومنے جاتا ہوں۔ مندر میں جاتا ہوں۔ تینوں کال کی آرتی کرکے تب گھر لوٹتا ہوں۔ ترکال اشنان کرتا ہوں۔ ایک پاؤں پر کھڑا رہ کر تپ کرتا ہوں۔ بھوجن کرکے ایک گھنٹہ سوتا ہوں [1]

شرابی کسی کثیف جسم میں داخل ہوکر شراب پیتے ہیں۔ ہر ایک ویشنی اور وبھچاری وغیرہ کسی کثیف جسم میں داخل ہوکر اپنی خواہش پوری کر لیتا ہے۔ بوڑھے پرائی کی موت کے بعد ہری ہری کرتے ہیں۔ شرادھ ترپن وغیرہ کرنا سے ہم (پرلوک باسی) ترپت ہوتے ہیں۔ برہمنوں کے سوائے دوسری جاتی کے لوگ متذکرہ بالا ودھی نہیں کرتے۔ لیکن برہمنوں کو سیدھا سامان دان کرتے ہیں۔ کوئی روپیہ بھی دان کرتے ہیں منش دوبارہ درخت اور حیوان کے قالب میں بھی جنم پاتا ہے۔ پرلوک کو صرف شیوبھگت ہی جانے پاتے ہیں شرادھ آدی کرموں کے نہ کرنے سے ہم بھوکے تو نہیں رہتے۔ لیکن شرادھ کا دن ہمارے لئے بڑائی کا دن ہے۔ پرلوک میں کماریوں کے بواہ ہوتے ہیں۔ بدھواؤں کے نہیں۔ چتر گپت اس یمراج کا قابل اعتماد شاگرد ہے۔ چترگپت ڈیڑھ کروڑ سیوکوں کا افسر ہے۔ یم راج کے پاس ایک لاکھ دوت ہیں۔ چتر گپت کے سیوک

[1] دی ڈیوی رشی کرت سوبھدرا صفہ ۵۸ - ۶۱

آدھی دُنیا کے لوگوں کے پاپ پُنیہ لکھتے ہیں - اور آدھی دُنیا کے وہ چِترگُپت اکیلے ہی لکھا کرتے ہیں - لیکن ان سیوکوں کے لکھے کی جانچ بھی چِترگُپت کو کرنی پڑتی ہے - تب یہ لیکھا انصاف کے لئے یم دُوت کے پاس جاتا ہے - اور وہ انصاف کرتے ہیں - گُناہ بخشوانے کے لئے رام نام جپتے ہیں - وشنو مندر میں دو سُندر مُورتیاں ہیں - یہاں (پرلوک میں) پر بدری نارائن کا ایک مندر ہے[1] ۞

اِن پیغاموں پر بغور نظر ڈالو - ایک پورانک مت والا جن باتوں کو یہاں مانتا ہے - وہی اُس کے دماغ میں یادداشت کے طور پر رہتی ہیں - اور اُسی یادداشت کے خزانہ سے اپنی تحریک کے اثر کے مُطابق حالات جمع ہونے پر روحوں کے پیغام کی صُورت میں نکل آیا کرتے ہیں ۞

تزکِ پریہ - اِن پیغامات کے مُطابق اگر سچ مچ کوئی پرلوک ہے - تو پورانک دھرمیوں کے لئے ہی ہے - بھلا ایک آریہ مسلمان کیوں شِیو یا وشنو کے مندر میں جانے لگے - کیوں وہ پورانوں کی کتھا سُننے لگے - کیا مُسلمان یا عیسائی جب پرلوک میں مرتے ہیں - تو وہ بھی ہری ہری ہی کہا کرتے ہیں ؟

نوٹ - اِس پر سب ہنس پڑے ۞

میدھاوی - پرلوک میں بھی برہمن اور غیر برہمن کا بھید ہے -

[1] دی ڈی رشی کرت سو بھدرا صفحہ ۲۸ - ۲۷ ۞

وہاں بدھواوں کے بواہ نہیں ہوتے۔ کیا ایشور چندر ودیا ساگر کی
رُوح نے اپنا بدھوا بواہ کا قانون وہاں یم راج کی کونسل میں پاس
نہیں کرایا ؟

نوٹ :- پھر سب لوگ ہنس پڑے ؟

جوشی ۔ چیتر گپت کے ڈیڑھ کروڑ سیوک کیا کبھی ہڑتال بھی کرتے ہیں ؟

پرچا پریہ ۔ جب یم راج کے پاس صرف ایک لاکھ دُوت ہیں۔ اور
چترگپت کے پاس ڈیڑھ دو کروڑ سیوک ۔ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ
چترگپت چُپ چاپ کیوں بیٹھا ہے ؟ کیوں وہ رُوس کے زار کی
طرح یمراج کو قید کر کے سائبیریا نہیں بھیج دیتا۔ اور کیوں پرجا
تنتر راجیہ قائم کر کے اُس کی حکومت سے آزاد نہیں کر لیتا ؟

نوٹ ۔ پھر سب ہنس پڑے ؟

سوم دیو ۔ شرادھ کرموں کے نہ کرنے سے ہم بھوکے تو نہیں مرتے
یہ کہکر اس رُوح نے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماجیوں کی
کچھ رعایت کر دی ہے ؟

نوٹ ۔ اس پر بھی سب ہنس پڑے ؟

وگیان پریہ ۔ سیزرومبارسو نے بتلایا ہے ۔ اس پرلوک میں
رہنے والی رُوحوں کے جسم ایتھر کے ہوتے ہیں۔ اور ۱۲۰۰ اسو

BIOLOGY OF THE SPIRITS
BY CESARE LOMBEOSRO P. 326 لے

روحوں کے جسم

میل ایک گھنٹے میں چل سکتی ہیں۔ تو پھر دو کوس چلنے کے لئے یہ رُوحیں کس لئے سواری پر سوار ہوتی ہیں۔ اور کیا اُن کی سواریوں کے بھی شریر ایتھر کے ہی ہوتے ہیں ۔

آتم ودیتا۔ سر آلور لاج نے جو رُوحوں کے بلانے وغیرہ میں یقین رکھنے والے وگیانک سمجھے جاتے ہیں۔ ایتھر کا جسم ہونے کے امکان سے انکار کیا ہے۔ اُنہوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اگر ایتھر کے اجسام کا خیال بھی کر لیا جاوے۔ تو اُنہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ اِسی لئے اس ادریہ لوک کے متعلق دیگر باتوں کو اُنہوں نے ناممکن باتیں کہا ہے[1] جس طرح کی بات رُوحوں کے جسم کے متعلق لوم وارسو نے کہی ہے۔ ایڈورڈ کارپنٹر نے کچھ اُس سے بھی بڑھ کر بات کہہ ڈالی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ انسانی جیو کا نول ایک اونس کا کوئی حصّہ ہے لیکن اس کا رُوپ اُس کی شکل اُس کی لمبائی اور چوڑائی اِنسان کے جسم کے مطابق ہے۔ اور جب وہ پورا جسم حاصل کریگی۔ تو اُس کی اونچائی ۵ ۳ سے ۸ میل تک ہوگی[2] پر بات یہ ہے۔ کہ اِن سب کو تک بندی سے زیادہ

[1] RAYMOND BY SIR OLIVER LODGE CH. ON SPIRITUALISM

[2] یوجن چار مونچھ رہی بھاڑی تیلسی داس جی نے کمبھ کرن کے متعلق لکھا ہے۔ پھر اس میں شک کرنے کی کون سی بات رہ جاتی ہے[3]

[3] ڈراما آف لائف اینڈ ڈیتھ مصنف ایڈورڈ کارپینٹر صفحہ ۱۷۲

کچھ نہیں کہہ سکتے ٭

ہنس مکھ - پرلوک میں تین بار (پراتہ کال ۵ بجے - دوپہر ۱۲ بجے - اور رات میں ۱۲ بجے) اشنان کرنے کی کیوں ضرورت ہوتی ہے ؟ اس سے تو پر تیت ہوتا ہے - کہ پرلوک ہندوستان کا جیکب آباد ہی ہے ٭

نوٹ :- اس پر سب ہنس پڑے ٭

ایک آلو چک - جب پرلوک میں شراب بھی جاتی ہے - اور وبھچار وغیرہ بھی ویسوں کی سیری کرنے کا بھی لائسنس ملا ہوا ہے - تو اس پرلوک سے تو ہندوستان کے چکلے ہی اچھے ہیں ٭

نوٹ - اس پر سب بڑے زور سے ہنس پڑے - اور دیر تک ہنستے رہے ٭

٭

پانچواں حصّہ

رُوحوں کا بُلانا

جگیاسو - اگر رُوحوں کے آنے وغیرہ کی سب باتیں بے بُنیاد ہیں۔

بدرُوحوں کا آنا ٹھیک نہیں تو پھر فلاں کی روح، ایسا کیوں بتلایا جاتا ہے؟

تو پھر معمول اپنے کو کبھی کسی کی روح اور کبھی کسی کی روح کیوں بتلایا کرتا ہے؟

آتم ویتا - اِس میں کچھ بھی حیرانی کی بات نہیں ہے۔ کسی کو بھی مسمریزم یا ہپناٹزم سے بیہوش کرکے کہلایا جاسکتا ہے۔ کہ وہ نپولین ہے۔ نیلسن ہے۔ دیانند ہے۔ رام تیرتھ ہے۔ یہی نہیں۔ اُس سے یہ بھی کہلایا جاسکتا ہے۔ وہ کُتّا ہے۔ بلّی ہے۔ گدھا ہے وغیرہ ۔

دیبودت - یہ بات کہاں تک ٹھیک ہے۔ کہ استعمال کی وستوؤں پر

چیزوں پر اثر

پریوگتا کے آچار بیوہار کے سنسکار انکت ہوجاتے ہیں اور زیادہ واقفکار اُن چیزوں کو دیکھکر اُن آچار اور بیوہاروں کی تفصیل بتلا سکتا ہے ۔

آتم ویتا - اس وقت تک اس مضمون پر جتنی باتیں کہی گئی ہیں۔ اُن سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کچھ ایک موٹی باتوں کو چھوڑکر باقی باتیں اس فرضی چیز سنسکار کے بیٹھنے سے نہیں بتلائی جاسکتی ہیں اُن

تفصیل اس طرح ہے :-

اشیاء کے استعمال میں آنے سے اُن میں استعمالی ہونے کے
نشان یا گھساوٹ وغیرہ آجاتی ہیں۔ ان گھساوٹوں میں فرق ہوتا ہے
کنہیں کے استعمال کرنے سے چیز کا زیادہ حصّہ زیادہ گھِستا ہے لیکن
اکثر کے استعمال کرنے سے وہ نہیں اور حصّہ گھس جاتا ہے۔ برتنے والے
پُرشوں کے مزاج اور ان گھساوٹ کے فرق کو دھیان میں رکھنے
سے ایک نتیجہ نکل آیا کرتا ہے۔ کہ فلاں مزاج والے پُرشوں کے استعمال
کرنے سے چیز کا فلاں حصّہ گھِستا ہے۔ اِس وستو کے اس حصّہ
کی گھساوٹ سے برتاؤ کرنے والے پُرش کا سُبھاؤ بتلایا جاسکتا ہے
ایک اُداہرن سے یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے۔ مثال میں جُوتے کو

ایک مثال

لیجئے۔ جُوتے کے تلے کو دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ کنہیں
کے جوتوں کی ایڑی زیادہ گھِستی ہے۔ کنہیں کے جوتوں کا اگلا
حصّہ اور کنہیں کے جُوتے سبھی جگہ سے برابری کے ساتھ گھِستے
اب اُن پُرشوں کے سُبھاؤ کی جانچ کرو۔ جن کے جُوتے کی ایڑی
زیادہ گھسا کرتی ہے۔ ایک درجن سے زیادہ پُرشوں کی جانچ کرنے سے
پتا چلا۔ کہ جن کے جوتوں کی ایڑی زیادہ گھِستی ہے۔ اکثر سبھی بہت
ساہسی اور جوشیلے آدمی ہوتے ہیں۔ اب اس جانچ سے ایک نیم بن
گیا۔ کہ جن کے جُوتوں کی ایڑی زیادہ گھِستی ہے۔ وہ اُتساہی اور جوش
والے مُنش ہُوا کرتے ہیں۔ اب اِس نیم کو دھیان میں رکھنے سے جُوتے

کی ابڑی دیکھ کر اُس کے استعمال کرنیوالے کا مزاج بتلایا جا سکتا ہے
اسی طرح کئی چیزوں کی جانچ کرنے سے انیک نیم بنائے جا سکتے ہیں
اس عام سی بات کو بھی کچھ ایک پُرشوں نے آتم ودّیا کا ایک انگ
بنا رکھا ہے ۔ لیکن اس کا رُوحوں کے بُلانے وغیرہ سے کچھ بھی تعلّق
نہیں ہے ۔ یہ بالکل الگ مضمون ہے ۔ اور اس کا گیان اوپر لکھے ہوئے
کی طرح حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن جو لوگ اس طرح جانچ کر کے
اپنے غرور سے کسی وستو کے دیکھنے ماتر سے پریوگ کرنے کے سبھاو
وغیرہ کے بتلانے کا حوصلہ کیا کرتے ہیں ۔ اُن کی باتوں کے لئے خود روح
بُلانے کی محنت کرنے والوں کو قبول ہے ۔ کہ سب سچ نہیں ہوتی ہیں[1] ۔ وستو
سنسکار کی بات یہاں ختم ہوئی ۔ اب پھر اصلی مضمون پر پہنچ جاویں ۔ یہ
کہا جا رہا تھا ۔ کہ منش اپنے وچار کے مُطابق ہی پریوگ کے مُتعلق کلپنائیں
کیا کرتا ہے ۔ اُداہرن میں دکھلایا گیا ۔ کہ کس طرح ایک پوران[2] دھرمی دکشنی
پُرش پر پریوگ کے سمبندھ وہ ہی پیغام آتے ہیں ۔ جو اُس کے چت میں
یادگار کے طور پر بھرے ہوئے ہوتے ہیں ۔ اگر عامل ایک عیسائی ہو گا
تو اُس کے لئے اسی کے خیال کے مُطابق پیغام آویں گے ۔ یا ایک
مُسلمان ہو گا ۔ تو اُس کو بہشت حُور و غلمان ۔ انگوری شراب وغیرہ سے ہی
بھرا ہُوا دکھائی دیگا ۔ جس سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہے ۔ کہ
رُوح نام والے سندیش اصل میں اپنے ہی دماغ کے سندیش ہُوا کرتے
ہیں ۔

[1] دی ڈی رشٹی کرت سبھدرا صفحہ ۱ [2] پُرانوں کا ماننے والا

تتو وت۔ کلپنا کرو۔ کہ روحیں نہیں آتیں۔ نہ پرلوک کے نام سے رُوحوں کی کوئی بستی ہی آباد ہے۔ اور نہ وہاں سے کوئی پیغام ہی آتے ہیں۔ پھر بھی دل خوش کرنے کے لئے ہی اگر رُوحوں کے بلانے وغیرہ کے سنگ ہُوا کریں۔ کہ جیسے انیک اِندر جالی اپنے تماشے دکھلایا کرتے ہیں۔ جن میں ہاتھ کی صفائی کے سوا کچھ نہیں ہُوا کرتا۔ تو بھی کیا نقصان ہے ؟

آتم دیتا۔ تو بھی نقصان ہے۔ اور وہ اس طرح کہ رُوحوں کے مخفی طور پر بھوت پریت بن کر اُن کے خواب میں پیغام دینے اور دیگر اسی طرح کی کلپناؤں کا یہ پھل ہوتا ہے۔ کہ عام نرناری کے دل میں اُن کا ڈر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ بھی اس طرح کا۔ کہ اُسے کسی ظاہری طریقے یا سادھنوں سے دُور نہیں کر سکتے۔ اور دل میں اس طرح کا ڈر بنا رہنے سے دل کمزور ہو جاتا ہے۔ اور دل کا کمزور ہونا منش کی بے وقت اور جلدی موت کا سبب بن جاتا ہے۔ منش کو بے خوف ہونا چاہئے۔ اسی لئے ویدؔ میں ایشور سے پرارتھنا کی گئی ہے۔ کہ انترکش دیو (پرکاش لوک سوریہ آدی) پرتھوی (اپرکاشک لوک منگل آدی) آگے پیچھے نیچے۔ اُوپر۔ متر شترو۔ گیات اگیات سبھی کے بھے سے مکت (رہا کر) دیوے ٭

تماشے کے طور پر بھی رُوحوں کے بُلانے وغیرہ کے سنگ نقصان دِہ ہیں

بھوت پریت سے ڈرانے والے یا اُن کی ہستی ماننے والے

ا۔ اتھرو وید کانڈ ۱۹ منتر ۵ و ۶

ہمیشہ بزدل اور ڈرپوک ہوا کرتے ہیں۔ اور ڈر اور بزدلی کے سماویش سے آدمی انسانیت کے سب سے اچھے ادھیکار بے خوفی کو کھو بیٹھتا ہے۔ اور اس طرح اپنے کو پتت کر لیتا ہے۔ اس لئے یہ جھوٹے یقین کسی شکل میں بھی کیوں نہ رکھے جاویں۔ منش کے لئے نقصان رساں ہیں۔ اور اسی لئے قابل ترک ہیں ٭

اس اُپدیش کے ساتھ سنگھ کا کام ختم ہوا۔ اور آلم ودیا رشی نے ساتھ ہی مطلع کر دیا۔ کہ اگلے سنگھ کے ساتھ اس پردے کا کام ختم ہو جاوے گا ٭

چوتھا باب

پہلا حصّہ

گیارھواں سنگھ — انتم کرتویہ

آغاز۔ آج کے سنگھ کو آخری سنگھ سمجھتے ہوئے پاس کے گاؤں اور شہروں کے بکثرت نرناری خواہش مند ہیں۔ کہ سنگھ میں چلیں۔ اور آتم دیناشی سے آخری فرض کا اُپدیش سُنیں۔ رات کا سہاونا وقت ہے دھیمی دھیمی فرحت افزا ہوا چل رہی ہے۔ چاند صاف اور نیلے آسمان پر روشن ہو کر اپنی پیاری کرنوں کو پھیلا رہا ہے۔ رات میں کھلنے والے رجنی[۱] گندھا وغیرہ کی بےمثال بہار ہے۔ ساری پھلواڑی خوشبو سے مہک رہی ہے۔ سنگھ میں حصّہ لینے کے جوش میں نرناریوں کے جھُنڈ کے جھُنڈ ساون کے کالے کالے اور پانی سے بھرے ہوئے بادلوں کی طرح اُمڈے چلے آ رہے ہیں۔ دِل نو شگفتہ پھولوں کی طرح کھلے ہوئے ہیں۔ خواہش اور پورے حوصلے سے بھرے ہوئے ہیں۔ مناشی اور شکشا پانے کی بے انتہا خواہش کے خواہشمند

---

[۱] پھول کی ایک قسم کوئی کمودنی کہتے ہیں جو رات کو خوشبو دیتی ہے ؎

ہیں۔ دیکھتے دیکھتے سنگھ لگ گیا۔ اور اتنی بھیڑ ہے۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوتی تھی۔ آتم وبتا رشی آئے اور اپنے مقررہ آسن پر بیٹھ گئے۔ اس لئے کام شروع ہوا:۔

آتم وبتا۔ موت کیا ہے۔ موت کے بعد کیا ہوتا ہے؟ اور ان کے متعلق کئی مضامین پر اس سے پہلے دس سنگھوں میں روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اور یقین ہے۔ کہ انہیں سنگھ کے پریمیوں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ حسب موقعہ اوپر کہے ہوئے مضامین کے ساتھ مختلف جگہوں پر منشوں کے فرائض کا بھی بیان ہو چکا ہے۔ پھر آج کے سنگھ کا مدعا یہ ہے۔ کہ صاف لفظوں میں انسان کے خاص فرائض کو اکٹھا بیان کیا جاوے۔ لہذا وہ بیان کئے جاتے ہیں۔ آج شنکا سمادھان کا کوئی مضمون نہیں ہے۔ آج تو ہر ایک بات جو بتلائی جاوے۔ اسے دل پر نقش کر لینا چاہیئے۔ اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ان کے عمل میں لانے سے منش موت کے دکھ سے آزاد ہو سکتا ہے۔ جن فرائض کی آج شکشا ملنی ہے۔ وہ گنتی میں سات ہیں۔ اب انہیں میں سے ایک کو کہا جاتا ہے:۔

پہلی نصیحت۔ سب سے پہلے جو شکشا دینی ہے۔ وہ برہمچریہ کی شکشا ہے۔ برہمچریہ کا یہ مطلب ہے۔ کہ منش میں اپنی آستک بدھی کے ساتھ لیاقت پیدا ہو۔ جس سے منش اپنے من۔ اور

اندریوں پر قابو پا سکے۔ من بڑا چنچل ہے۔ یہی من کی چنچلتا جب اِندریوں میں بھی آجاتی ہے۔ تب منش کا پتن ہو جاتا ہے ۔

نوٹ۔ آتم ویتا اتنا ہی کہنے پائے تھے۔ کہ سنگھ کے نزدیک ہی سے کسی نے ایک بھجن گانا شروع کیا۔ جس کی طرف سب کا دھیان چلا گیا ۔

بھجن نمبر (۱)

من[1] متوارو اِندری وش ہیں	اِندری ہیں وِشیوں کے وش ہیں
کان نگدھ[2] رس مَے شبدوں کے	نینتر[2] روپ کے جھگڑے رس ہیں
بندھا گندھ[3] سے ہے گھران[4] اندری	تو چا[5] پھنسی سپرش سرس ہیں
بھانت بھانت کے بھکش بھوجیہ[7] کر	رسنا[9] الجھ رہی ہنٹ رس[10] ہیں

اِس بندھن سے چھٹکارا ہو
پربھو کرو مم چت بج وش ہیں
دوسری طرف سے پھر آواز آنے لگی :-

بھجن نمبر (۲)

من ہے بچھلنے ہے اُوسر بیتے
درلبھ[11] دیہہ پائی - پربھو[12] پانہ بھج کرم بچن انسہی تے

---

۱ مست - ۲ آنکھ - ۳ خوشبو ۴ ناک ۵ کھال ۶ چھونا
۷ بھوجن - ۸ کھا کر ۹ زبان - ۱۰ چھ رس -
۱۱ کمیاب - ۱۲ ایشور بھگ +

سہس[۱] باہو[۲] دس[۳] ودن آدی رِپ[۴] بچے نہ کال بلی تے
ہم ہم کرتی جن دھام سنوارے انت چلے اُٹھ ریتے[۵]
مَن پچھت ہے اوسر بیتے

سُت[۶] ونتا[۷] دی جان سوارتھ[۸] نہ کروں نیہہ سب ہی تے
انت[۹] تجھے ہی تجیں گے پامر[۱۰] تُو نہ تجے اب ہی تے
مَن پچھت ہے اوسر بیتے

اب ناتھہِ انوراگ[۱۱] جاگو جڑ[۱۲] تیاگو دُراسا[۱۳] جی تے
بجھے نہ کام اگنی تلسی کہوں وشے بھوگ بھوگی تے
من پچھت ہے اوسر بیتے

آتم ودیا - اِس لئے سب سے بڑے منش کے یہی دو فرائض ہیں
(۱) ایک ایشور پرانتا (خدا پرستی) (۲) اپنے اُوپر اختیار (خود ضبطی)
انہیں دو فرائض کا نام برہمچریہ ہے - ست رام (نرنتر) برہمچریہ ہر ایک
نرناری کے لئے لازمی ہے - جتنے بھی اندریوں کے وِشئے ہیں قدرے
سُکھ دینے والے ہیں - اور اس تھوڑے سے سُکھ کے بیتنے سے
پرانیوں میں اس وشیئی ناپائیداری کو جان کر اُس سے ویراگ پیدا
ہوتا ہے - لیکن یہ ویراگ (ترک) بھی وِشیوں کے سُکھ کی طرح تھوڑا

---

[۱] نام سہسر باہو - [۲] نام راون - [۳] راجہ - [۴] زبردست موت
[۵] خالی - [۶] لڑکا - [۷] استری - [۸] خود غرضی میں پھنسا
ہوا - [۹] آخر [۱۰] نادان مُورکھ [۱۱] ایشر کو [۱۲] پریم کر [۱۳] بدخیالات یا
بُری اُمیدیں

ہی ہوتا ہے - اس ویراگ کے پیٹنے پر پھر منش اُنہیں وشیوں کی طرف چلنے لگتا ہے - پس اسی چلیندرتا کے دوش کے دُور کرنے (ضبطی حواس) کا سادھن برہمچریہ ہے ؛

ستنیہ کام - وشے کی نس سارتا کا مطلب کیا ہے ؟

آتم دیبتا - کوئی وشے ہو اُس کا سُکھ بہت تھوڑی دیر اُس کے بھوگنے کے سمے ماتر ہیں رہتا ہے - ادھر بھوگ ختم ہوا - اُدھر سُکھ رخصت - مثال کے لئے زبان کے وشے کو لے لیجئے - منش کو کسی خاص چیز کا ذائقہ نہایت عزیز ہے - اور اُسی ذائقہ کے لئے اُسے کھاتا ہے - زبان پر رکھتے ہی اس چیز کا مزا آ جاتا ہے - لیکن وہ مزے کا پیارا اُس چاہتا ہے - کہ اس چیز کو کھوئے نہیں - بلکہ زبان پر ہی رکھا رہنے دیا جائے جس سے دیر تک مزا آتا رہے - لیکن اب اُسے ایسا کرنے سے مزا نہیں آتا - اس چیز کے زبان پر رکھتے ہی مزا آ گیا تھا - لیکن معلوم نہیں - کہ وہ مزا کہاں چلا گیا - چیز زبان پر رکھی ہوئی ہے - مگر مزہ نہیں آتا - اب مزہ کیوں نہیں آتا ؟ اس لئے کہ وہ تو ناپائیدار تھا - مزے کا لمحہ گذرتے ہی مزہ ختم ہو گیا - یہی حال سنسار کے ہر ایک وشے کا ہے - اس لئے اِن وشیوں کو محدود اور بے نتیجہ کہا گیا ہے - برہمچریہ کے نیموں پر عمل کرنے کی لیاقت پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے - کہ منش اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے اِن سب نیموں کو یاد کرتا رہے - اور پوری کوشش کرے - کہ اُنہیں کام میں لاوے - اُن کے کام میں لانے کے لئے دو سادھن ہیں ؛

پہلا سادھن تپ (ریاضت) ہے۔ منش کو سختی کے برداشت کرنے کا جیون ویتیت کرنا چاہیئے۔ دوسرا سادھن سوادھیائے (مطالعہ کتب) کا ہے۔ اُتم اُتم گرنتھوں کے پڑھنے سے منش کا دل اور دماغ برہمچریہ کے پوتر نیموں کے حاصل کرنے کے یوگیہ بنا کرتا ہے۔ دوسری شکشا چت کی یکسوئی ہے۔ شکھ اصل میں وشیوں میں نہیں۔ بلکہ دل کی یکسوئی میں ہے۔ اس لیئے چت ایکاگر ہونا چاہیئے۔ دل کی یکسوئی حاصل کرنے کے لیئے اس بات کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ کہ جو کام بھی کرے۔ خوب جی لگا کر کیا کرے۔ اور اپنے کو خالی کبھی نہ رکھے۔ کچھ نہ کچھ ہمیشہ کرتے رہنا چاہیئے۔ دل کی یکسوئی کے لیئے ایشر کے مکھ نام اوم کا سارتھک جپ اس طرح کرنا چاہیئے۔ کہ کوئی سوانس جپ سے خالی نہ جانے پاوے۔ یہ جپ صبح شام اور رات وغیرہ میں اپنی اپنی فرصت کے مطابق کرنا چاہیئے۔ ان سادھنوں سے چت یکسو ہو جاتا ہے۔ چت کی یکسوئی گویا موہن منتر ہے۔ جس سے ہر ایک کام کی کامیابی ہو سکتی ہے۔

برہمچریہ کے سادھن

نوٹ۔ ست سنگی نے رشی کی اجازت لے کر ایک بھجن سُنایا ؛

بھجن

موہن منتر سکھا دے میا۔ موہن منتر سکھا دے

آسو گیہ شانتی کی پیاری اُنوپم[1] برہم چھٹا[2] دکھا دے

میا موہن منتر سکھا دے

---

[1] بے مثال [2] چمک ؛

ہردے تنتری کے تار ہلا دے۔ جیون سنکھ بجا دے
آشا کا سنگیت سُنا دے۔ ساہس ساج سجا دے
میا موہن منتر سکھا دے

مست بنا دے۔ دیش پریم کی بوٹی ہمیں پلا دے
دویش ہٹا دے۔ مودھ گھٹا دے مرتے ہوئے جلا دے
میا موہن منتر سکھا دے

پورش دیپ جلا دے۔ چھن میں بادھا گھن بھگا دے
سوئی ہوئی کلا کوشل کو کوشل متی! جگا دے
میا موہن منتر سکھا دے

آتم وینا۔ تیسری شکشا ممتا کا تیاگ ہے۔ ممتا کا ویاکھیان ہو چکا ہے

تیسری شکشا ممتا دُکھوں کی ماتا ہے۔ ممتا کو چھوڑ دینے سے منش سُکھوں کی حد پار کر جاتا ہے۔ موت اس کے لئے دُکھ دینے والی نہیں رہتی۔ ممتا کا سادھن ویراگ ہے۔ زبردست ویراگ سے ممتا نشٹ ہو جاتی ہے۔ اس لئے کوشش کر کے ویراگ سے ممتا کے پردے کو چت سے ہٹا دینا چاہیئے۔ کام ضرور مشکل ہے۔ لیکن ناممکن نہیں۔ کوشش کرنے سے سب کچھ ہو جاتا ہے ٭

اُدے ویر۔ تلسی داس جی بھی اس ممتا کے فریادی تھے ٭

ہردیہ رُدپی باجہ۔ ۵۲ اُمید کا گیت ۵۳ ہمت کا باجا۔ ۵۴ چراغ
۵۵ بیماری، آفت۔ ۵۶ صنعت و حرفت کے اوزار ۵۷ کلا کوشل دالا پرماتما

بھجن

ٹیک ۔ ممتا تو نہ گئی میرے من تے ۔
پاکر تو جنم کو ساتھی ۔ لاج گئی لوکن تے
تن تھاکیو ماکر کاپن لاگے ۔ جیوتی گئی نینن تے
ممتا تو نہ گئی میرے من تے
سروَن بچن نہ سُنت کاہو کے بل گئے سب اندری تے
ٹوٹے دسن بچن نہیں آوت شوبھا گئی مُکھن تے
ممتا تو نہ گئی میرے من سے
کف پت وات کنٹھ پر بیٹھے ست ہی بلاوت کر تے
بھائی بندھو سب پرم پیارے نہیں نکارت گھر تے
ممتا تو نہ گئی میرے من تے
جیسے سسی منڈل بچ سیاہی چھوٹے نہ کوٹی جتن سے
تلسی داس بچ جاؤں چرنن تے لوبھ پرائے دھن تے
ممتا تو نہ گئی میرے من تے

آتم ودیا ۔ چوتھی بات جو عمل میں لانی چاہیئے ۔ وہ آتم آدھین چتھی شکشا (اپنا سبق) ہے ۔ آتم ادھین کا منشاء یہ ہے ۔ کہ

---

۱ ہاتھ ۔ ۲ روشنی ۔ ۳ آنکھ ۴ کان ۵ دانت
۶ چمک دمک ۔ ۷ چہرہ ۔ ۸ لڑکوں کو ۹ ہاتھ سے
۱۰ چندرمان

منش شانتی کے ساتھ وقت وقت پر اپنے گُن اور دوشوں پر وچار کیا کرے۔ اور دوشوں کے چھوڑنے کے لئے کوشش کیا کرے۔ جب تک منش اپنے اوپر درشٹی نہیں رکھتا۔ تب تک اُسے اپنے دوشوں اور اپنی تُرٹیوں کا پتا نہیں چلا کرتا۔ اس لئے دن رات میں ایک خاص وقت میں اور سب سے اچھا رات میں سونے سے پہلے کا وقت اس کام کے لئے ہُوا کرتا ہے۔ اُسی وقت ایشور کو اپنے دل میں حاضر ناظر سمجھ کر اپنے دن بھر کے کاموں پر وچار کیا کرے جو جو اُس میں خامیاں ہوئی ہوں۔ اُن کے لئے عہد کر لیا کرے کہ کل سے یہ نہ ہونگی۔ اور پھر پُورا پُورا اتین کیا کرے۔ کہ وہ نقص اُس میں نہ رہیں۔ اسی کا نام آدھین ہے ؛

دُوسرا حصّہ

آخری فرض

پانچویں شِکشا

پہلی چار شکشائیں وہ فرائض ہیں۔ جن کا تعلّق صرف اُن منُشوں سے ہُوا کرتا ہے۔ جو انہیں استعمال میں لایا کرتے ہیں۔ اَب دو شکشائیں وہ ہیں۔ جن کا تعلّق غیروں سے ہے۔ اُن میں سے پہلی یعنی پانچویں شکشا وشوّ پریم ہے۔ منُش کا دل لچکیلا (نرم) ہونا چاہیئے۔ جس سے اُس میں ہر ایک جاندار کی محبّت اور خیر خواہی بھری رہے۔ ایشور جگت کا باپ ہے۔ انسان اور

چرند پرند بھی اُس کے پیدا کیئے ہوئے اُس کے پُتر اور پُتریوں کی مانند ہیں۔ اِس لئے جہاں اِنسانوں کے لیئے برادرانہ خیال ہونا چاہیئے۔ وہاں چرند پرند کے لئے بھی اُن کے دل میں رحم کا خیال رہنا چاہیئے۔ اس پریم کی نیک نیتی سے جب منش کا دل بھرا رہتا ہے۔ تب اُس کے اندر ایک غیر معمولی حوصلہ اور اُمنگ کا نور روشن رہنے لگتا ہے۔ اُس کے ہر ایک کام میں اچوک کامیابی کا سبب بنا کرتا ہے۔ اور منش اسی روشنی سے ہر قسم کے نقائص اور بدیوں سے بچا کرتا ہے۔ جہاں محبت سے دل پاک اور حوصلہ مند ہوتا ہے۔ وہاں حرص و بُغض کی میل اور کوتاہ بینی کا مسکن بننے سے بچا رہتا ہے۔ یہی فرض ہے جس کے پُورا کرنے سے اِنسان باہم محبت کے دھاگے سے بندھ کر جاتی اور سماج بنایا کرتے ہیں۔ جو دُنیاوی ترقی کا ایک ماتر سبب ہے۔ انسانوں کی باہم محبت کی بیل اُس وقت چھوٹتی ہے۔ جب اُن کے دل پربھو پریم سے بھی بھر پُور ہوتے ہیں۔ اِس لئے منش پریم اور ایشور پریم دونو ساتھ ساتھ ہی چلا کرتے ہیں ؛

بھجن نمبر (۱)

پریم بیج تو اَوِناشی[۱] ہے۔ نَش[۲] ور دشو[۳] رہے نہ رہے۔
وِشو پریم میں رنگ لے پیارے پھر خون رکت[۴] رہے نہ رہے

۱ غیر فانی ۲ فانی ۳ سنسار ۴ جسم کا خون

وِ دیوت مے وِچار وِبھوتا ہو مرن مے دبھہ رہے یا نہ رہے
کھنڈت وکھنت ہردے ہیں منمتا ہو شبد سنبھہ رہے نہ رہے
تو انکرو کاس مے الٰہی او شر کھنڈر ہے نہ رہے
گیان جیوتی جگ ہیں پرگٹ ہو اگن پرچنڈ رہے نہ رہے
کرتیہ کرستیہ تیاگ دے سروس پیچھے شکتی رہے نہ رہے
ہو بلیدان کرم ویدی پر سوارتھ بھگتی رہے نہ رہے

بھجن نمبر (۲)

پریم دھن پربھو ور پریمک پران
تاپ نمر بین پھرا بھٹکتا کرتا انوسندھان
پریم پنتھ پربھو ملا نہ تیرا اٹھا نمراش ندان
اہا نا تھ انتنے ہیں پرکٹا پریم پربھا مے بھان
دیکھ پڑا اتب پریم پنتھ پربھو سنت شانتی سکھ دان
کنتو ہائے سہسا ودیت سم کہاں لگا وہ بھان
پرکٹا دو پرکٹا دو پھر بھی اُس کو پریم ندھان
پریم دھن پربھو ور پریمک پران

۱ بجلی ۲ زیایک ۳ خالی جسم ۴ برابری ۵ نیا کلا ۶ بڑھتا ہوا ۷ نکلے ۸ مُول ۹ چپنا ۱۰ خود غرضی ۱۱ دُکھ کے اندھیرے ہیں ۱۲ کھوج کرنا ۱۳ محنت کا راستہ ۱۴ امیدا فزا ۱۵ سورج ۱۶ زنتر ۱۷ جلدی ۱۸ بجلی کے کان ۱۹ چھپانا ۲۰ دوبارہ ۲۱ محبت کا خزانہ پرمیشور

آتم ودیا۔ چھٹا فرض سیوا کا اُچیہ بھاو ہے۔ یہ وہ بہتر فرض ہے۔

چھٹی شکشا

جس سے مُنش متر اور ہردلعزیز بنا کرتا ہے۔ اُس کی آتما میں فراخ دلی آتی ہے۔ اسی فرض اعلےٰ کے بجالانے سے منش گرے ہوئے کو پاک کرنے اور اُٹھانے والا اور کئی عیوب سے آلودہ پرانیوں کو عیوب سے رہا کرتا ہے۔ ایک مثال دی جاتی ہے۔ اور یہ مثال وشنو سمپردائے کے ایک آچاریہ "چیتنیہ" کے جیون کے متعلق ہے۔

ایک اُداہرن

ایک بار مہاتما چیتنیہ بنگالے کے ایک نگر میں آئے۔ اور ایک باڑکا میں ٹھہرے۔ اُن کے ساتھ کئی چیلے بھی تھے۔ نگر کے لوگوں نے باتوں میں ظاہر کیا۔ کہ اس نگر میں ایک شخص شرابی بڑا دُشٹ ہے۔ اُس سے اکثر نگر نواسی دُکھی رہا کرتے ہیں۔ چیتن نے یہ سُنکر اپنے ایک شاگرد کو بھیجا۔ کہ شرابی کو بُلا لائے۔ شرابی اُس وقت اپنے ایک دو متروں کے ساتھ شراب پی رہا تھا۔ اُسی وقت چیتنیہ کے شاگرد نے اُسے گورو کا پیغام سُنایا۔ اور ساتھ چلنے کی پرارتھنا کی۔ شرابی نے ایک خالی بوتل پیغامبر کو ماری۔ جس سے اُس کا سر زخمی ہوگیا۔ اور خون نکلنے لگا۔ اُسی حالت میں شاگرد نے لوٹ کر جو حالت ہوئی تھی۔ گورو کو سُنا دی۔ چیتن نے تب اپنے دس بارہ شاگردوں کو بھیجا۔ کہ اگر وہ خوشی سے نہ آوے۔ تو اُسے پکڑ لاویں۔ شرابی اب اُن کے ساتھ چیتن کے پاس جا رہا ہے۔ سوچتا تھا۔ کہ اُس سے جرم ہوا ہے۔ اور اُسے سخت سزا بھوگنی پڑے گی۔ اسی فکر سے متفکر اور غمگین شرابی چیتن کی سیوا میں حاضر

کیا جاتا ہے۔ چیتن نے اُسے آرام کیسا تھ ایک گدگدے بستر پر لٹوا دیا۔ لیکن اس سے اُس کا ڈر اور بے چینی دُور نہیں ہوئی۔ اسی بیچ میں چیتن اُس کے پاؤں کے پاس بیٹھکر اُس کے پاؤں دبانا چاہتے ہیں۔ پاؤں کے چھوتے ہی شرابی گھبرا کر اُٹھ بیٹھتا ہے۔ اور بڑی عاجزی سے اپنی غلطیوں اور گناہوں کی گنتی کرتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ مہاراج آپ نے میرے ناپاک جسم کو ہاتھ لگا کر کیوں اُنہیں اپوتر کیا۔ اُسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھارا بھی چلی جا رہی ہے۔ وہ اپنے گناہوں کا اقرار چیتن کے سامنے کرتا چلا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ شرابی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اور وہ چیتن کا چیلا بنتا ہے۔ اور اُس کے چیلوں میں سب سے اونچا درجہ پاتا ہے۔ اس کہانی سے ظاہر ہے۔ کہ کس طرح چیتن نے سیوا کے ذریعہ ایک گرے ہوئے پرش کو اُٹھا کر اچھے سے اچھا آدمی بنا دیا۔

آتم ویتا۔ ساتواں اور آخری فرض خاص کر چوتھے آشرمی منشوں (سنیاسیوں) ساتویں شکشا کا یہ ہے۔ کہ وہ اپنے کو اِشنو بھگتی اور ایشور پریم سے اس طرح رنگ لیں۔ کہ اُس کے سوا سنسار کی ہر ایک شے اس سے پیچھے معلوم ہونے لگے۔ اِس کے لئے اُنہیں نرنتر اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے ایشور کی یاد کرتے رہنا چاہئے۔ اگر وہ سونے سے پہلے جی لگا کر ایشور کی یاد کرتے ہوئے سو جاویں گے۔ تو یقینی ہے۔ کہ اُنہیں اگر سُوپن بھی دکھائی دیگا۔ تو اُس میں وہ اپنے کو ایشور کا درشن کرتے ہوئے ہی دیکھیں گے۔ ہر قسم کے جھگڑوں۔ جھنجھٹوں اور بے چینی کے

کاموں سے چت ہٹا کر اس ہی ایک کام میں لگ جانے سے اشٹ کی سدھی ہوتی ہے۔ اور اس اشٹ کی سدّھی کے بعد بیاس کے شبد دل میں منش کو محسوس ہونے لگتا ہے:- प्रात्म प्रात्मच्यम پرآتم پرماتما یم

آتم ویتا رشی نے جونہی اپنا اُپدیش ختم کیا۔ ہر ایک ست سنگی اپنے کو خوش نصیب سمجھ رہا تھا۔ اور سمجھنے لگا تھا۔ کہ اُس کا فرض کیا ہے اور رشی کے لئے احسان مندی کے خیال سے ہر ایک کا دل بھرپور ہو رہا تھا۔ سنگھ کی سماپتی کی اطلاع ہونے سے پہلے ہر ایک ست سنگی نے صاف طور پر اس احسان مندی کا اظہار کیا۔ اور چاہا۔ کہ کسی آخری فرض کے متعلق کچھ ایک بھجن گائے جائیں۔ رشی کی صلاح سے اُن کا پرارمبھ ہوا ؛

غزل نمبر (۱)

جلوہ کوئی دیکھے اگر یکبار تمہارا
ہو جائے ہمیشہ کو خریدار تمہارا

کیوں اُسکا کوئی تار ہو بے تار جو کوئی
چنتن کیا کرتا ہے۔ لگاتار تمہارا

تولین ہوا تم میں مٹا کر جو دوئی کو
تم یار اُسی کے ہو وہی یار تمہارا

کس طرح زمیں چلتی ہے سورج کی سہارے
دیکھے کوئی عالم میں چمتکار تمہارا

پھولوں کیطرح کھلتے ہیں راتوں میں ستارے
آکاش بنا گلشن بہار تمہارا

بُدھی کی پہنچ سے بھی پرے حد تمہاری
ہاں ترک کی سیما سے پرے پار تمہارا

اگیہ ہو تم ہے یہی آخر کو ایبھی اذم
نارستکو را انکار بھی آخر کو ہے اقرار تمہارا

بھجن نمبر (۲)

رہتا ہے تاپ وِنیج نیربل کے ہاتھ ہیں
ملتا نہ ملنا اسکا نربل کے ہاتھ ہیں
کسکی تلاش کے پیچھے لگن ہے لگی ہوئی
گھبرا ہے لوبھ موہ نے اسطرح جیو کو
زلیب پ آتما نمو گن سے ہوا ملین

جس طرح چاندنی مہ اکمل کے ہاتھ ہیں
پر دکھ ہے وہ کل نہیں بیکل کے ہاتھ ہیں
بجلی کی لالٹین ہے بادل کے ہاتھ ہیں
جیسے کوئی شریف ہوا رذل کے ہاتھ ہیں
ہیرا سیاہ ہوگیا کاجل کے ہاتھ ہیں

ابھیاس کرنا پڑتا ہے اشٹانگ یوگ کا
آتا ہے موکش مارگ بہت چل کے ہاتھ ہیں

بھجن نمبر (۳)

آنت سمے میں ہے - جگدیشر تیرا ہی سمرن تیرا ہی دھیان ہو
قابو میں ہوویں اندری اپنے وش میں پران اور اپان ہو
خالی ہو چت باسناؤں سے میر دُکھ نہ اسمیں نام ونشان ہو
شردہا سے بھر پور من ہو وا اپنا بھگتی کی ہردے میں آنکر سنت کھان ہو
ست ہی پہ نربھر ہوں کام اپنے ست ہی کا ابھیاس ست ہی کی آن ہو
جلتے ہوں ست پر مرتے ہوں ست پر ست ہی کا گورو ست ہی کا مان ہو
بھولیں نہ یم کو پالیں نیم کو جیون میں اپنے تپ ہی پردھان ہو
لولین ہوں پریم میں تیرے ایسی سُکھ کی نہ سُدھ ہو دکھ کا نہ بھان ہو
انت سمے میں ملے جگدیشر تیرا ہی سمرن تیرا ہی دھیان ہو -

ف۱ پورن ماشی کا چندرمان - ۲ کمینہ

آتم ویتا ۔ (پرسن چت کے ساتھ) اب سنگھ کا کاریہ سماپت (ختم) ہوا ۔ ایشور کرے

سروے بھونتو ۔ سکھینہ ۔ سروے سنتو نرامیہ ۔ سروے پشینتو بھدرانی ۔ ماکشچت ۔ دکھ بھاگ بھویت

सर्वे भवन्तु सुखिनः सर्वे सन्तु निरामयाः। सर्वे पश्यन्तु भद्राणि माकाश्चित् दुःख भाग् भवेत

یعنی سبھی سکھی اور سوستھ ہوں ۔ سبھی منگل کامناؤں کی پورتی دیکھیں اور کوئی بھی دکھی نہ ہو ۔

(اوم شم) (اوم استو)

BEST LITERATURE IN URDU & HINDI
اعلیٰ پایہ کی اخلاقی اور روحانی کتابیں
DESH
हिन्दी संस्कृत स्वयं शिक्षक
HINDI SANSKRIT SELF TAUGHT
آزادی کی دیوی
راجپال منیجر سرسوتی آشرم انارکلی لاہور